عشرۂ کاملہ

مسئلہ سواک مسئلہ تسریح لحیہ مسئلہ عمی تکفیر کبائر بسبب حج

مسئلہ جماعت نماز مسئلہ نماز جنازہ در مسجد مسئلہ خوف خاتمہ

مسئلہ حج اکبر مسئلہ فضائل نکاح مسئلہ فضائل قرآن

طبع فی المطبع مفید عام الکائن
فی بلدۃ اکرہ فی سنۃ ۱۳۰۶
الطبعۃ الثانیۃ

اس رسالہ میں بعض مسائل فروع کثیر الوقوع محتاج الیہا کا بیان نہایت اختصار کے ساتھ مع دلیل مسئلہ کیا جاتا ہے یہ مسائل غالبًا رسائل ملا علی قاری حنفی سے ماخوذ ہین انمین احیانًا و اتفاقا کسی جگہ کچھ تبیین و تنقید بھی کی گئی ہے ہر مسئلہ کا عنوان میاں کر دیا گیا ہے ترتیب امکی باب و فصل پر نہین رکھی گئی ۲۲ صفر سنہ ۱۳۰۶ ہجری قدسی روز یکشنبہ کو یہ رسالہ آغاز ہوا اللہ تعالی اختامہ بالخیر کرے سرت فسر و تمم بالخیر +

مسئلہ مسواک اللہ تعالی نے فرمایا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسواک کو نیکو بہت دوست رکھتے تھے اور کبھی اوسکو ترک نہ فرماتے رات کو جب نیند سے اوٹھتے تو مسواک کرتے جب گھر مین جاتے مسواک کرتے جب وضو کرتے

مسواک کرتے جب نماز پڑھتے مسواک کرتے پھر وقت وفات کے حال نزاع مین بھی مسواک کی
اور فرماتے تھے لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوٰۃ رواہ مالک
واحمد والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ ورواہ
احمد وابوداؤد والنسائی عن زید بن خالد دوسری روایت مین مع کل وضوء[ف۱] آیا ہے
تیسری روایت کا لفظ یہ ہے عند کل صلوٰۃ ومع کل وضوء بسواک عباس بن عبدالمطلب
نے رفعاً کہا ہے لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیھم السواک عند کل صلوٰۃ
کما فرضت علیھم الوضوء رواہ الحاکم[ف۲] مکحول کا لفظ مرسلاً یون ہے لامرتھم بالسواک
والطیب عند کل صلوٰۃ رواہ سعید بن منصور یعنی اگر امت پر گران نہوتا تو مین
اونکو حکم کرتا کہ وہ ہر نماز کے وقت مسواک کرین اور خوشبو ملین اور عطر لگائین اور حدیث عائشہ
مین فرمایا ہے السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب رواہ احمد والنسائی وابن حبان
والحاکم والبیھقی[ف۳] ابن عباس نے مجلاۃ للبصر زیادہ کیا ہے رواہ الطبرانی
دوسرا لفظ انکا رفعاً یہ ہے السواک یطیب الفم ویرضی الرب رواہ الطبرانی و
اسنادہ حسن رافع بن خدیج رفعاً کہتے ہین کہ السواک واجب وغسل الجمعۃ واجب
رواہ ابونعیم حدیث ابن جزر مین مسواک کو فطرت فرمایا ہے رواہ ابونعیم ابوہریرہ کہتے
ہین مسواک مرد کی فصاحت کو زیادہ کردیتی ہے رواہ العقیلی وابن عدی والخطیب
عائشہ کا لفظ یہ ہے السواک شفاء من کل داء الا السام والسام الموت رواہ
الدیلمی یعنی مسواک کرنا ہر بیماری کی شفا ہے مگر موت ابن عباس کہتے ہین حضرت ہمیشہ ہمکو
حکم مسواک کرنیکا دیتے یہانتک کہ ہم ڈرے کہ کہین اس مقدمہ مین اونپر وحی نہ اوترے رواہ
احمد حدیث ابوایوب مین فرمایا ہے کہ چار چیزین سنن مرسلین مین سے ہین حیاء[ف۴] وتعطر ونکاح

[ف۱] رواہ الطبرانی
[ف۲] فی الاوسط باسناد حسن ۱۲
[ف۳] وروی النسائی کلھم فی المشکوٰۃ ۱۲
[ف۴] ورواہ ابویعلی بنحوہ ۱۲ وابن خزیمۃ والبخاری ورواہ البخاری وما ۱۲ معلقا مجزوما

وسواک رواہ احمد والترمذی والبیہقی اور حدیث عائشہ کی کہ صلوٰۃ بسواک افضل من سبعین صلوٰۃ بغیر سواک رواہ ابو یعلی والحاکم وغیرہما صحیح ہے ابن القیمؒ کہا ہے کہ یہ حدیث نہ صحاح مین ہے نہ کتب سنن مین بیہقی نے کہا اسکی سند قوی نہین ہے اسکے سب طریق ضعیف ہین بالجملہ نماز ساتھہ مسواک کے پڑھنا سنت موکدہ ہے ابن حنظلہ کہتے ہین حضرت نے ہمکو حکم دیا کہ ہر نماز کے لئے ہم وضو کرین طاہر ہون یا غیر طاہر پھر جب ہمپر یہ بات گران گزری تو ہمکو حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے لئے مسواک کیا کرین رواہ احمد وغیرہ ابن عباس نے کہا ہے حضرت ہر دو رکعت نماز پڑھکر مسواک کرتے تھے یعنی نماز شب مین رواہ النسائی بطولہ زید بن خالد جہنی نماز مسجد مین آکر پڑھا کرتے اونکے کان پر مسواک بجاے قلم کے گوش کاتب پر رکھی ہوتی جب نماز کو کھڑے ہوتے مسواک کرتے رواہ الترمذی بطولہ وصححہ الس نے کہا ہے تم مسواک کو لازم پکڑو مسواک بہت اچھی چیز ہے حضر یعنی زردی دندان کو دور کرتی ہے بلغم کو نکالتی ہے آنکھہ کی قوت کو جلا دیتی ہے مسوڑون کو مضبوط کرتی ہے بدبوی دہن کو لیجاتی ہے معدہ کی اصلاح کرتی ہے درجات جنت کو بڑہاتی ہے فرشتے حمد کرتے ہین اللہ راضی ہوتا ہے شیطان خفا ہوجاتا ہے رواہ عبد الجبار الخولانی فی تاریخہ حدیث ابو سعید خدری مین فرمایا ہے غسل جمعہ کا ہر محتلم پر واجب ہے اور مسواک اور لگانا خوشبو کا جو میسر ہو رواہ مسلم بعض اہل علم نے کہا ہے افواھکم طرق القرآن فطھروھا مختار مسواک مین یہ ہے کہ درخت اراک کی ہو اگرچہ سعد و اشنان و خرقہ خشن وغیرہ اشیاء مستعمل سے بھی جائز ہے علماء نے کہا ہے فضائل مسواک مین سے ایک فضیلت یہ ہے کہ وہ مرتے وقت یاد شہادت کی دلا دیتی ہے اور روح کے نکلنے کو آسان کر دیتی ہے ٭

مسئلہ تشریح لحیہ کا بعض مفسرین نے کریمہ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند

عن ابن عباس مرفوعا لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوٰۃ رواہ ابو یعلی بسند ضعیف وعن ابی ھریرۃ رکعتان بالسواک افضل من سبعین رکعۃ بغیر سواک رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ باسناد جید وعن جابر مرفوعا رکعتان بالسواک افضل من سبعین رکعۃ بغیر سواک رواہ ابو نعیم ایضا باسناد حسن

منار الحق

ہاتھ کی کرنا داڑھی مین

کل مسجد مین کہا ہے کہ مراد اخذ زینت سے کنگھی کرنا ہے واڑہی مین ذکرہ یعقوب الجرخی فی رسالتہ۔ گویا مراد یہ ہے کہ منجملہ مراد آیت کے ایک یہ کام بھی مراد ہے کیونکہ نزول آیت کا حق مین ستر عورت کے ہوا ہے کہ لوگ وقت ہر نماز و طواف و سجود کے اپنی شرمگاہ کو چھپائین یہ واجب ہے ابن کثیر کہتے ہین ھذہ الآیۃ رد علی المشرکین فیما کانوا یعتمدونہ من الطواف بالبیت عراۃ کما رواہ مسلم والنسائی وابن جریر عن ابن عباس کانوا یطوفون بالبیت عراۃ الرجال والنساء الرجال بالنھار والنساء باللیل وکانت المرأۃ تقول ؎

الیوم یبد وبعضہ او کلہ		ومابدا منہ فلا احلہ	

فقال اللہ تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد نماز وغیرہ پر اطلاق مسجد کا بطور ذکر محل و ارادہ حال کے آیا ہے اور قاعدہ مقررہ یہ ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا اس اعتبار سے آیت شامل ہے اوس زینت کو جو کہ ستر عورت پر زیادہ ہے جیسے چادر و دستار و سائر آداب قتادہ نے انس سے روایت کیا ہے کہ انما نزلت فی الصلوۃ فی النعال لکن اسکی صحت مین نظر ہے قال ابن کثیر پھر کہا ہے ولھذہ الآیۃ وما ورد فی معناھا من السنۃ یستحب التجمل عند الصلوۃ ولاسیما یوم الجمعۃ و یوم العید والطیب لانہ من الزینۃ والسواک لانہ من تمام ذلک ومن افضل اللباس البیاض انتھی اور ظاہر آیت یہ ہے کہ تسریح وقت ہر نماز کے چاہئے بقیاس علی السواک یعنی دربارہ نظافت و لطافت و ازالہ وسخ و کثافت کے حدیث مین آیا ہے النظافۃ من الدین ابن بطال نے کہا ہے ترجل منجملہ شمائل نبوی کے ہے باب نظافت سے اور ظاہر عنوان باطن کا ہوتا ہے اور جس حدیث مین ترجل سے منع کیا ہے مگر بعد اکید ان کے

مراد اوس سے ترک مبالغہ ہے ترفہ من مراد نفس و ہوی و طبع کے اور اوسمین اشارہ ہے طرف اسکے
کہ تنظیف باطن کی اولی تر ہے حدیث النظافۃ من الایمان سے درمیان ان دونون مدیثون
کے جمع ہو سکتی ہے مراد نداوت سے رثاثت ہیئت و ترک ترفہ و اختیار تواضع ہے باوجود قدرت
کے نہ بطور انکار نعمت کے عبداللہ بن مریدہ کہتے ہین صحابہ مین ایک مرد تھا اوسکو فضالہ ابن
عبید کہتے تھے ایک شخص نے اوس سے کہا کہ مین تمکو میلا کچیلا دیکھتا ہون کہا حضرت کثرت
ارفاہ سے منع کرتے تھے رواہ النسائی مراد ارفاہ بکسر ہمزہ سے تنعم یا ترجمہ ہے اوس تعیم سے
کہ کثرت ارفاہ سے نہی فرماتے تھے یہ نکلا کہ درجہ وسط معتدل مذموم نہین ہے اوس سے دریافت
اصابت کے جمعیت حاصل ہوتی ہے واللہ اعلم عطا ابن یسار کہتے ہین حضرت نے ایک شخص کو
پریشان سر و پراگندہ ریش دیکھکر اشارہ اصلاح کا کیا رواہ الموطا و ھو مرسل صحیح السند
اسکا ایک شاہد حدیث جابر مین نزدیک ابوداؤد و نسائی کے بسند حسن اور شمائل مین بھی موجود
ہے کہ انس نے کہا حضرت اپنے سر مین اکثر تیل ڈالتے اور داڑھی مین کنگھی کرتے تھے ابن الجوزی
نے کتاب الوفا مین انس سے روایت کیا ہے کہ حضرت رات کو جب بستر پر جاتے تو آپکے لئے مسواک
وطہور دستار رکھدیا جاتا تھا جب اللہ آپکو رات مین بیدار کرتا تو مسواک کرتے اور وضو و کنگھی
کرتے خطیب بغدادی نے کفایہ مین عائشہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت پانچ چیزون کو سفر
حضر مین ترک نکرتے آئینہ سرمہ دان کنگھی مدری سوزن طبرانی کا لفظ عائشہ سے یہ ہے کہ حضرت
مسواک و مشط کو جدا نکرتے اور جب داڑھی مین کنگھی کرتے تو آئینہ دیکھتے ابن منفل کا لفظ یہ ہے
نہی عن الرجل الاغبا کذا فی الشمائل مراد وقتا بعد وقت ہے بعض نے کہا غب یہ ہے کہ
ایک دن کرے ایک دن چھوڑ دے حسن سے منقول ہے کہ ہر ہفتہ مین کنگھی کرے شاید مراد شانہ
ہوی سر ہے شمائل مین آیا ہے کہ ایک صحابی دوسرے دن کنگھی کیا کرتے تھے حدیث ابی بن کعب مین

لیا بیہقی پشت ۷۸ ۱۲
عن فلیصح ۱۲

رفعاً آیا ہے کہ جو شخص ہر دن داڑھی مین کنگھی کرتا ہے وہ انواع بلا سے عافیت مین رہتا ہے اور
اوسکی عمر بڑہتی ہے رواہ عبدالرحمن الصفوی فی کتاب المجالس کما ذکرہ السیوطی
ایک روایت مین آیا ہے جو شخص بھیرتا ہے کنگھی اپنے ابرو پر وہ وبا سے عافیت مین رہتا ہے
علی نے رفعاً کہا ہے تم کنگھی کیا کرو کہ یہ فقر کو دور کرتی ہے جو کوئی صبح کو داڑھی مین کنگھی کرتا ہے
وہ شام تک امن مین رہتا ہے کیونکہ ریش زینت رجال وجمال وجہ ہے ایک حدیث غریب
مین آیا ہے کہ حضرت ہر دن دو بار داڑھی مین کنگھی کرتے تھے کذا فی الاحیاء شمائل ترمذی
مین کہا ہے کہ حضرت کی داڑھی گھنی تھی علی کہتے ہین ایکبار کچھ لوگ حضرت کے دروازے پر جمع ہوئے
آپ باہر آئے مینے دیکھا کہ کنوین مین جہانک کر سر وریش کو برابر کیا مینے کہا ای رسول خدا کیا
ہم بھی اسطرح کرین فرمایا ہان اللہ دوست رکھتا ہے اپنے بندہ سے اسبات کو کہ تجمل کرے
واسطے اپنے بھائیون کے جبکہ گھر سے باہر طرف اونکے نکلے رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ
وھو غریب واخرجہ ابن عدی ایضاً عن عائشۃ رضی اللہ عنہا تحقیق اس مقام
کی یہ ہے کہ حجۃ الاسلام نے کہا ہے جاہل یہ گمان کرتا ہے کہ یہ فعل حضرت کا براہ حب تزین تھا
اور اس فعل کو اورون کے اخلاق پر قیاس کرتا ہے بھلا کہان ملائکہ اور کہان لوہا رہیہات حضرت
تو مامور تھے ساتھہ دعوت خلق الی اللہ کے آپکا یہ وظیفہ تھا کہ اپنے امر کی تعظیم لوگون کے دلون
مین ثابت کرین اور اس امر مین ساعی ہون تاکہ اونکے نفوس حضرت کو حقیر نہ جانین اور اپنی
صورت کو اونکی آنکھون مین اچھا بنائین تاکہ وہ حضرت کو صغیر نہ سمجھین اور منافق تنفر نکرین سو یہ
قصد ہر عالم داعی خلق الی الحق پر واجب ہے یعنی رعایت جمال ظاہر کی کرنا جس سے لوگ متنفر نہون
ایسے امور مین اعتماد زینت وتحسین بلویت پر ہوتا ہے اعمال فی نفسہا اکتساب اوصاف مقصودہ کا
کرتے ہین پس اس قصد سے تزین کرنا محبوب ومرغوب ہے اور باقی رکھنا پراگندگی کا سر وریش مین

واسطے اظہار زہد و قلت مبالات بالنفس کے مخذور ہے اور چھوڑ رکھنا اس شعث کا بسبب تشغل
امر مہم کے مشکور ہے داؤد طائی سے کہا تھا تم داڑھی مین کنگھی نہین کیا کرتے کہا انی اد
یہ احوال درمیان بندہ اور رب کے امور باطن ہین رب بندہ کا بصیر اور ناقد خبیر ہے اوسکے سامنے
تلبیس رائج نہین ہوتی اور بہت سے جاہل یہ کام واسطے التفات خلق کے کرتے ہین اور اپنی جان پر
اور غیر پر تلبیس و تدلیس کرتے ہین اور زعم یہ ہے کہ قصد اوسکا خیر ہے تو نے ایک جماعت علماء
کو دیکھا ہوگا کہ عمدہ عمدہ لباس فاخرہ پہنتے ہین اس اعتقاد سے کہ قصد اوسکا ارغام مبتدعہ
و مخالفین و تقرب الی رب العالمین ہے سو کشف اس امر کا اوسدن ہوگا جسدن کہ سرائر کا امتحان
لیا جائیگا اور مردے قبور سے اوٹھ کھڑے ہونگے اور دلونکی باتین کھل پڑیگی اوسدن کھوٹے
کھرے کا تمیز بخوبی ہو جائیگا نعوذ باللہ من خزی الیوم الاکبر الحاصل تسریح لحیہ
واسطے لوگون کے مذموم ہے جسطرح کہ ترک اوسکا واسطے اظہار زہد کے شوم ہے جس چیز کی
رعایت تسریح مین لحیہ و راس کے زیبا ہے وہ تیامن ہے کیونکہ شمائل مین آیا ہے کہ حضرت طہور
و تنعل و ترجل مین تیامن کو دوست رکھتے تھے یعنی جانب راست سے شروع کرتے ایک ادب
مستحب اس باب مین یہ ہے کہ بال اور ناخن و نحو ہا کو اجزا بدن سے جمع کر کے دفن کر دے
اور کسی شئی کو قطع نکرے مگر حالت طہارت پر **ف** طول لحیہ مین اختلاف ہے بعض نے
کہا ایک مشت سے زیادہ کا لینا لا بأس بہ ہے بلکہ مندوب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ایک
جماعت تابعین نے اسی طرح کیا ہے اور شعبی و ابن سیرین نے اسکو مستحسن ٹھیرایا ہے مختار حنفیہ
بھی یہی ہے یہ قول صاحب نہایہ کا کہ قطع کرنا زائد کا قبضہ سے واجب ہے قول غریب ہے اور
حسن و قتادہ اور ایک جماعت نے کہا کہ چھوڑ دینا لحیہ کا بطور عفو کے محبوب تر ہے اسلئے کہ حضرت
نے فرمایا ہے قصوا الشوارب واعفوا اللحی رواہ احمد عن ابی ہریرۃ غزالی رح

ف طول لحیہ

کہتے ہین یہ بات آسان ہے جبکہ منتہی طرف تقصیص وتدویر لحیہ کی سب جوانب سے نہو کیونکہ طول مفرط سے شکل بگڑجاتی ہے اور زبان اہل غیبت کی دراز ہوتی ہے اس نیت پر طول سے احتراز کرنا لاباس بہ ہے نخعی نے کہا ہے مجھے مرد عاقل طویل سے تعجب آتا ہے کہ وہ کیون نہین اپنی ریش سے اخذ کرتا اور اوسکو درمیان لحیۂ طویلہ وقصیرہ کے نہین ٹھیراتا حالانکہ توسط ہر شئی مین بہتر ہوتا ہے ولہذا کہا ہے کہ جسکی داڑہی لمبی ہوتی ہے اوسکی عقل ناقص ہوتی ہے مسند امام ابوحنیفہؒ مین ہیثم سے آیا ہے کہ ایک شخص نے کہا ابو قحافہ پاس حضرت کے آئے اونکی داڑہی پراگندہ تھی فرمایا کاش تم اسمین سے کچھ لیتے اور ہاتھہ سے طرف نواحی لحیہ کے اشارہ کیا ترمذی مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اپنی ریش مبارک سے عرضاً وطولاً اخذ کرتے تھے

لی حبیب ولہ لحیۃ		طوّلہا عمدا بلا فائدہ	
کانہا بعض لیالی الشتا		طویلۃ مظلمۃ باردۃ	

لطیفہ بعض اکابر نے کہا ہے مینے ایک شئی یاد کی جو پہلے مجھسے کسی نے یاد نہین کی تھی اور مین ایک شئی بھول گیا جسکو بعد میرے کوئی شخص نہ بھولا پہلی بات یہ تھی کہ مینے قرآن حفظ کیا تین دن مین دوسری بات یہ تھی کہ مینے اپنی داڑہی قصر کرنا چاہا تو جانب حلق سے قطع کی مین کہتا ہون وطواط نے غرر الخصائص مین لکھا ہے کہ تجربہ کا حکم یہ ہے کہ جسکا قد لنبا ہو اور کاسۂ سر چھوٹا اور اوسکی داڑہی نیچے کو لٹکتی ہوئی ہو تو اوسکے دیکھنے والے کو لایق ہے کہ وہ اوسکی عقل پر سلام کرے

صاحبنا الخیاط ذو لحیۃ		کانّہا فی عرضہا والکمال	
ملحفۃ للھوم مضربۃ		ووجہہ من فوقہا کالخیال	

ابن الرومی کہتے ہین

عن عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلعم کان یاخذ من لحیتہ من عرضہا وطولہا رواہ الترمذی وقال حدیث غریب

ان تطل لحیۃ علیک وتعرض		فالخال محلوقۃ للحسیری	
علق اللہ فی عذارک خالا		ۃ ولکنھا بغیر شعیر	
لورای مثلھا النبی لاحری		نی لحی الیاس سنۃ التقصیر	

تو یت مین مذکور ہے کہ خروج ریش کا دماغ سے ہے جسکی ریش افراط سے دراز ہوتی ہے تو اوسکا دماغ قلیل ہوتا ہے اور جسکا دماغ قلیل ہوتا ہے اوسکی عقل قلیل ہوتی ہے اور جسکی عقل قلیل ہوتی ہے وہ احمق ہوتا ہے مامون نے کہا ہے جب داڑھی لمبی ہوتی ہے تو عقل کو سبج ہو جاتی ہے **حکایت** مسلمہ بن عبدالملک نے ایکدن اپنے ہمنشینون سے کہا آدمی کا حسن چار چیزون مین پہچانا جاتا ہے طول لحیہ و بساعت کنیت و اولاد شہوت و نقش خاتم انتے مین ایک شخص دراز ریش آیا کہا تو ایک سلامت تو آئی اب تین باقی نشانیون کو دیکھو اوس سے کہا تیری کنیت کیا ہے کہا ابوالیاقوت کہا نقش خاتم تیرا کیا ہے کہا وتفقد الطیر فقال مالی لا اری الھدھد ام کان من الغائبین کہا تجھے کونسا کھانا پسند ہے کہا جلنجبین مسلمہ نے کہا ؎

مابعد کنیتہ وطول لحیتہ		ونقش خاتمہ تاک المعتبر	

انتھی کلام الوطاط رح **خ** رہا سیاہ خضاب سو منہی عنہ ہے حدیث مین آیا ہے خیر شبابکم من تشبہ بکھولکم وشر کھولکم من تشبہ بشبابکم رواہ الطبرانی من حدیث واثلۃ باسناد ضعیف مراد تشبہ سے سانتہ شیوخ کے تشبہ وقار مین ہے نہ سفیدی موی سر و ریش مین ابن سعد نے طبقات مین عمرو بن عاص سے نہی خضاب سیاہ کی رفعا باسناد منقطع روایت کی ہے اور حدیث جابر مین فرمایا ہے غیروا ھذا الشیٔ واجتنبوا السواد رواہ مسلم یہ بات ابو قحافہ کو دیکھکر کہی تھی کیونکہ اونکے بال بالکل سفید تھے اور فرمایا ہے سیاہ خضاب اہل نار کا خضاب ہے دوسری روایت مین خضاب کفار کہا ہے رواہ الطبرانی

لا الخضاب

والحاکم من حدیث ابن عمر احدیث ابن عباس مین رفعاً آیا ہے یکون فی آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رواہ ابو داؤد باسناد جید[1] یعنی اخیر زمانہ مین ایسے لوگ ہونگے جو سیاہ خضاب کرینگے جیسے سینہ کبوتر کا وہ جنت کی ہوا نہ پائینگے یہ حدیث نزدیک میرے ایک معجزہ کا باہرۂ رسالت ہے اسلئے کہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس زمانہ مین سیاہ خضاب کرنیوالے ریش و سر مین کثرت سے ہین کہتے ہین سب سے پہلے جسنے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا **حکایت** عہد عمر رضی اللہ عنہ مین ایک شخص نے بیاہ کیا تھا سیاہ خضاب کرکے جب وہ خضاب جاتا رہا اور بڑھاپا ظاہر ہوا اہل زن نے مرافعہ عمر سے کیا عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کو رد کیا اور اوسکو پٹیا اور کہا تو نے قوم کو جوانی کا دھوکا دیا اور اپنے بڑھاپے کو اونسے چھپایا ہان سرخ و زرد خضاب کرنا جائز ہے تاکہ غزو و جہاد مین کفار پر پیری کو ملبس کرے اور اگر اس نیت سے نہین ہے بلکہ بارادۂ تشبہ باہل دین ہے تو مذموم ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ صفرت خضاب مسلم ہے اور حمرت خضاب مومن رواہ الطبرانی والحاکم اسمین ایک تنبیہ نبیہ ہے اسبات پر کہ حمرت افضل ہے صفرت سے صحابہ خضاب مہندی کا لگاتے واسطے سرخی کے اور خلوق و کتم کا واسطے زردی کے اسکا بیان شرح شمائل مین ہوچکا ہے اور یہ مسئلہ ہدایۃ السائل مین بھی مذکور ہے بعض اہل علم نے سیاہ خضاب بھی واسطے جہاد کے کیا ہے سو یہ وقت صحت نیت کے لاباس بہ ہے جبکہ طویت مین کوئی شہوت خفیہ نہو باقی رہا سفید کرنا بالون کا کبریت سے واسطے اظہار عُلو سن کے تاکہ توقیر و تصدیق روایت عن الشیوخ کی اور ترفع اسکا شباب سے اور اظہار کثرت علم کا بہ نسبت اقران کے حاصل ہو سو صد افسوس ہے اس حمق پر کیونکہ کبر سن سے بجز جہل و خرافت کے اور کیا زیادہ ہوتا ہے لکیلا یعلم بعد علم شیئاً وقال تعالیٰ ثم رددناہ اسفل سافلین

[1] ولفظ النسائی یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یجدون ریح الجنۃ ۱۲

صدمہ کا ترد تو معقل ہوتا ہے عقل ایک غریزہ ہے جسمین پیری کو تاثیر نہین ہے اور جسکا غریزہ حمق ہے
اوسکی مرت جتنی زیادہ دراز ہوگی وہ اور زیادہ حماقت کو موکد کریگی حالانکہ اگلے شیوخ جوان اوکو
کو بسبب علم کے مقدم کرتے تھے کیونکہ بزرگی بعقل ست نہ بسال عمر رضی اللہ عنہ ہیہ ابن عباس
کو اکابر صحابہ پر مقدم کرتے حالانکہ وہ کم عمر تھے سو ابن عباس سے سوال کیا کرتے نہ اون اوگون سے
اللہ تعالیٰ نے قول من یحیی علیہ السلام کے فرمایا ہے وآتیناہ الحکم صبیا **حکایت** یحیی ابن
اکثم جب قاضی ہوئے تو ۲۰ برس کے تھے ایک شخص نے اونکی مجلس مین باراہ تجہیل بوجہ صغر
سن کہا کہ مسن القاضی ایدہ اللہ یحیی نے جواب دیا مثل سن عتاب بن اسید
حین ولاہ رسول اللہ صلعم امارۃ مکۃ وقضاھا یوم الفتح وہ اجواب ہوکر
رہگیا کیونکہ جب عتاب کو والی امر مکہ کیا تھا تو وہ بیس برس کے تھے امام مالک سے مروی ہے
کہ مینے بعض کتب مین پڑہا ہے لا تغرنکم اللحی فان التیس لہ لحیۃ یعنی کہین یہ داڑہی
نمکو دہوکے مین نہ لین بکری کے بھی داڑہی ہوتی ہے ابن العلا کہتے ہین جب تو کسی شخص کو دراز
قامت عریض ریش دیکہے تو اوسکو احمق جان لے اگرچہ امیہ بن عبد شمس ہو **حکایت**
ایوب سجستانی کہتے ہین مینے ایک مڈہا سی برس کا دیکہا کہ وہ پیچہے ایک لڑکے کے جاتا ہے
وہ اوس سے کچہہ علم سیکہتا تھا امام شافعی اٹھارہ سال کی عمر مین متاہل افتا ہوگئے تھے اور اکثر
اطفال ائمہ اہل بیت علیہم السلام علم و ذکاوت مین فائق رجال معمر ہین علی بن حسین نے فرمایا ہے من سبق الیہ
العلم قبلک فھو امامک وان کان اصغر سنا منک ابن العلا سے کہا تھا بھلا کیا شیخ
کا صغیر سے تعلم کرنا اچھا ہے کہا ان کان الجھل یقبح بہ فالتعلم یحسن بہ **ف** سعید بن مسیب
بال چننے سے حضرت نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ نور ہے مومن کا رواہ ابو داؤد والترمذی
وحسنہ النسائی وابن ماجۃ من روایۃ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

بجس موی نہ

اور حدیث مین آیا ہے من شاب شیبۃً فی الاسلام کانت لہ نورًا یوم القیامۃ رواہ الترمذی والنسائی عن کعب بن مرۃ یعنی مسلمان کا بڑہاپا قیامت کے دن اوسکے لئے نور و فروغ ہوگا اور مسلم کا لفظ یہ ہے مالم یغیرھا رواہ الحاکم فی الکنی یعنی یہ سفیدی جب تک نور ہوگی کہ اوسکو اوکھیڑے اور سیاہ نکرے امام محمد نے موطا مین طریق مالک سے بروایت یحیی بن سعید بن المسیب نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے شیب دیکھا یعنی بڑہاپا کہا ای ربّ یہ کیا ہے فرمایا وقار ہے کہا رب زدنی وقارا علی قاری کہتے ہین جب شیب وقار و نور ہے تو ہمارے حضرت مین زیادہ شیب کس وجہ سے نہوا اسکی حکمت یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت کو عورتون سے زیادہ محبت تھی اور عورتین بالطبع پیری کو مکروہ رکھتی ہین اللہ نے نہ چاہا کہ عورتین اونکو ناپسند کرین انتہی مین کہتا ہون یہ وجہ حکمت کی کما ینبغی معلوم نہین ہوتی کیونکہ اگرچہ شیب کامل حضرت کو نہوا تھا لکن تب بھی سر و ریش مبارک مین بیس بال یا زیادہ سفید ہوگئے تھے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت کی عمر اتنی نہوئی کہ سارے بال سفید ہوجاتے اب بھی ستا ٹھ ۶۰ ۶۵ برس کے لوگ ایسے ہوتے ہین جنکے اکثر بال سیاہ رہتے ہین فقط چند بال سفید نظر آتے ہین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر قریب عمر طبیعی کے پہنچی تھی اگر اونکے سب یا اکثر بال سفید ہوگئے ہون تو کچھ دور نہین ہے علاوہ اسکے روایت مذکور سے بالکل سفید ریش ہونا ابراہیم کا بھی ثابت نہین ہوتا ہے ممکن ہے کہ اونہون نے چند بال سفید دیکھکر اللہ تعالی سے یہ سوال کیا ہو اسلئے کہ ایک نئی بات اونکو نظر آئی تھی یہ کیا ضرور ہے کہ بعد شیب کامل کے یہ سوال واقع ہوا ہو واللہ اعلم ۞ اوکھاڑنا سب سفید بالون کا یا بعض کا بحکم عبث وہوس مکروہ ہے اور صورت کو بدصورت کردیتا ہے اور نتف فینگین کا بدعت ہے ہر دو اس سے ہر دو جانب عنفقہ ہین عنفقہ وہ بال ہین جو درمیان لب زیرین و ذقن کے ہوتے ہین جس کو ریش بچہ بھی بولتے ہین

حکایت

ایک شخص نے نزدیک عمر بن عبد العزیز کے گواہی دی وہ نتف لحیہ کرتا تھا عمر نے اوسکی گواہی رد کردی اسی طرح عمر بن خطاب وابن ابی لیلیٰ قاضی مدینہ نے شہادت ناتف لحیہ کو رد کردیا تھا اور کھاڑنا بالون کا اول شباب مین یا مونڈنا اون کا واسطے مشابہت امرد و بے ریشون کے سو منجملہ منکرات کبائر کے ہے کیونکہ ریش آرایش رجال وزین جمال ہے اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ہین وہ یہ قسم کھاتے ہین والذی زین بنی آدم باللحی یہ لحیہ تمام خلق ہے اس سے تمیز مرد کا عورت سے ہوتا ہے بعض نے کہا ہے ویزید فی الخلق ما یشاء سے مراد یہی ریش ہے اصحاب احنف کہتے تھے ہم چاہتے ہین کہ احنف کے لئے ایک ریش مول لین اگرچہ بیس ہزار مین ملے قاضی شریح نے کہا مین چاہتا ہون کہ میری داڑھی ہو عوض دس ہزار کے کہتے ہین کہ اہل جنت امرد ہونگے یعنی بے ریش مگر ہارون برادر موسیٰ علیہما السلام یہ اونکے لئے ایک تخصیص شرف ہے اور اونکی داڑھی ناف تک تھی شاید حکمت اسمین یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ داڑھی اونکی دنیا مین پکڑی گئی تھی اسلئے اللہ تعالیٰ نے آخرت مین اوسکو باقی رکھا مین کہتا ہون اہل جنت کا جرد مرد ہونا احادیث صحیحہ مین آیا ہے اور مورخین نے لکھا ہے کہ آدم ابو البشر بے ریش تھے لکن بعد اونکے اور انبیاء ورسل صاحب لحیہ ہوئے ہین اسمین شک نہین کہ دنیا مین ریش کا ہونا زیب وزین ہے ف نتف لحیہ مثل تعبیہ کے کہ طاقہ بالای طاقہ ہو اور یہ کام واسطے تزئین کے عورتون کے لئے اور واسطے تصنع وریا کے کیا جاتا ہے سو کعب نے اوسکے حق مین کہا ہے یکون فی آخر الزمان اقوام یقصون لحاہم کذنب الحمامۃ ونعالہم کالمناجیل اولئک لاخلاق لہم اس زمانہ مین جسطرح موی سر کے لئے انواع واشکال مروج ہین اسی طرح حال ریش کا بھی ہو گیا ہے

کہ بہت سی مصیبتین اوسکے لئے ایجاد ہوگئی ہین جس سے دل اہل ایمان کا ریش رہتا ہے حالانکہ اصل ہدی مرسین فقط دو حالتین ہین ایک حلق کل دوم ابقار کل اسکے سوا جو صورت ہے وہ منہی عنہ ہے اور ریش مین فقط ایک حالت ہے کہ اوسکو حالت اصلی پر چھوڑ دے بدون اضافت زائد کے یا یکمشت پر اقتصار کرے اور طول و عرض فضول کو عرض و طول سے اخذ کرلے باقی جتنی شکلین اہل فسق و فجور نے نکالی ہین وہ سب حرام اور گناہ کبیرہ ہین ف نظر کرنا طرف سفیدی و سیاہی ریش کی بچشم عجب و غرور مذموم ہے بلکہ سارے اجزاء بدن کا بھی یہی حکم ہے بلکہ جمیع اخلاق و افعال و اقوال و احوال کا بھی یہی حال ہے یہ صفت حمق کی جہلاء مین زیادہ ہوا کرتی ہے خصوصاً عورتون مین کہ وہ رات دن مطالعہ اپنے حسن و جمال کی کتاب کا آئینۂ کمال مین کیا کرتی ہین یہ دلیل ہے اونکے نقص عقل و دین پر ۹

تو ہم در آئینہ حیران حسن خویشتنی		زمانہ ایست کہ ہر کس بخود گرفتار است	

اسمین اختلاف ہے کہ مونچھون کا کترانا افضل ہے یا منڈانا موطا مین آیا ہے یقص من الشارب حتی یبدو طرف الشفۃ یعنی شارب کو اتنا پست کرے کہ کنارۂ لب نظر آئے مالک کا لفظ یہ ہے ویحفی الشارب ویعفی اللحی سو مراد احفار شارب سے حلق نہین ہے بلکہ جو کوئی اپنی مونچھین منڈوائے اوسکو تادیب کرنا چاہیے اشہب نے کہا حلق شارب بدعت ہے اور جو کوئی ایسا کام کرے میرے نزدیک اوسکو پیٹنا مارنا چاہیے نووی نے کہا ہے اتنی کترائے کہ نوک ہونٹ کی نکلجائے جڑ سے نہ منڈائے طحاوی نے کہا امام شافعی سے اس باب مین کوئی شئی منصوص نہین ملی مزنی و ربیع احفار شارب کرتے تھے رہے امام ابوحنیفہ اور اونکے صاحبین سو مذہب اونکا شارب مین یہ ہے کہ احفاء افضل ہے تقصیہ سے اثرم نے کہا امام احمد اپنی مونچھین خوب ہی پست کرتے تھے ف ہر دو طرف بروت کے قص کرنے مین

اختلاف ہے انکو سبالین کہتے ہین اکثر لوگ سبلت رکھتے ہین احیاء العلوم مین کہا ہے کہ ترک قص لابس بہ ہے عمر بن خطاب وغیرہ نے اسیطرح کیا تھا کیونکہ اسنے کچھہ دین مستور نہین ہوتا ہے اور نہ انمین طعام الجمہ رہتا ہے بلکہ طعام وہانتک جاتا بھی نہین ہے انتہی ابوداؤد نے جابر سے روایت کیا ہے کہ ہم اعفاء سبال کیا کرتے تھے مگر حج یا عمرہ مین اور بعض نے انکا باقی رکھنا مکروہ کہا ہے اسلئے کہ اسمین تشبہ ہوتا ہے ساتھہ اعاجم بلکہ مجوس واہل کتاب کے ملی قاری کہتے ہین یہ اولی بالصواب ہے کیونکہ صحیح ابن حبان مین ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت نے ذکر مجوس کا کیا پھر فرمایا کہ انہم یوفرون سبالھم ویحلقون لحاھم فخالفوھم وکان یحز سبالہ کما یحز الشاۃ او البعیر یعنی پارسی لوگ سبال کو وافر اور لحیہ کو حلق کرتے ہین تم اونکے خلاف کرو سو ابن عمر اپنے سبال کو اسطرح قطع کرتے جیسے کوئی بز یا شتر کو قطع کرتا ہے امام احمد کا لفظ ابوامامہ سے یہ ہے کہ ہمنے کہا ای رسول خدا ان اھل الکتاب یقصون عثانینھم ویوفرون سبالھم فرمایا قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم خالفوا اھل الکتاب عثانین جمع ہے عثنون کی عثنون کہتے ہین لحیہ یعنی ریش کو قالہ فی شرح تقریب الاسانید علی قاری کہتے ہین اظہر یہ ہے کہ مراد سبال سے شوارب ہین واللہ اعلم ف رہا سر منڈانا سو حضرت واصحاب کرام نے کبھی سر نہین منڈایا مگر بعد فراغ کے حج یا عمرہ سے ہان علی مرتضی سر منڈاتے تھے اسلئے کہ وہ کثیر الجماع تھے اونکو حاجت غسل کی رہتی تھی اور اونھون نے حضرت سے سنا تھا کہ تحت کل شعرۃ جنابۃ اوپر کہا کہ ومن ثم اسلئے عادت رامی اور حضرت نے بھی اونکو حلق راس پر مقرر رکھا اس صورت مین حلق سنت ہوگا اور علی مرتضی منجملہ خلفاء راشدین کے ہین اور حضرت نے فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین سو دین مین انکی اقتدا کیجاتی ہے اور وہ جو ایک حدیث

مین حلق راس کو علامت خروج فرمایا ہے سو وہ کچھ منافی اسکی نہین ہے اسلئے کہ خارجی کی
فقط ایک یہی علامت نہین ہے کہ تشبہ لازم آئے بلکہ یہ علامت ہمراہ دیگر علامات کے ہے حکایت
ابویزید بسطامی نے اپنا چہرہ آئینہ مین دیکھا اور کہا ظهر الشيب ولم يذهب العيب وما
ادري ما في الغيب یعنی ع سیاہی زمو رفت واز رو نرفت ۱۲ اور غیب کا حال معلوم
نہین کہ انجام کیا ہوگا حدیث مین آیا ہے کہ جب چہرہ اپنا آئینہ مین دیکھے تو یون کہے اللهم
كما حسنت خلقي فحسن خلقي حکایت ابویزید سے پوچھا تھا کہ تمہاری داڑھی
بہتر ہے یا کتے کی دم کہا اگر مین اسلام پر مرا تو میری داڑھی افضل ہے ورنہ کتے کی دم اکمل ہے
مسئلہ عمی یعنی نابینائی اللہ عزشانہ جل برہانہ نے بلا کو واسطے اہل اصطفاء کے شرہ
ولا ٹھیرایا ہے ولہذا حدیث مین آیا ہے کہ اشد الناس بلا مین انبیاء ہین پھر جو افضل ہے بعد
اونکے پھر جو افضل ہے یعنی اولیاء مین حدیث سعد بن ابی وقاص مین فرمایا ہے کہ مبتلا
ہوتا ہے مرد مطابق اپنے دین کے یعنی بقدر قوت یقین کے اگر اپنے دین مین صلب ہوتا ہے
یعنی سخت و مضبوط تو اوسکی بلا سخت ہوتی ہے اور اگر اوسکے دین مین رقت ہوتی ہے یعنی ضعف
تو وہ بقدر اپنے دین کے مبتلا ہوتا ہے بلا ہمیشہ بندے کو لگی رہتی ہے یہانتک کہ اوسکو چھوڑ دیتی
ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اوسپر کوئی خطیہ یعنی گناہ نہین ہوتا رواہ احمد والبخاری
والترمذی وابن ماجۃ بخاری نے اپنی تاریخ مین ازواج نبی صلعم سے روایت کیا ہے
کہ اشد ہر دم بلا مین دنیا کے اندر نبی یا صفی ہوتا ہے حاکم وغیرہ کا لفظ ابوسعید یہی ہے ولا يعلم
كان اشد فرحا بالبلاء من احدكم بالعطاء احمد وغیرہ نے ایک مرد بنی سلیم سے رفعاً روایت
کیا ہے کہ اللہ امتحان کرتا ہے بندے کا اوس چیز مین جو اوسکو دی ہے اگر وہ راضی رہا اللہ کی قسمت
پر تو اوسکے لئے برکت ہوتی ہے اور وسعت کیجاتی ہے اور اگر راضی نہ رہا تو نہ برکت ہوتی ہے

اور نہ سمجھا اور جو اوسکے لئے لکھا گیا ہے اوسپر کچھ زیادہ نہین ہوتا حدیث قدسی مین فرمایا ہے
من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیلتمس
ربًا سوائی امام ابو حنیفہؒ نے حماد سے حماد نے ابراہیم نخعی سے ابراہیم نے اسود سے اسود نے عائشہ
سے عائشہ نے حضرت سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے لئے ایک درجہ علیا جنت مین
لکھتا ہے اور اوسکے لئے کوئی ایسا عمل نہین ہوتا جو کہ اوسکو اوس درجہ تک پہنچادے پھر وہ ہمیشہ
مبتلا رہتا ہے یہانتک کہ اوس درجہ تک پہنچ جاتا ہے یہبھی آیا ہے کہ اللہ مومن کو مبتلا کرتا ہے نہین
مبتلا کرتا لکن بسبب اوسکی بزرگی کے اپنے نزدیک انتہائی پہر یہ ابتلا کبھی سراء کے ساتھہ ہوتی ہے
اور کبھی ضراء کے ساتھہ کما قال تعالیٰ ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃً ای امتحانا
فی محنۃ ومنحۃ اور غالب ابتلا اسی ضراء کے ساتھہ ہوتی ہے کما قال تعالیٰ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف
والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات الی قولہ وبشر الصابرین الآیۃ
قالہ علی القاری مین کہتا ہون کہ کبھی دونون طرح پر بھی معًا امتحان ہوتا ہے یعنی سراء وضراء
دونون سے پھر علی قاری نے کہا ہے کہ منجملہ نقص النفس کے ایک فقد بصر ہے یعنی اندھا ہوجانا
کیونکہ بصر وبینائی النفس اعضاء واشرف اجزاء ہے اسکے ساتھہ مبتلا ہونا اشد انواع بلا ہے جسطرح
کہ بعض انبیاء واصفیاء اسمین مبتلا ہوئے اونمین سے ایک یعقوب دوسرے شعیب علیہم السلام
ہین یا جیسے عبداللہ بن عباس وابن عمرو ابن ام مکتوم اور ایک گروہ صحابۂ کرام کا یا جیسے ایک
جماعت علماء عظام ومشائخ کرام کی جنکے ذکر مین طول کلام ہوگا اسمین ایک تسلی عظیم ہے
واسطے اوس شخص کے جس سے یہ مطلب فوت ہوگیا ہے اس مقام کی عظمت مین حدیثین
آئی ہین جیسے حدیث عائشہ ان اللہ اوحی الی ان من سلبت کریمتیہ اثبتہ علیہما الجنۃ
رواہ البیہقی اور حدیث انس مین فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ اذا ابتلیت عبدی بحبیبتیہ

یرید عینیہ ثم صبر عوضتہ منہما الجنۃ رواہ احمد والبخاری یہ حدیث قدسی ہے عباض نے رفعاً کہا ہے قال اللہ تعالیٰ اذا سلبت من عبدی کریمتیہ وہو بہما ضنین ای بخیل لم ارض لہ بہما ثوابا دون الجنۃ اذا حمدنی علیہما رواہ الطبرانی وابو نعیم فی الحلیۃ انس کا لفظ رفعاً یہ ہے قال اللہ تعالیٰ اذا وجہت الی عبدا من عبیدی مصیبۃ فی بدنہ او فی ولدہ او فی مالہ فاستقبل بصبر جمیل استحییت یوم القیامۃ ان انصب لہ میزانا وانشر لہ دیوانا رواہ الحکیم الترمذی یہ حدیث عام ہے ہر مصیبت سے ولہذا الحمد صبر کرنا مصیبت پر وہ نعمت عظمی ہے جسکا عوض جنت علیا وفردوس اعلی ہے لیکن تحقق صبر کا نہایت مشکل چیز ہے اسجگہ مجرد دعوی زبان سے تصدیق عمل کی نہیں ہوتی جبتک کہ شاہدین عدلین کتاب وسنت اوسکے صبر جمیل پر شہادت نہ دیں ؎

بحرف وصوت میسر نگردد آزادی	ببین اسیر قفس طوطیان گویا را

ولہذا حدیث عبد اللہ بن جزء میں فرمایا ہے لیس الاعمی من عمی بصرہ الاعمی من عمیت بصیرتہ رواہ البیہقی فی الشعب والحکیم الترمذی معلوم ہوا کہ اعتبار ظاہر صورت کا نہیں ہے بلکہ باطن سیرت کا ہے سو صبر دل سے ہوتا ہے نہ زبان سے ویشہد لذلک قولہ تعالیٰ فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

قلب المحب بنور اللہ معمور	وغیرہ بظلام الجہل مغمور
ان یا خذ اللہ من عینی نورہما	ففی فؤادی وقلبی منہما نور
کل المصائب دون النار عافیۃ	کل النعیم سوی الفردوس محقور

حکایت ایک مرد اموی نے ابن عباس کی ضعف بصر کو دیکھکر کہا تھا کہ بنی ہاشم کا کیا حال ہے کہ اونکی بصر جاتی رہتی ہے ابن عباس نے کہا کہ بنی اُمیہ مین بصیرت جاتی رہتی ہے اور بنی ہاشم مین بصر دیدہ نے کہا ہے مبتلا نہین ہوتا کوئی بندہ سخت تر شرک سے اور مبتلا نہین ہوتا بعد شرک کے سخت تر ذہاب بصر سے اور مبتلا نہین ہوتا بعد ذہاب بصر کے سخت تر صبر سے پھر جب صبر کرتا ہے تو بخشدیا جاتا ہے رواہ البزار و سر الفظ الکنایہ ہے کہ نہین پہنچی ہے بندہ کو کوئی مصیبت سخت تر ذہاب بصر سے اور نہ گئی بینائی کسی بندہ کی پھر اوسنے صبر کیا لکن داخل ہوتا ہے جنت مین رواہ الخطیب **حکایت** شیخ عبدالوہاب خلیفہ شیخ کامل علی متقی کی بصارت آخر عمر مین جاتی رہی تھی دوست آشنا تعزیت کرنے کو آئے کہا یہ مقام تو تہنیت کا ہے نہ تعزیت کا اسلئے کہ جس خلوت کا مین تمام عمر آرزومند تہا وہ اب غیب سے مجھکو حاصل ہوگئی کہ غیر اللہ کو ان آنکھون سے اب کبھی نہ دیکھونگا النسر فعا کہتے ہین اللہ تعالی کہتا ہے جب لے لین مین آنکھین اپنے بندے کی دنیا مین تو نہین ہے بدلا اوسکا پاس میرے مگر جنت رواہ الترمذی ابن مسعود کا لفظ یہ ہے جسکی بینائی دنیا مین جاتی رہی اللہ اوسکے لئے دن قیامت کے نور دیگا اگر وہ صالح ہوگا رواہ الطبرانی معلوم ہوا کہ یہ فضیلت فقد بصر کے خاص مومن صالح کے لئے ہے نہ واسطے کافر و فاجر کے عائشہ بنت قدامہ کا لفظ یہ ہے عزیز علی اللہ ان یاخذ کریمتی عبد مسلم ثم یدخل النار معلوم ہوا کہ مسلمان کو ضرور بخشا جائیگا ابن مسعود نے کہا ہے جاتا بینائی کا مغفرت ذنوب سے ہے بدن سے جسقدر گھٹتا ہے اوسی قدر گناہ بخشے جاتے ہین رواہ ابن عدی والخطیب اس حدیث مین اشارہ ہے طرف اسکے کہ بصر افضل ہے سمع سے بعض علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالی اسی طرف گئے ہین یہ بھی ایما نکلتا ہے کہ جسکی فقط ایک ہی آنکھ گئی ہے یا ضعیف البصر ہوگیا ہے وہ بھی بقدر مصیبت و ابتلا کے ثواب ہوگا کیونکہ اجر مقدار

صبر کے ہوتا ہے اور علو درجہ کا بقدر مشقت کے ہوا کرتا ہے مین کہتا ہون دانتون کا گر جانا بھی
ایک ابتلا ہے اسپر بھی بصورت حصول صبر کے امید اجر کی لگی ہوئی ہے اسیطرح بہرا ہونا اگرچہ
مرتبۂ فقد بصر کا اعلی ہے ابو امامہ کا لفظ رفعا یہ ہے یقول اللہ عز وجل من اذھبت حبیبتیہ
فصبر واحتسب لم ارض لہ ثوابا دون الجنۃ رواہ احمد وابن ماجۃ یعنی
کور شکیبا کا اجر یہی جنت ہے نہ اس سے کم دوسرا لفظ ان کا یہ ہے ان اللہ عز وجل یقول
یا ابن آدم انی اخذت منک کریمتیک فصبرت واحتسبت عند الصدمۃ
الاولی لم ارض لک ثوابا دون الجنۃ رواہ الطبرانی وابن السنی وابن
عساکر اس بارہ مین احادیث قدسیہ کا آنا دلیل ہے مزید اجر و ثواب پر کیونکہ بعد قرآن کے
حدیث قدسی افضل احادیث ہوتی ہے زید بن ارقم کی عیادت کے لئے ایک بار حضرت گئے
فرمایا تجھپر اس بیماری کا کچھ ڈر نہین ہے لیکن تیرا حال اوسوقت کیا ہوگا کہ جب تو بعد میرے
زندہ رہیگا اور اندھا ہو جائیگا کہا مین احتساب و صبر کرونگا فرمایا اذن تدخل الجنۃ
بغیر حساب رواہ ابو یعلی وابن عساکر اسجگہ پر علی قاری نے نو دس حدیثین لکھی ہین
جنمین صراحۃً وعدہ جنت کا عملی پر آیا ہے **حکایت** عکرمہ کہتے ہین عمر بن خطاب کا گزر ایک
اجذم اعمی اصم ابکم پر ہوا اپنے ساتھ والون سے کہا تم کوئی نعمت خدا کی اسپر دیکھتے ہو کہا
نہین کہا تم نہین دیکھتے ہو کہ یہ پیشاب کرتا ہے اور نچوڑتا نہین اور نہ سمیٹتا ہے اسکا پیشاب
سہل طور پر نکل جاتا ہے سو یہ اللہ کی نعمت ہے رواہ عبد بن حمید بالجملہ یہ بات مخفی
نہین ہے کہ اللہ کی نعمتون کا احصا نہین ہو سکتا پھر اونکے شکر ادا کرنیکا کیا ذکر ہے حدیث
مین آیا ہے حضرت جب بیت الخلا سے باہر آتے کہتے الحمد للہ الذی اذھب
عنی مایوذینی وابقی علی مانفعنی سو بول و براز کا ہونا دو بڑی نعمتین ہین اسکے

قدر شناس بہت کم ہین اور شکر گزار اور بھی کم عوام فقط اتنا جانتے پہچانتے ہین کہ جو ملا وہ پیٹ مین بھر لیا اولئک کالانعام بل ہم اضل حدیث مین آیا ہے کہ بنی آدم کے بدن مین تین سو ساٹھ مفصل یعنے جوڑ ہین بعض ساکنات بعض متحرکات اگر متحرک ساکن ہو جائے یا ساکن متحرک تو دنیا اوسپر تنگ ہو جائے **حکایت** ایک بادشاہ کا پیشاب بند ہو گیا تھا کسیکی تدبیر سے جاری نہوا جب دنیا اوسپر تنگ ہو گئی کہا جو مجکو اس بلا سے نجات دے مین اوسکو نصف مملکت و سلطنت اپنی دیتا ہون اطبا علاج سے عاجز آئے ایک درویش صالح نے آکر کچھ آیات پڑھ کر پیٹ پر ہاتھ پھیرا اوسی وقت پیشاب جاری ہو گیا اور صحت و عافیت نصیب ہوئی کہا یہ سند نصف مملکت کی حسب وعدہ حاضر ہے اونہون نے کہا ایکبار کے حبس بول مین آپ آدہا ملک اپنا دیتے ہین اگر دوسری بار پھر اسیطرح ہوا تو سارا ملک گیا جس سلطنت کی حقیقت یہ ہو کہ پیشاب کے بدلے مین دیجیے اوس چیز کو لیکر کیا کرونگا اور چلے گئے

جہان اسی برادر ثنا نہ بکس		دل اندر جہان آفرین بند و بس	

حدیث سنجرہ مین فرمایا ہے من ابتلی فصبر و اعطی فشکر و ظلم فغفر و ظلم فاستغفر اولئک لھم الامن و ھم مھتدون رواہ الطبرانی والبیھقی بالجملہ مصیبت جسقدر عظیم ہوتی ہے اوتنا ہی اجر بھی عظیم ہوتا ہے حدیث ابو ایوب مین فرمایا ہے اذا احب اللہ قوما ابتلاھم رواہ الحاملی فی امالیہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اہل عافیت دن قیامت کے آرزو کرینگے جبکہ اہل بلا کو ثواب بلا کا دیا جائیگا کہ کاش اونکی کھالین اور چمڑے دنیا مین مقراض سے کتری جاتین معلوم ہوا کہ عظیم جزا ہمراہ عظیم بلا کے ہوتا ہے اور اللہ تعالی جب کسی قوم کو دوست رکھتا ہے تو اونکو مبتلا کرتا ہے اگر وہ راضی رہے تو اونکے لئے رضا ہے اور اگر بیزار ہو لے تو اونکے لئے بیزاری ہے اس مضمون کو انس سے ترمذی و ابن ماجہ نے

بھی روایت کیا ہے حدیث طبرانی مین آیا ہے ما من عبد ابتلی ببلیۃ فی الدنیا الا بذنب واللہ اکرم واعظم عفوا من ان یسأل عن ذلک الذنب یوم القیامۃ مین کہتا ہون جو صدمات ومخاوف مجھپر اس مدت پنج سال گزشتہ مین ابتدای سنہ ۱۳۰۱ ہجری سے ابتک کہ آغاز سنہ ۱۳۰۶ ہجری ہے گذرے مجھے خوب معلوم ہے کہ سبب انکا میرے ذنوب تھے مین اللہ کے سامنے اپنے سب ذنوب ستر وکملن سے تائب ومستغفر ہوکر راجی عفو ومغفرت ہوتا ہون وما ذلک علیہ بعزیز حدیث ابن عباس مین آیا ہے لیس بمومن مستکمل الایمان من لم یعد البلاء نعمۃ والرخاء مصیبۃ رواہ الطبرانی بی شبہ جس رخا مین یہ بندۂ عاصی مبتلا ہے وہ ایک مصیبت ہے جسکی تفصیل سے مجھکو حجاب آتا ہے اور جو بلا مجھپر گزری بیشک وہ ایک نعمت خدا کی تھی جسکے شکر سے مین عاجز ہون لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ۵

چہ خوش بودے دلِ تنگ مادری وا کرد		خدا در از کند عمرِ زخم کاری ما	

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین جو شخص مبتلا ہوا کسی مرض مین اندرا اپنے بدن کے پھر اوس سے پوچھا کہ تو آپکو کیسا پاتا ہے اور اوسنے اپنے رب پر اچھی ثنا کی تو اللہ تعالی ملاء اعلی مین اوسپر ثنا کرتا ہے رواہ الدیلمی **حکایت** عیسی بن مریم علیہما السلام زمین مین سیاحت کرتے جنگل کے پتے ساگ کھاتے آب صافی پیتے خاک پر تکیہ لگاتے صبح کو ایک جنگل مین پہنچے ایک مرد اعمی مقعد مجذوم یعنی اندھا اپاہج کوڑھی کو پایا کہ جذام نے اوسکو قطع کردیا تھا اوپر آسمان تھا اور نیچے وادی اور جانب راست برف اور جانب یسار برد وہ کہتا تھا الحمد للہ رب العالمین عیسی نے کہا تو اللہ کی حمد کس بات پر کرتا ہے اور تیرا یہ حال ہے کہا ای عیسی اس بات پر کہ اسدم مین یہ نہین کہتا ہون کہ تو معبود ہے یا

ابن الہ یا تالت ثلاثہ رواہ الدیلمی بطول لہ وابن النجار عن جابر ف مصیبت جسدان کہ لوگون کے منہ سیاہ ہونگے مصیبت زدہ کے منہ کو سفید کردیگی رواہ الطبرانی عن ابن عباس حدیث سعید مین فرمایا ہے مسلمان پر تعجب آتا ہے اوسکو جب مصیبت پہنچتی ہے تو احتساب وصبر کرتا ہے اور جب خیر پہنچتی ہے تو حمد وشکر خدا بجالاتا ہے مسلمان کو ہر شئی مین اجر ملتا ہے یہانتک کہ اوس لقمے مین جو اوٹھاکر منہ کے اوٹھاتا ہے رواہ الطیالسی والطبرانی ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ یعنی جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ ارادہ خیر کا کرتا ہے اوسکو مصائب مین مبتلا کرتا ہے واسطے رفع مراتب کے رواہ احمد والبخاری معاویہ کا لفظ رفعاً یون ہے ما من شئی یصیب المومن فی جسدہ یوذیہ الا کفر اللہ عنہ بہ سیئاتہ رواہ احمد والحاکم معلوم ہوا کہ کبھی مصیبت رافع درجات ہوتی ہے اور کبھی کمفر سیئات اول غالباً حق مین صلحاء کے ہے اور ثانی غالباً حق مین عصاۃ کے توبان نے کہا ہے نہین پہنچتی کسی بندے کو کوئی مصیبت مگر دو خصلت سے ایک کسی گناہ کے سبب سے جسکو اللہ بخشتا نہین ہے مگر اسی مصیبت کی وجہ سے یا کسی درجہ کی وجہ سے کہ اللہ اوسکو اوسدرجہ تک نہین پہنچاتا ہے مگر اسی مصیبت کے سبب سے رواہ ابو نعیم حسن بن علی علیہما السلام کہتے ہین جنت مین ایک درخت ہے اوسکو شجرۃ البلوی کہتے ہین قیامت کے دن اہل بلاء کو لائینگے اونکے لئے نہ کچہری لگے گی اور نہ ترازو کہڑی کیجائیگی بلکہ اونپر اجر کو جوب ساگرائین گے پہر یہ آیت پڑہی انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب رواہ الطبرانی علی قاری نے بعد ذکر احادیث مذکورہ کے کہا ہے کہ یہ چالیس حدیثین ہین متضمن صبر علی البلاء اور شکر علی النعماء اور رضا بالقضا پر حالت سراء وضراء مین اور مشتمل ہین اوصاف ارباب بلا واصحاب ولا پر انبیاء ہون یا اولیاء سو جو کوئی

حال ابتدا مین انکی اقتدا کریگا اوسکے لئے خوشی ہے انتہی مین کہتا ہون کہ مینے ایک رسالہ تسلیۃ المصاب اس باب مین علحدہ لکہا ہے اور بیان فضائل مصائب کا اور رسائل اردو مین بھی کیا ہے یہ رسائل بحمدہ تعالی طبع ہو چکے ہین حقتعالی توفیق خیر رفیق حال پر اختلال کرے اللھم آمین پہر ملا علی قاری نے کہا ہے کہ منجملہ نعمای کے ایک عدم رؤیت اغیار واشرار ہے بعض ابرار نے کیا خوب کہا ہے ؎

وکیف تری لیلی بعین ترضہا		سواھا وما اطہرتہا بالملامح	

مین کہتا ہون اسجگہ یہ سہو کاتب ہے یا غلط مؤلف کیونکہ یہ شعر بعض ابرار کا نہین ہے بلکہ بعض اشرار کا ہے قائل ان اشعار کا یزید پلید ہے جسطرح کہ امام یافعی نے مرآۃ الجنان مین تصریح اسکی کی ہے لکن مضمون اسکا مثل کلام اخیار کے ہے اسمین کچہ شک نہین ہے پہر ملا علی قاری نے کہا ہے کہ رہے اخیار سو وہ نیچے استار کے ہین کما قیل ؎

اتمنی علی الزمان محالا		ان تری مقلتای طلعۃ حرّ	

مراد حر سے اسجگہ وہ شخص ہے جسکو دنیا نے اپنا غلام نہین بنایا ہے اور ہوا کا بندہ نہین بنا ہے اور اوسنے کائنات مین سوا اپنے مولی کے کسیکو نہین دیکہا ہے ف کوئی یہ کہے کہ جب ثواب ابتلا کا اسقدر جہ تک ٹہیرا تو پہر حضرت نے انواع دوا سے کیلئے استعاذہ کیا ہے اور اصناف دعا کے کرنیکو کیون فرمایا چنانچہ کہا ہے اللھم عافنی فی بدنی اللھم عافنی فی بصری اللھم متعنی بسمعی وبصری واجعلھما الوارث منی واسألك ان تبارك لی فی سمعی وبصری واعوذبك من الصمم والبکم والبرص والجنون والجذام وسیئ الاسقام اور اسمین شک نہین ہے کہ فقد سمع وبصر منجملہ اسئ اسقام کے ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ بعض احادیث مین آیا ہے کہ اللھم ان عافیتك اوسع لی اور حضرت کا گزر

ایک قوم مبتلا پر ہوا تھا فرمایا اما کان ھؤلاء یسألون اللہ العافیۃ اور فرمایا ہے
سلوا اللہ العفو والعافیۃ فان احدا لم یعط بعد الیقین خیرا من العافیۃ
اور یہ نہیں آیا ہے کہ حضرت نے نابینائی سے تعوذ کیا ہو اسکی وجہ شاید یہی ہوگی کہ اللہ نے بعض
انبیاء کو عمی مین مبتلا کیا تھا واللہ اعلم انتہی قول القاری مین کہتا ہون یہ جواب سوال مذکور کا نہایت
مختصر دیا ہے مینے جواب مفصل اس مسئلہ کا کتاب ہدایۃ السائل مین لکھا ہے اوسکی طرف
رجوع کرنا چاہئے **ف** علماء اعلام کا اختلاف ہے کہ سمع افضل ہے یا بصر اظہر اول ہے
اس دلیل سے کہ قرآن کریم مین سمع کو بصر پر مقدم کیا ہے بہت جگہ اسی طرح احادیث مین اتفاق
ہوا ہے جیسے ان ابا بکر وعمر منی بمنزلۃ السمع والبصر ظاہر یہ ہے کہ یہ لف ونشر
مرتب ہے صدیق کی تشبیہ سمع سے اور فاروق کی تشبیہ بصر سے وہی اسمین کوئی مع نہین ہے
سمع منشاء نقل ہے اور بصر مبدء عقل تو نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے علماء اندھے پیدا ہوئے ہین
حالانکہ مرتبہ اونکا مراتب تصنیف ومناصب فتوی مین بغایت عالی ہے اونمین سے ایک
شاطبی سلطان القراء ہین اور جو شخص بہرا پیدا ہوا اوسکے حق مین حصول علم کا ساتھ تفاصیل
ایمان واحکام اسلام کی متصور نہین ہوسکتا ہے اور یہ بات بہت نادر ہے کہ عقل کی طرف
سے اوسکو توصیہ حاصل ہو اور اگر حاصل ہو تو بطریق فضل کے ہوگی حالانکہ اکثر یہ ہوتا ہے
کہ جو بہرا پیدا ہوتا ہے وہ گونگا بھی ہوتا ہے کیونکہ نفس کے لئے کوئی طریق علم کا بالطبع
نہین ہے مگر طریق سمع کے ولہذا ہر بچہ جس زبان کو ماں باپ سے سنتا ہے وہی بولی سیکھ جاتا
ہے اگر تربیت اوسکی حیوانات مین ہو اور مجرد آوازون کو سنے تو پھر وہ اوسی طرح کی بات کریگا
واللہ اعلم **حکایت** کہتے ہین کہ ایک بادشاہ نے بہت سے بچے شیر خوار ایک حویلی مین مرضعات
کو سپرد کرکے حکم دیا تھا کہ انکو آواز نہ سنانا انسے کوئی بات نکرنا جب وہ چند سالہ عمر کے ہوئے

توسب کے سب اکرم تھے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ بصر افضل ہے اسلئے کہ متعلق بصر تجلی ذات ہے اور متعلق سمع تجلی صفات ولہذا یہ بات کہی ہے کہ اعظم عذاب حجاب ہے رؤیت رب الارباب سے کریمہ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون اسی طرف اشیر ہے رہا کلام سو وہ سب خلق کو عام ہے خواہ خواص کا ہو یا عوام کا اور خواہ کلام توبیخ و ملام ہو یا بشارت مقام سلام مین ف تعظیم اعلیٰ کے لئے سورۂ عبس وتولی ان جاءہ الاعمی کافی ہے اور اسقدر بس ہے کہ جب ابن ام مکتوم پاس حضرت کے آتے تو آپ فرماتے مرحبا بمن عاتبنی ربی فیہ اور اونکو دو بار مدینہ مین خلیفہ کیا اور مسجد کا امام بنایا کوئی کہے کہ کلام فقہا مین امامت نابینا کی مکروہ لکھی ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ محمول ہے اوس حالت پر کہ دوسرا شخص افضل اوس سے علم و قرارت مین اور اکمل حراست و رعایت مین موجود ہو اور اگر یہ اعمی ہی افضل اہل جماعت ہے تو پھر کچھ کراہت نہین ہے **حکایت** کہتے ہین قیامت کے دن بعض ملوک تعلل کرینگے اور کہینگے ای رب تو نے ہمکو مبتلا بملک کیا تھا اسلئے ہم محصور رہے اللہ تعالیٰ کہیگا تیرا ملک بڑا تھا یا سلیمان علیہ السلام کا اسی طرح بعض بیمار حجت ابتلا ایوب علیہ السلام کی پیش کرینگے اسی طرح عمیان بعض اعیان کی اور فقرا انبیاء و اولیاء کی فللہ الحجۃ البالغہ والقدرۃ السابغۃ کہتے ہین یعقوب علیہ السلام سے کہا گیا تھا کس چیز نے تمہاری بصارت کھوئی اور پیٹھ خم کردی کہا یوسف پر رونیسے بینائی گئی اور اوسکے بھائی پر حزن کرنیسے پشت خم ہوگئی اللہ نے وحی کی تو میری شکایت کرتا ہے مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ مین یہ بلا تجھسے دور نکرونگا جبتک کہ تو مجھکو نہ پکاریگا تب اونہون نے کہا انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ دونون اگر مردہ ہوتے تو بھی مین اونکو تیرے لئے باہر نکالتا مجھکو تجھپر اس بات کا غصہ آیا کہ تو نے بکری ذبح کی اور تیرے دروازے

پر ایک مسکین تہا تو نے اوسکو کچہ اوس بکری مین سے دیا اور احب خلق مجکو اسیار ہین پہر مساکین تو اب کہانا پکاکر مساکین کو بلاؤ اور کہلاؤ انہون نے کہانا پکایا اور کہا جو روزہ دار ہو وہ ابکی رات پاس آل یعقوب کے افطار کرے پہر ہمیشہ یہی کیا کرتے کہ صبح وشام کا کہانا ہمراہ مساکین کے کہاتے ایک حدیث مین آیا ہے کہ تم مین جب کوئی جماع کرے تو طرف شرمگاہ کے نہ دیکہے کہ اس سے نابینا پنی آتی ہے اور بات نکرے کہ اس سے گونگا ہوتا ہے رواہ الدیلمی لیکن یہ حدیث صحیح نہین ہے ولہذا شوکانی نے جواز ان ہر دو امر کا ثابت کیا ہے سو ہذا ترک نظر وکلام اقرب بمقام ادب ہے

	گر ستم از گلہ در وصل فرو ستم بادا	ع	زبان کوتہ و دست دراز مینخواہم

کہتے ہین شعیب علیہ السلام اتنا روئے کہ آنکہین جاتی رہین اللہ تعالی نے کہا یہ رونا شوق جنت مین ہے یا خوف نار سے کہا نہین اے رب تیری ملاقات کے شوق مین ہے اللہ نے کہا تجکو یہ رونا مبارک ہو اسی شعیب اسی لئے مینے اپنے کلیم موسی علیہ السلام کو تیرا خادم کیا ہے اسکو علی قاری نے شداد بن اوس سے رفعاً ذکر کیا ہے لیکن تخریج نہین لکہی پہر کہا ہے کہ اسمین تنبیہ ہے اس بات پر کہ اعمی کی خدمت کرنے مین اور اوسکی قیادت مین خصوصاً اوسکو حاجت کی جگہہ مین لیجانے اور حسال عبادت وتعلیم کرنے قبلہ مین اجر جزیل وثواب جمیل ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے وتعاونوا علی البر والتقوی اور حدیث مین رفعاً آیا ہے من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہ اور فرمایا ہے الدال علی الخیر کفاعلہ اور حدیث النسمین فرمایا ہے من اغاث ملہوفا کتب اللہ لہ ثلاثا وسبعین مغفرۃ واحدۃ فیہا صلاح امرہ کلہ وثنتان وسبعون لہ درجات یوم القیامۃ رواہ البیہقی اور صحیح مین آیا ہے کل معروف صدقۃ برار کا لفظ یہ ہے من منح منحۃ ورق اومنحۃ لبن او اہدی زقاقا فہو کعتاق نسمۃ رواہ احمد والترمذی اور حدیث

ابوہریرہ مین کہا ہے کہ ترک السلام علی الضریر خیانۃ رواہ الدیلمی اس سے معلوم ہوا کہ تواضع کرنا ساتھہ ضریر کے دیانت سے ہے رہی یہ آیت من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی سو مراد اس سے نابینائی دل کی ہے رؤیت قدرت وآیات ورؤیت انوار حق سے دنیا مین کہ اللہ کے انوار مصنوعات واسرار صفات سے بدائع مخلوقات مین اندہا ہے سو ایسا شخص آخرت مین اور بھی زیادہ نابینا وگمراہ ہوگا رہی یہ آیت ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی سو ابن عباس نے کہا ہے کہ مراد اس سے عمی بصر ہے اور مجاہد نے کہا عمی حجت ہے لکن قول اول کی تائید یہ آیت کرتی ہے رب لما حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا اور نیز یہ آیت ونحشرھم یوم القیامۃ علی وجوھھم عمیا وبکما وصما کوئی کہے کہ اونکا وصف ساتھہ کوری وکری وغیرہ کے کیون کیا حالانکہ فرمایا ہے ورأی المجرمون النار اور فرمایا ہے دعوا ھنالک ثبورا اور فرمایا ہے سمعوا لھا تغیظا وزفیرا ان آیات سے رؤیت وکلام وسمع وبصر ثابت ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ اولا حشر اونکا اسی طرح ہوگا جیسا کہ خدا نے کہا ہے پھر یہ اشیا اونکو ثانیا دی جائینگے ابن عباس نے کہا عمیا لا یرون ما یسرھم بکما لا ینطقون بحجۃ تنفعھم صما لا یسمعون شیئا یبرھم حسن نے کہا وہ وقت سوق کا طرف موقف کے ہوگا یہانتک کہ دوزخ مین جائین یہ اصناف کفار کے ہین مقاتل نے کہا یہ جب ہوگا کہ اونسے یون کہا جائیگا اخسئوا فیھا ولا تکلمون اوسوقت وہ سب کے سب اندہے بہرے گونگے ہوجائینگے نہ کچھہ دیکھین گے اور نہ بولین گے اور نہ سنین گے نسأل اللہ العافیۃ وحسن الخاتمۃ فی العاقبۃ وتوفیق الطاعۃ فانھا صبر الساعۃ وراحۃ الابد من غیر النکد فای محنۃ آخرھا الجنۃ وای نعمۃ آخرھا النار ثم ما دمت فی ھذہ الدار لا تستغرب وقوع الاکدار فقد

ورد اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ اذ عیشھا لا کدر معہ فی الحالۃ القائمۃ

حکایت سلیمان بن عبد الملک نے اپنی سلطنت پر خوش ہو کر عمر بن عبد العزیز سے کہا تھا تم اس حال کو کیسا دیکھتے ہو جسمین کہ ہم ہین کہا سرور لولا انہ غرور وحرم لولا انہ عدم وملك لولا انہ ھلك وحیاۃ لولا انہ ممات ونعیم لولا انہ عذاب الیم

بعض اہل علم نے کہا ہے صاحب الدنیا ساکن راحل وایامہ مراحل وانفاسہ رواحل صاحب الدنیا بین فرحۃ وترحۃ وحبرۃ وعبرۃ صاحب الدنیا بین العسل والصاب والصحۃ والاوصاب یہ بعض رسائل اردو مین ذکر دنیا وصاحب دنیا کا لکھا ہے اور امثلہ دنیا ذکر کیے ہین یہ جگہ اعادہ کی نہین ہے والحمد للہ اولا و آخرا وظاھرا وباطنا +

مسئلہ تکفیر کبائر بسبب حج مبرور اور دو امام ہمام کا کلام اس مسئلہ مین نظر آیا ایک اعلم علماء شافعیہ ہین اور دوسرے افضل فضلاء حنفیہ یعنی شیخ ابن حجر مکی اور سید پادشاہ بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ دونو کے کلام مین تعارض تناقض ہے ابن حجر نے نفی تکفیر کبائر کی مجملا بسبب ادا حج مبرور کے کی ہے اور سید پادشاہ نے مطلقا تکفیر کو بغیر تفصیل کے ثابت کیا ہے ایک عالم نے لوگون کو یاس وناامیدی مین ڈال دیا دوسرے عالم نے امن والتباس مین گرا دیا اسمین شک نہین کہ ہر ایک نے ایک جانب افراط وتفریط کو اختیار کیا ہے اور اس باب مین ایک طرفہ تخلیط وتخبیط واقع ہوئی ہے کیونکہ ادلہ سمعیہ وآثار حدیثیہ کثرت سے مشعر بتکفیر کبائر ہین اور محو صغائر پر تو سب کا اتفاق ہے سو اسجگہ تفصیل اس مسئلہ کی لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ منجملہ کبائر کے بعض حقوق خدا ہین جیسے ترک نماز وصوم جسکے قضا کرنے پر علماء کا اجماع ہے اگرچہ بعد توبہ کے ہو گو توبہ اقوی انواع کفارہ ہے اور بعض حقوق عباد ہین جیسے قتل نفس

واخذ مال بطور ظلم کے سوا اسمین کچھ شک نہین ہے کہ بجز ادا کرنا حج کا مکفر نحو ہاکا بغیر تمکین نفس و
رد مال مظلومین یا استحلال کے اصحاب مظالم سے جو کہ فی الحال موجود ہون نہین ہوتا ہے ہان وہ
کبائر جنکا تعلق اللہ تعالی کے حقوق سے ہے اونکی قضا نہین ہے اور نہ اونکا استدراک ہوسکتا ہے
جیسے شرب خمر و نحو ہا اسی طرح وہ حقوق عباد جنکا تدارک متصور نہین ہے بسبب معلوم نہونے
اہل حقوق کے یا بسبب عدم قدرت کے استحلال پر تو ایسی اشیا مین رجا و مغفرت ہے جبکہ اسکا حج مبرور
ہو عسقلانی نے ابن خالویہ سے نقل کیا ہے کہ مبرور سے مراد مقبول ہے اور یہ قبول ایک امر
مجہول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ وہ حج ہے جسمین کوئی اختلاط معاصی کا نہو اسی کو نووی
نے راجح کہا ہے اور یہی اقرب والنسب بقواعد فقہ ہے لکن معہذا ایک طرح کے ابہام سے خالی
نہین ہے اسلئے کہ یہ جزم کہان ہوسکتا ہے کہ وہ کسی نوع اثم سے بالکل خالی رہا ہے بعض
نے کہا مبرور وہ ہے جسمین ریا و سمعہ نہو اور نہ رفث و فسوق سو یہ قول ماقبل مین داخل
ہے بعض نے کہا مبرور وہ ہے جسکے بعد کوئی معصیت نہو حسن بصری نے کہا حج مبرور یہ ہے
کہ وقت رجوع کے دنیا مین زاہد عقبی مین راغب ہو قرطبی نے کہا یہ سب اقوال متقارب المعنی
ہین حج مبرور وہ ہے جسکے احکام پورے ادا ہون اور جسطرح چاہیے کہ حج مرد مکلف سے مطلوب ہے
اوسی طرح چاہیے وہ بروجہ اکمل واقع ہو انتہی ف اور جسنے مال حرام وارتکاب اثام کے ساتھ
حج کیا تو وہ جب لبیك وسعدیك کہتا ہے تو اوس سے لا لبیك ولا سعدیك
وحجك مردود علیك کہا جاتا ہے حدیث مین آیا ہے اذا حج الرجل بالمال الحرام
فقال اللہم لبیك قال اللہ لا لبیك ولا سعدیك حتی ترد ما فی یدیك
دوسری روایت مین اتنا اور زیادہ کیا ہے وحجك مردود علیك تیسری روایت مین
کہا ہے وکسبك حرام وثیابك حرام وذادك حرام ارجع ماثم ورد لا ماجورا

مبرور

حج بمال حرام

الشر بما یسوءك ایک صاحب حال نے کیا خوب کہا ہے ؎

اذا صحت سال اصله صحت		فما حجت ولكن حجت العير	
لا یقبل الله الا كل صالحة		ما كل من حجت الله مبرور	

حکایت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ حج کو نکلے جب احرام باندھ کر راحلہ پر برابر ہو کر بیٹھے رنگ چہرہ کا زرد ہو گیا اور بدن کانپ اوٹھا اور لبیک نہ کہہ سکے کہا تم لبیک نہیں کہتے کہا مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں مجھ سے لا لبیك ولا سعدیك نہ کہا جائے پھر جب تلبیہ کہا تو بیہوش ہو گئے اور ناقہ پر سے نیچے گر گئے چہرہ چھل گیا **حکایت** بعض سلف نے کہا ہے میں ذی الحلیفہ میں تھا ایک جوان احرام باندھنا چاہتا تھا کہنے لگا امی رب میں چاہتا ہوں کہ تلبیہ کروں اور ڈرتا ہوں کہ تو مجھے یہ جواب دے کہ لا لبیك ولا سعدیك بار بار اسیطرح کہا پھر جب آواز لبیك اللھم لبیك کی بلند کی جان نکل گئی رحمہ اللہ ورحمنا بہ وبامثالہ **حکایت** ایک جوان نے ذی الحلیفہ میں احرام باندھا لوگ تلبیہ کہتے تھے وہ نہ کہتا تھا ایک شخص نے اپنے جی میں کہا یہ جاہل ہے اوسکے پاس جا کر کہا امی جوان اوسنے کہا جی کہا تو لبیک نہیں کہتا ہے اوسنے کہا امی شیخ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں لبیک کہوں مجھ سے کہا جائے لا لبیك ولا سعدیك لا اسمع کلامك ولا انظر الیك اوسنے کہا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کریگا وہ تو کریم ہے جب خفا ہوتا ہے تو راضی ہو جاتا ہے اور جب اغنی ہوتا ہے تو غصہ نہیں کرتا جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے اور جب وعید کرتا ہے تو درگزر فرما جاتا ہے کہا امی شیخ کیا تو مجھکو اشارہ کرتا ہے کہ میں تلبیہ کہوں کہا ہاں وہ دوڑ کر زمین پر جا لیٹا اور رخسار خاک پر رکھا اور ایک پتھر اوٹھا کر دوسرے رخسار پر رکھا اور رو کر کہنے لگا لبیك اللھم لبیك قد خضعت لك وھذا مصرعی بین یدیك پھر ایک ساعت

بشیر کر گھرا ہوا اور جلد یا انتہی اغوتنکہ اس صورت مین بندی پر واجب ہے کہ درمیان رد و قبول و خوف و رجا کے معمول مسئول و نیل امول مین ہو جب یہ بات جان لی تو اب اس حدیث مین من حج ولم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ رواہ البخاری واحمد والنسائی وابن ماجۃ دلالت صریح تکفیر کبائر پر نہین ہے کیونکہ یہ حکم مشروط ہے ساتھہ عدم وجود فسق کے سابقًا ولاحقًا وحالًا محققًا خصوصًا جبکہ جملہ کو حالیہ کہین اور اسمین شک نہین کہ اصرار کبیرے والا معصیت پر فاسق و صاحب کبیرہ ہے وہ اس جزا ر ادا رحج مین داخل نہوگا حالانکہ شارع سے اسطرح کا اطلاق عبارت مین در بارۂ ترغیب و ترہیب بہت آیا ہے بطور مبالغہ کے وعد و وعید و تقریب و تبعید مین تو اب بوجوہ کثیرہ یہ قول قائل مندفع ہو گیا کہ جس شخص پر کبائر باقی ہین وہ ایسا پھرا جیسا کہ آج اوسکو اوسکی ماں نے جنا ہو یہ بات کوئی اہل زبان نہین کہیگا پھر اوس شخص کا کیا ذکر ہے جسکی فصاحت نے فصحاء عدنان کو اور اوسکی بلاغت نے بلغاء قحطان کو ہرا دیا ہو اسی طرح اس حدیث جابر مین من اضحی یومًا صلیًا حتی غربت الشمس غربت بذنوبہ فعاد کما ولدتہ امہ رواہ احمد وابو داؤد دلیل امر مذکور پر مفصلًا نہین ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص اکیدن تلبیہ کریگا وہ تلبیہ مکفر اوسکے کبائر کا نہوگا مگر یہ کہ اللہ کا ارادہ فضل کرنیکا ہو اسکے نظائر ترغیب مین بہت ہین جیسے یہ حدیث عقبہ بن عامر رفعًا من قام اذا استقبلت الشمس فتوضأ فاحسن وضوءہ ثم قام فصلی رکعتین غفرت لہ خطایاہ وکان کما ولدتہ امہ رواہ ابن ابی لیلی رہی یہ حدیث من قضی نسکہ وسلم المسلمون من لسانہ ویدہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ عبد بن حمید سو صریح دلیل ہے ہمارے کہنے پر اور لفظ ما تقدم کچھہ اسکو منافی نہین ہے کیونکہ یہ لفظ الفاظ عموم سے ہے اور شامل ہے جملہ صغائر و کبائر کو کما ھو المعلوم اسیطرح یہ حدیث

کہ الحجاج والعمار وفد اللہ یعطیھم ما سألوا ویستجیب ما دعوا ویخلف علیھم ما انفقوا الدرھم بالف الف درھم رواہ البیھقی فی شعب الایمان کہ بی شبہ اسمین کوئی دلالت مدعا پر نہین ہے کوئی یہ کہے کہ بیشک حجاج وزوار سائل مغفرت کبائر ہوتے ہین اور مخبر صادق نے خبر دی ہے کہ اللہ انکی دعا قبول کرتا ہے مطلقاً تو یہ سوال کچھ مفید مقصود کو نہین ہوسکتا ہے کہ باوجود احتمال کے صالح استدلال ٹھیرے اگرچہ مقام ترغیب دلیل ہے اشتمال پر باقی رہی یہ حدیث اما خروجك من بیتك تؤم البیت الحرام فی کل وطأۃ تطأ راحلتك یکتب اللہ لك بحسنۃ ویمحو عنك بھا سیئۃ واما وقوفك بعرفۃ فان اللہ تعالی یدلی الی السماء الدنیا فیباھی بھم الملائکۃ فیقول ھؤلاء عبادی جاؤنی شعثا غبرا من کل فج عمیق یرجون رحمتی ویخافون عذابی ولم یرونی فکیف لو رأونی فلو کان مثل رمل عالج او مثل ایام الدنیا او مثل قطر السماء ذنوبا غسلھا اللہ واما رمیك الجمار فانہ مدخور لك واما حلقك راسك فان لك بکل شعرۃ تسقط حسنۃ فاذا طفت بالبیت خرجت من ذنوبك کما ولدتك امك رواہ الطبرانی فی الکبیر سو اس حدیث کو بھی دلالت تکفیر کبائر پر مطلقاً نہین ہے چہ جای اسکے کہ مکفر مظالم عباد وبلاد ہو اور یہ کہنا قائل کا کہ دلالت اس حدیث کی عموم پر اظہر تر ہے اس سے کہ کسی پر مخفی نہ ہے اور سوا معاند یا جاہل کے کوئی اس دلالت کا انکار نہین کریگا سو یہ قول لائق التفات کے نہین ہے کیونکہ ایسی تعبیرات باب ترغیبات مین بہت کثرت سے آئی ہین جیسے یہ حدیث من توضأ کما امر وصلی کما امر غفر لہ ما قدم من عمل رواہ احمد والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان عن ابی ایوب وعقبۃ بن عامر اور کسی نے یہ نہین کہا کہ یہ حدیث شامل صغائر وکبائر وحقوق ومظالم عباد وغیرہا ہے چنانچہ یہ بات

عارف اصطلاح فقہاء پر مخفی نہین ہے اور یہ حدیث الحج یکفر ما بینہ وبین الحج الذی قبلہ رواہ ابو الشیخ عن ابی اگرچہ دلیل ہے عموم ذنوب پر اور شامل کبائر ہے لکن علمانے اسکو خاص ساتھ صغائر کے کیا ہے جسطرح کہ اسکے نظائر مین آیا ہے کہ ایک وضو سے دوسرے وضو تک اور ایک نماز سے دوسری نماز تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک مکفرات ما بینہما ہین خصوصًا بعض روایت مین یہ تصریح آئی ہے کہ ما اجتنبت الکبائر اور کریمہ ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم بھی اسیکو تقویت دیتی ہے شاید قول عیاض ونووی وغیرہما کا کہ تکفیر عبادات مین مختص بصغائر سیئات ہوتی ہے یہی ماخذ ہے اور یہ جو فرمایا ہے من طاف بالبیت سبعا وصلی خلف المقام رکعتین وشرب من ماء زمزم غفر اللہ لہ ذنوبہ کلھا بالغۃ ما بلغت رواہ الدیلمی وابن النجار سو سخاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہین ہے عامہ خصوصًا اہل مکہ اسی حدیث پر فریفتہ ہو رہے ہین یہانتک کہ بعض نے اسکو بعض دیوارہای ملاصق زمزم پر بھی لکھدیا ہے اور اسکے ثبوت مین متعلق بخواب وسنام ہوگئے ہین سو کیا کہین ایسی لکھا پڑھی سے حدیثین ثابت ہوا کرتی ہین منوفی نے مختصر مین کہا ہے انہ باطل لا اصل لہ سو جب یہ حدیث اس منوال کی ٹھہری تو بھلا کب صالح للاستدلال ہو سکتی ہے یہ اور بات ہے کہ اللہ کا فضل وسیع ہے اور رجا رکھنا اللہ تعالی سے اعلی واولی ہے رہا جزم تکفیر کبائر کا جسمین حقوق خدا وعباد دونون شامل ہون اس جیسے حدیث سے اور مجرد ارتکاب سے اس فعل کے سو شان علماء سے بعید اور قوانین فقہار سے دور ہے اور ایک سبب ہے واسطے جرأت عظیم کی سفہاء کے لئے اور یہ حدیث کہ تابعوا بین الحج والعمرۃ فانھما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذھب والفضۃ ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ رواہ احمد

والترمذی والنسائی عن ابن مسعود سو اسمین فقط اسی قدر ہے کہ یہ فعل مذہب ذنوب ہے
اور یہ ایک امر متفق علیہ علما ہے کیونکہ اونھون نے یون کہا ہے کہ جتنے مکفرات آئے ہین وہ
تکفیر صغائر کرتے ہین اگر صغائر نہین ملتے تو کبائر مین تخفیف کرتے ہین اور اگر کبائر بھی نہین
ہوتے ہین تو سبب رفع درجات کے ٹھیرتے ہین جیسے کہ انبیاء و اولیاء کا حال ہے اور معنی ہمدرد
کے پہلے معلوم ہو چکے ہین پس یہ قول کہ لیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ مشیر ہے
طرف اس بات کے کہ ثواب ایسے حج کا بہت کچھ حاصل ہوتا ہے اور کمال اوسکا انتہا نہین آتا مگر
جنت مین اور اسمین ایک طرح کا ایما طرف حسن خاتمہ کے بھی ہے رہی تکفیر کبائر سو حدیث کو اسپر
ہرگز کچھ دلالت نہین ہے اور یہ حدیث من حج عن میت کتب عن المیت وکتب للحاج براءۃ
من النار رواہ الدیلمی باب ترغیب سے ہے یا محمول ہے برارت صاحب کبیرہ پر نار مؤبد سے
یا سقید بمشیت سے ہے اور یہ حدیث ان الملائکۃ تصافح رکاب الحاج وتعتنق المشاۃ
رواہ ابن ماجۃ سو کوئی عقلمند نہ کہیگا کہ اس حدیث مین دلیل ہے مغفرت ذنب پر اور یہ
کہنا بعض کا کہ آیا فرشتہ مصافحہ و معانقہ کرتا ہے صاحب کبائر سے ایک نزغۂ اعتزال و نزغۂ
شیطان فی الاضلال ہے بوقت استدلال کیونکہ ملاقات ملائکہ کی اہل طاعت سے جائز ہے اگرچہ
اونمین کوئی معصیت ہو اور یہ ارشاد حضرت کا ان عمار بیت اللہ ھم اھل اللہ رواہ
عبد بن حمید وابو یعلی والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی السنن عن انس
سو اسکی نظیر یہ حدیث ہے اھل القرآن اھل اللہ وخاصتہ اور کسی نے یہ نہین کہا ہے
کہ یہ لوگ علی الاطلاق مغفور الکبائر ہین تو اب یہ قول قائل کا کہ کیا کبائر والا بھی اہل اللہ
ہوتا ہے باطل ہو گیا اور یہ حدیث اذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ ومرہ ان
یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ رواہ احمد اسکے معنی یہ ہین

کہ وہ فی الجملہ مغفور لہ ہے کیونکہ ارتکاب گناہ کا اوس سے بعد الرجوع قبل وصول کے اپنے محلہ مین متصور ہے تو یہ حدیث اپنے اطلاق پر باقی نرہی اور یہ کہنا حافظ ابن حجر عسقلانی کا شرح حدیث رجع کیوم ولدتہ امہ مین کہ ظاہرہ غفران الصغائر والکبائر والتبعات وھو من اقوی الشواھد لحدیث عباس بن مرداس المصرح بذلک ولہ شاھد من حدیث ابن عمر فی تفسیر الطبری انتہی اگرچہ ظاہر اس حدیث کا یہی ہے جو حافظ نے فرمایا لکن جو احادیث دربارۂ حقوق عباد آئی ہین کہ اللہ اونکو نہ بخشیگا مگر ادا کرنے پر حقیقۃً یا حکماً معارض اس ظاہر کی ہین حالانکہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ماعدا شرک تحت مشیت کے ہے اور ہمارا کلام جزم بالمغفرۃ مین ہے کہ یہ قواعد ائمہ کے منافی ہے ہان دلالت ظاہرہ سے اخذ غلبۂ رجا کا عموم مغفرت مین کرسکتے ہین رہا قول ابن ہمام کا شرح ہدایہ مین جس جگہہ کہ صاحب ہدایہ نے یہ کہا ہے کہ حضرت نے اوس موقف مین اندر دعا کے اجتہاد کیا اور وہ دعا قبول ہوئی مگر خون اور مظالم مین کہ سنن ابن ماجہ مین عباس بن مرداس سے آیا ہے کہ حضرت نے عشیۂ عرفہ کو اپنی امت کے لئے دعای مغفرت کی جواب ملا انی قد غفرت لھم ما خلا المظالم فانی آخذ للمظلوم منہ اور اوسپر حضرت نے کہا ای رب ان شئت اعطیت المظلوم من الجنۃ وغفرت للظالم اور یہ سوال عشیۂ عرفہ کو پیدا نہوا پھر جب مزدلفہ مین صبح کی اور اعادہ دعا کا کیا تو یہ سوال قبول ہوا اور حضرت ہنسے یا مسکرائے اوسپر ابوبکر نے کہا بابی انت وامی ان ھذہ لساعۃ ما کنت تضحک فیھا فما الذی اضحکک اضحک اللہ سنک حضرت نے فرمایا ان عدو اللہ ابلیس لما علم ان اللہ قد استجاب دعای وغفر لامتی اخذ التراب فجعل یحثو علی راسہ ویدعو بالویل والثبور فاضحکنی ما رأیت من جزعہ ودواہ ابن عدی واعلہ بالکذابۃ ودواہ البیھقی فی کتاب البعث والنشور نحوہ وقال

هذا الحديث له شواهد كثيرة وقد ذكرنا ما في كتاب الشعب فان صح شواهده
فعليه المعول وان لم يصح فقد قال تعالى ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء وظلم
العباد بعضهم بعضا دون الشرك انتهى سو جواب اس استدلال كا يه ہے كه بخاری
وابن معین نے كہا كه دو راوی اس حدیث كے ضعیف ہین اور ابن الجوزی نے كہا كه انه
لا يصح تفرد به عبد العزيز ولم يتابع عليه قال ابن حبان وكان يحدث
على التوهم والحسبان فيطل الاحتجاج به انتهى پھر ظاہر اس حدیث كا یه ہے كه
حضرت نے اپنی امت كے لئے مطلقاً دعا كی بغیر قیدا ون لوگون كے جنہون نے حضرت كے
ساتھ حج كیا ہے یا نہین پس بر تقدیر صحت روایت یه حدیث محمول ہو گی ذنوب بعض امت
پر اسلئے كه احادیث كثیره مین جو كه قریب متواتر كے ہوتی ہین یه بات آئی ہے كه بعض عصاة
اس امت كے نار جہنم مین معذب ہونگے ایک مدت تک پھر شفاعت سے باہر آئینگے اس تقریر سے
مناقضہ اس حدیث كا حدیث انس بن مالک كے ساتھ مندفع ہو جاتا ہے حدیث انس كو
سندری نے یون روایت كیا ہے كه حضرت عرفات مین كھڑے ہوئے سورج ڈوبنے كو تھا
فرمایا ای بلال لوگون كو چپ كر بلال نے كھڑے ہو كر كہا ای لوگو خاموش ہو واسطے حضرت كے
لوگ چپ ہو گئے فرمایا ای گروہ لوگون كے میرے پاس ابھی جبریل آئے اور میرے رب كی
طرف كا سلام كہا اور كہا كه اللہ نے اہل عرفات كو بخشدیا اور اہل مشعر كو اور ضامن ہوا ان سے
اونكی تبعات كا عمر بن خطاب نے كھڑے ہو كر كہا ای رسول خدا یه خاص ہمارے لئے ہے فرمایا ھذا
لكم ولمن اتى من بعدكم الى يوم القيامة عمر نے كہا كثر خیرك بنا وطاب یه حدیث
بظاہر خود دلیل ہے واسطے مدعی عموم كے لكن محمول ہے فی الجملہ غفران پر تا كه درمیان ادا كے
جمعیت حاصل ہو حالانكه اس حدیث مین ہر فرد اہل موقف پر دلیل نہین ہے خصوصاً وقوع

اوس شخص کا جو کہ ادا کرنا حقوق خدا کا یا امکان تمکین نفس کا حقوق عباد مین یا استحلال مظالم
کا اہل بلاد سے چاہتا ہے وقائع محتملہ مین سے ہے تو پھر یہ حدیث کچھ اس مسئلہ مین نص نہ ٹھیرے گی
اسلئے یہ چاہیئے کہ تبعات کو صغائر پر حمل کیا جائے جمعاً بین الروایات تو رشتی امام حنفی نے
شرح مصابیح مین کہا ہے کہ اسلام ہادم ماکان قبلہ ہے مطلقاً مظلمہ ہو یا اور کچھ صغیرہ ہو یا کبیرہ
اور ہجرت وحج مکفر مظالم نہین ہوتے ہین انمین قطعاً غفران کبائر کا درمیان عبد ومولی کے نہین
ہوسکتا ہے اسلئے یہ حدیث محمول ہے ہم صغائر ماقبل پر اور ہم کبائر کو بھی جنکا تعلق حقوق
عباد سے ہے بشرط توبہ محتمل ہے ہمنے یہ بات اصول دین سے معلوم کی ہے اسلئے مجمل کو طرف
مفصل کے پھیرا ہے اور اسی پر اتفاق شارحین کا ہے ایک اور شارح حنفی نے کہا ہے
کہ اسلام ماحی کفر وعصیان ماقبل ہے اور جو عقوبات انپر مترتب ہوتے ہین حقوق خدا سے
اونکا بھی ماحی ہے لکن حقوق عباد اسلام وحج وہجرت سے اجماعاً ساقط نہین ہوتے انتہی
اسی طرح قاضی عیاض سے بھی منقول ہے کہ غفران صغائر فقط مذہب اہل سنت ہے اور
کبائر کو توبہ یا اللہ کی رحمت تکفیر کرتی ہے پس لبس ذکرہ ابن حجر المکی اور ابن عبد البر نے
کہا ہے کہ تکفیر خاص ہے ساتھ صغائر کے اور جسنے عام کیا کبائر کو اوسنے غلطی کی ذکرہ السیوطی
فی حاشیۃ البخاری اور وہ جو حافظ ابن حجر نے اختلاف علماء کا حج مین ذکر کیا ہے کہ آیا
حج مکفر صغائر وکبائر ہے یا فقط مکفر صغائر اور آیا تبعات ساقط ہوتے ہین یا نہین سو حمل
اس خلاف کا نقص کبائر اور ایک نوع حقوق عباد پر کرنا چاہیئے کما بیناہ وفصلناہ لیرتفع التنا
فی مقام الاجماع جعلنا اللہ وایاکم من المغفورین انتہی کلام علی القاری رح مین کہتا ہون ملخص اس
تحریر وتقریر کا یہ ٹھیرا کہ حج وہجرت واسلام ہادم صغائر ذنوب ماقبل ہین رہے کبائر معاصی سو وہ بی توبہ کے مکفر نہین ہوتے
اور یہ توبہ حقوق آلہیہ مین تو جاری ہوسکتی ہی رہے حقوق عباد سو وہ توبہ سے بھی مکفر نہین ہوتے یا حق حقدار کو واپس

دیا جائے یا اوس سے معاف کرالیا جائے تب تکفیر مظالم و تبعات کی صحیح ٹھیری مذہب مالکیہ
حنفیہ کا یہی ہے اور مذہب شافعیہ مین حج ہادم کبائر و صغائر دونون ہے اور اس مذہب
کی علی قاریؒ نے تضعیف کی ہے لکن نزدیک میرے یہی مذہب شافعیہ مطابق ظواہر آیات
کتاب عزیز و سنت مطہرہ ہے اسلئے کہ کتب عقائد مین یہ بات تحقیق ہو چکی ہے کہ کبیرہ
بے توبہ بھی مغفور ہو سکتا ہے اگرچہ بطریق خرق عادت ہو یا یہ نزاع لفظی ہے اسلئے کہ
جو شخص حج مین اللہ سے سوال مغفرت ذنوب کا کریگا ضرور ہے کہ وہ اپنے گناہون پر دلمین
نادم و پشیمان ہوگا گو منہ سے لفظ توبہ کا نہ کہے تب بھی اوسکے گناہ مغفور ہو سکتے ہین کہ
الندم توبۃ فرمایا ہے بلکہ وہ شخص بڑا احمق ہے کہ عرفات مین بخلوص نیت لقصد ادای فریضہ
اسلام حاضر ہوا اور اوسکو اپنے گناہ معلوم ہون اور پھر وہ ایسے مقام مستجاب الدعوات مین
تائب و مستغفر نہو اور امید مغفرت کی نہ رکھے نہین بلکہ ضرور ہی اوسکے دلمین حوصلہ توبہ و استغفار
کا آئیگا گو بعد حج کے پھر کوئی اوس سے اور قصور ہو جاوے سو حقوق اللہ کی مغفرت مین اگرچہ
کبائر ہون ہمکو کچھ شک و شبہ نہین راہ حلت زاد و راحلہ و خلوص نیت و حسن طویت کے نہین ہے
ہان حقوق عباد مین توقف ہے اگر حدیث مرداس صحیح ہو جاتی یا ہو گئی ہے تو پھر وہ بھی
مکفر ہین انشاء اللہ تعالیٰ اخواہ مظلوم سے معاف کرا دیا جائے یا کسی اور طرح یہ عمل درآمد ہو سکے
اور حصر کرنا تکفیر کا ذنوب صغائر مین تحجر جرست و اسعۂ الٰہی اگر نہین ہے تو پھر کیا ہے اور حمل کرنا
وعید و وعید کا باب ترغیب و ترہیب مین مبالغہ پر کما ینبغی معلوم نہین ہوتا حدیث ان الاسلام
یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا وان الحج یھدم ما کان قبلہ
کا سیاق لیک ہے اور تتبع احوال صحابہ سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے کہ قبل اسلام و ہجرت کے اون
کبائر و مظالم و قوع مین آئے تھے لکن بعد قبول اسلام کے اون ذنوب و حقوق پر مطالبہ

وہو اخذہ نہوا اور حدیث عباس بن مرداس سنن ابن ماجہ وکتاب البعث والنشور بیہقی مین ہے اگر وہ بوجوہ مذکور درخور احتجاج نہین ہے تو نہ سہی لکن حدیث ان الاسلام یھدم الخ مسلم مین آئی ہے اور شان ورود اس حدیث کا یہ ہے کہ عمرو بن عاص نے کہا ہے کہ مین پاس حضرت کے آیا اور مینے کہا ابسط یمینک فلابایعک حضرت نے ہاتھہ کھولا مینے اپنا ہاتھہ بند کرلیا فرمایا مالک یا عمر مینے کہا اردت ان اشترط فرمایا تشترط ماذا مینے کہا ان یغفرلی یعنی مین اس شرط پر بیعت کرتا ہون کہ میرے گناہ بخشدئے جائین فرمایا اما علمت یا عمرو ان الاسلام یھدم ماکان قبلہ الحدیث یہ صریح ہے اس بات مین کہ عمرو نے ارادہ غفران جمیع کبائر وصغائر کا کیا تھا اور ضرور ہے کہ اون کبائر مین علاوہ حقوق خدا کے مظالم عباد بھی ہونگے ورنہ صغائر کے لئے یہ شرط کچھہ ایسی ضرور نہ تھی کہ اوسپر بیعت سے دست کش ہوجاتے پھر جو جواب حضرت نے دیا وہ بھی صاف اسی پر دلیل ہے کہ ہدم ماکان عام ہے مطلقاً اور شامل ہے مظلمہ وغیرہا کو صغیرہ ہو یا کبیرہ پھر اسلام کو عام لینا اور ہجرت وحج کو ساتھہ صغائر کے خاص کرنا ایک ہی سیاق کے ہوتے ہوئے اور ایک ہی سوال کے جواب مین وارد ہوتے ہوئے ترجیح بلامرجح ہے اور یہ حدیث ابوہریرہ کی رفعاً من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ حدیث متفق علیہ ہے اسمین دلیل واضح ہے مغفرت جملہ ذنوب پر حتی کہ حقوق عباد پر بھی اسلئے کہ آدمی جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو اوسپر کوئی تکلیف صغیر وکبیر شرعی متعلق حقوق خدا وحقوق عباد واجب نہین ہوتی ہے وہ ہر گناہ سے پاک اور مرفوع القلم ہوتا ہے پھر جس حج مین یہ وصف پایا جائیگا تو ضرور ہے کہ حاجی جملہ کبائر ومظالم سے بھی مغفور ہوجائے ورنہ یہ حکم کہ وہ مثل روز ولادت مادر کے ہے صحیح نہ ٹھیریگا اور حمل اسکا سابالغہ وترغیب زائد پر بے دلیل ہے اسلئے کہ سارے احکام شرعیہ متساوی الاقدام ہوتے ہین مگر جسکو کوئی

دلیل خاص مستثنیٰ کرلی اور یہان کوئی ایسی دلیل موجود نہین ہے ہان اتنی بات ہے کہ یہ مغفرت
اوسوقت ہے کہ اس حج خالص مین آمیزش رفث وفسق کی نہو تو اگلا رفث وفسق معاف
ہوگا ورنہ اسی طرح اگر بعد حج کے ارتکاب معصیت کا کریگا تو وہ گناہ بجای خود ثابت رہیگا جب
کہ اوس سے تائب یا مستغفر یا نادم نہو گفتگو اکان مین ہے نہ ایکون مین اور رجانا بعض عصاۃ
کا دوزخ مین منافی اس بشارت عظمیٰ و اشارت کبریٰ کے نہین ہوسکتا ہے اسلئے کہ اگر بعد اس
غفران کے اوس شخص سے کوئی گناہ ہوا اور اوسنے حج کرکے پھر ارتکاب کسی معصیت خدا
وحق عبد کا کیا اور اوس سے توبہ نصیب نہوئی اور اللہ نے اوس گناہ کو نہ بخشا تو واسطے
جزاء اثم کے جانا اوسکا نار مین ثابت رہا اور ظاہر ہے کہ کوئی بشر سوا انبیاء علیہم السلام کے
ایسا نہین ہے جو معصوم ہو ولہذا حضرت نے فرمایا ہے اللھم ان تغفر تغفر جما وای
عبد لک لا الما اور یہ ضرور نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے سے کسی گناہ پر کبھی بھی مواخذہ
نکرے بلکہ دن قیامت کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معذبین اہل اسلام و توحید زیادہ ہونگے اور
فائزین غیر معذب کم مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم گنہگارون کو چھپالے قال تعالیٰ قلۃ
من الاولین وقلیل من الآخرین اس مسئلہ مین بحکم سبقت رحمتی علی غضبی الحدیث
وشافعیہ نے جانب رجا کو غالب رکھا ہے اور مالکیہ وحنفیہ نے جانب خوف کو سو اس امت
مرحومہ مین ہمیشہ اصناف علماء وصوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ مین اسی دو قسم کے
لوگ سلفاً وخلفاً ہوتے آئے ہین کسی پر خوف چیرہ دست تھا کسی پر رجا زبردست
تھی ہمراہ حسن عمل کے غلبۂ رجا مع الخوف مستحسن ہے اور ہمراہ معاصی کے
غلبۂ خوف ہمراہ رجا کے مستحب ہے اور وقت احتضار کے باتفاق اہل علم واہل دل غلبۂ رجا
مطلوب ہے بحدیث انا عند ظن عبدی بی وبدلیل حدیث لا یموت احدکم الا وھو

یحسن الظن باللہ او کما قال اس باب مین ہمارا رسالہ صدق اللہجا اور رسالہ المقتصر المختصر فی حسن الظن للمختصر دیکھکر کام کرنا چاہیئے وباللہ التوفیق وھو المستعان اللھم غفرا

مسئلہ جماعت نماز واختلاف ائمہ علماء امت کا اسبات پر اجماع ہے کہ نماز پڑھنا ساتھہ جماعت کے مشروع ہی اور مجابرت جماعت مین واجب ہے اگر کسی شہر یا گاؤن کے لوگ جماعت سے ممتنع ہون تو اونکے ساتھہ قتال کرنا چاہیئے یہانتک کہ قیام بجماعت کرین ہان اسمین اختلاف ہے کہ جماعت فرائض پنجگانہ مین سوای جمعہ کے واجب ہے یا نہین اصحاب امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ جماعت سنت موکدہ ہے امام مالک بھی اسیکے قائل ہین شافعیہ سے بھی اسی طرح مشہور ہے شافعیؒ نے نص کی ہے کہ جماعت فرض علی الکفایہ ہے محققین اصحاب شافعی کے نزدیک یہی اصح ہے ایک روایت امام ابوحنیفہؒ سے بھی اسی طرح پر آئی ہے اور امام احمد نے واجب علی الاعیان کہا ہے لکن بشرط صحت صلوٰۃ یا ارکان نہین ہے بعض نے کہا فرض عین ہے اور شاید یہ عین مذہب امام احمد ہے اختلاف فقط عبارات مین ہے یہ خلاصہ ہے کلام صاحب کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ کا ابن ہمام نے کہا ہے حاصل خلاف کا اس مسئلہ مین یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے مگر عذر سے یہی قول ہے احمد وابوداؤد وعطا وابوثور کا ابن مسعود وابوموسی اشعری وغیرہما نے کہا ہے کہ جسنے اذان سنی اور اجابت نہ کی اوسکی نماز نہوئی بعض نے کہا علی الکفایہ ہے کتاب الغایہ مین کہا ہے ہمارے عامہ مشائخ کہتے ہین کہ واجب ہے مفید مین کہا ہے کہ انھا واجبۃ وتسمیتھا سنۃ لوجوبھا بھا بدائع مین کہا ہے کہ واجب ہے عقلاء بالغین احرار پر جنکو قدرت ہے جماعت پر بغیر حرج کے سو ان اقوال مین کچھہ منافات ساتھہ اعتبار کے نہین ہے انتہی مین کہتا ہون شوکانی رح نے درر بہیہ مین فرمایا ہے نماز جماعت موکد ترین سنن ہے در اری مضیہ مین کہا ہے اکد سنن ہے

اور یہ اسلئے ہے کہ اس بارہ مین ترغیبات آئی ہین اور نہین اس امر کی صراحت ہے کہ نماز جماعت
نماز فرد پر ۲۷ درجہ زیادہ ہے کما فی الصحیحین اور حضرت نے ارادہ کیا تھا کہ متخلفین کے
گھر آگ سے جلادین انتہی ابن القیم نے کہا ولم یکن لیحرق مرتکب صغیرۃ فترک الصلوٰۃ
فی الجماعۃ من الکبائر انتہی حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ اغنا سے ترک جماعت مین نصیحت
ہے انتہی شوکانی فرماتے ہین کہ جماعت دو آدمی سے بھی ہو جاتی ہے اور جتنے آدمی زیادہ
ہونگے اوتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہوگا انتہی **ف** علی قاری کہتے ہین اختلاف ائمہ کا اور
ترک جماعت کا امور حادثہ مین سے ہے یعنی بدعت ہے حضرت امام انام تسے پہر مرض موت
مین صدیق اکبر کو حکم دیا کہ لوگون کو نماز پڑہاؤ یہ تصریح تھی اس بات کی کہ وہ اولی بالامامۃ ہین اور
تلویح تھی اس امر کی کہ وہ احق بالخلافہ ہین پہر صدیق کے اشارہ سے عمر بن خطاب اونکی جگہہ
قائم ہوئے اور سارے صحابہ نے اونکے ساتھہ موافقت کی اسی طرح انتقال امامت و خلافت
کا طرف عثمان بن عفان کے ہوا پہر طرف علی بن ابی طالب کے باجماع سے اور منشا اختلاف کا
بعض موارد موجبہ نزاع تھا اسی طرح بقیہ صحابہ ائمہ تسے کسی ایک نے اونکی اقتدا سے تخلف
نہ کیا حالانکہ وہ باب روایت و درایت مین مختلف تھے حضرت صلعم کو نور وحی و ضیاء الہام سے
حال اختلاف انام کا بعد صحابہ کرام کے معلوم ہوگیا تھا آپ نے اجتماع امت کا چاہا اور تفرق
جماعت کو مکروہ رکھا ولہذا فرمایا صلوا خلف کل بر و فاجر و جاھدوا مع کل بر و فاجر
رواہ البیھقی عن ابی ھریرۃ و ابن ماجۃ و الدارقطنی عن واثلۃ ولہذا سلف
صالح مقتدی فجرہ ہوتے تھے جیسے یزید و حجاج و زیاد و سائر ارباب مظالم و فساد اسیطرح
پیچھے امرا بنی امیہ کے نماز پڑہتے تھی جیسے ولید بن عقبہ اسکو عثمان رضی اللہ عنہ نے والی
کوفہ کردیا تھا اسنے شراب پی کر مستی مین صبح کی چار رکعت نماز پڑہائی اور جماعت سے کہا کیا مین

اور نماز پڑہا ؤن یا اسی قدر پر اکتفا کرون اس سب حال مین سلف صالح نے ترک جماعت
کو جائز نکہا یہ کام لغرض محافظت کے تفرقۂ جماعت مسلمین سے کیا تہا کیونکہ حدیث مین
آیا ہے ان الجماعۃ رحمۃ والفرقۃ عقوبۃ کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
ولا تفرقوا بھی اسی طرف مشیر ہے اس امر کا استمرار زمانہ امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و
احمد و سائر مجتہدین تک رہا کسی ایک امام سے منع اقتدار مخالف کا اہل ملت سے منقول
نہین ہے یہ اسلئے کہ وہ کچھہ اس بات کا یقین نکہتے تہے کہ ہم البتہ صواب ہی پر ہین اور
ہمارا غیر لامحالہ خطا پر ہے بلکہ امر دین مین مجتہد اور طریق مولی مین طالب اولی تہے طرف سے
فروع فقہیہ کے ادلۂ ظنیہ سے ہان اصول دینیہ مین جنکا مدار ادلۂ یقینیہ پر ہے سب کا اتفاق
تہا جسطرح کہ حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء رواہ احمد والاربعۃ عن ابی الدرداء
اسپر دلیل ہے سو ائمہ مجتہدین مثل صحابہ کے ہین جس کسی کی کوئی اقتدا کریگا وہ مہتدی ہوگا
اختلاف اونکا راجع ہے طرف اختلاف صحابہ کے ویشیر الیہ قولہ تعالی فاسئلوا اہل
الذکر ان کنتم لا تعلمون ظاہر اس آیت شریف کا یہ ہے کہ اقتدا مفضول کی باوجود
افضل کے جائز ہے یہی ہمارا مذہب مختار ہے قول بعض ہمارے مشائخ کا من تبع عالما
لقی اللہ سالما بھی اسیکا مؤید ہے اسمین شک نہین کہ تقلید افضل کی اکمل ہے ولہذا
حدیث مین آیا ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر امام احمد اور ایک
گروہ نے کہا ہے کہ باوجود فاضل کی تقلید مفضول کی جائز نہین ہے سو یہ ایک وجہ ہے
ہمارے بعض اصحاب کی بھی اور یہی اظہر ہے بعض نے کہا ہے مقلد امام کو چاہیے کہ یہ اعتقاد
رکہے کہ وہ صواب پر ہے اور خطا کا احتمال ہے اور غیر اوسکا خطا پر ہے اور صواب کا احتمال ہے
ومن ہنا کل حزب بما لدیہم فرحون ویستدلون بما یوافقہم ویصحون و

قد علم کل اناس مذاہب مشربھم وکل طائفۃ منھاج مذھبھم انتھی میں
کہتا ہون مذہب راجح یہ ہے کہ اقتدا پیچھے مفضول کے صحیح ہے حضرت صلعم نے پیچھے ابو بکر رضہ
صحابہ کے نماز پڑہی تھی کما فی الصحیح اور کوئی دلیل ایسی موجود نہین ہے جس سے یہ
بات ثابت ہو کہ امام کا افضل ہونا ضرور ہے اتنی بات چاہیے کہ امام قائم بارکان واذکار
نماز ہو اور نماز صورت مجزیہ سے خارج نہو نے پائے اگرچہ امام مجتنب معاصی و متورع نہو
ولہذا شارع نے اعتبار حسن قراءت و علم و سن کا کیا ہے نہ ورع و عدالت کا ہان امام کا خیار
عین سے ہونا اولی تر ہے بنص حدیث اجعلوا ائمتکم خیارکم رواہ الدارقطنی عن
ابن عباس صنح المنہ مین کہا ہے کہ حضرت امامت اعمی کی اور غلامون کی جائز رکھتے
تھے سالم مولی ابی حذیفہ مہاجرین اولین کو نماز پڑہاتے جبکہ وہ قبا مین آکر اترے تھے
اسلئے کہ سالم کو قرآن زیادہ یاد تہا اور صحابہ نے پیچھے حجاج کے نماز پڑہی تھی حالانکہ اوسنے
ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ تابعین کو قتل کیا تہا ف عامہ مشائخ حنفیہ جیسے شمس الائمہ حلوانی
وشمس الاسلام وفقیہ ابو اللیث اور صاحب ہدایہ وقاضی خان وغیرہم کا مذہب یہ ہے کہ اقتدا
مخالف کی جائز ہے جبکہ وہ موضع خلاف مین محتاط ہو والا فلا بلکہ بعض نے اسپر دعوی اجماع
کا کیا ہے معنی اسکے یہ ہوئے کہ یہ اقتدا پیچھے مراعی کے بلا کراہت جائز ہے اور پیچھے غیر مراعی کے
بکراہت نہ یہ کہ سرے سے اوسکی اقتدا ہے صحیح نہین ہے علی قاری کہتے ہین اس قول
مین کچھ شک و شبہ نہین ہے کہ مخالف جب مراعات اختلاف ائمہ کی کرکے عمدۂ خلاف سے
جو کہ بالاجماع مستحب ہے خارج ہوگا تو اوسکی نماز صحیح ہوگی بغیر نزاع کے اور اوس موافق کی
نماز سے جو احتیاط نہین کرتا ہے اولی تر ٹہیریگی نہایت الامر یہ ہے کہ اوسکی نماز خود نزدیک
اوسکے صحیح ہے نہ نزدیک اوسکے غیر کے وشتان بین الطریقین ولہذا صوفیہ صافیہ

رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی طریقۂ مرضیہ کو اختیار کیا ہے لکن وجود ایسے امام کا مثل عنقا کے درمیان
انام کے ہے بلکہ وجود ایسے شخص کا جو کہ رعایت جمیع کی درمیان متفرقات مذہب کے کرے
ان ایام مین کالمعدوم ہے ف موانع مہمہ واسطے مراعات کے حق مین مخالف کے
یہ ہین کہ فصد و حجامت و قی و رعاف و قہقہہ سے وضو کرے مگر قلتین سے جسمین نجاست
پڑی ہو وضو نکرے یا اوس پانی سے جسپر آب مستعمل غالب ہے اور منی کو دھوڈالے یا چھیل
ڈالے جبکہ بقدر مانع ہو اور مسح سر مین کم پر ربع سر سے اقتصار نکرے بلکہ سارے سر کا
مسح کرے تاکہ خلاف سے امام مالک کے نکل جائے خصوصاً جس صورت مین کہ مسح سارے سر کا
سنت سے ثابت ہے اور غسل جنابت مین مضمضہ و استنشاق کو ترک نکرے اسی طرح وہ امور
جو کہ مبطل مذہب غیر مخالف ہین رہے مراعات اون بعض افعال کے جو کہ نزدیک مخالف
کے سنت ہین اور غیر کے نزدیک مکروہ ہین جیسے رفع الیدین وقت انتقال کے اور جہر و اخفاء
بسملہ کا اور بسط یدین قنوت مین سو یہ افعال اور اونکی امثال اوس جنس کے ہین کہ جمع درمیان
انکے ممکن نہین ہے اور عہدۂ خلاف سے اس جگہہ باہر آنا متصور نہین ہو سکتا ہے فکل
یتبع مذھبہ ولا یمنع مشربہ بہ قول صاحب فتاوای خانیہ کا کہ جب کوئی شافعی المذہب
یون کہے کہ الٰہی ما عرفناک حق معرفتک یا انا مومن انشاء اللہ تعالیٰ
کہے یا قائل اس بات کا ہو کہ عمل داخل ایمان ہے یا کہے کہ ایمان بڑہتا اور گھٹتا ہے تو نماز
پڑہنا پیچھے اوسکے کفایت نہین کرتا انتہے غریب ہے اور یہ ایک خلاف لفظی ہے نہ تحقیقی
ہمنے بیان اسکا شرح فقہ اکبر مین کیا ہے حالانکہ اسکو کچھہ دخل فروع مین نہین ہے بلکہ یہ مسئلہ
اصول کا ہے اور علماء نے اجماع کیا ہے اسبات پر کہ ائمۂ اربعہ اکابر اہل سنت و جماعت سے ہے
اور اسمین کچھہ خلاف نہین ہے کہ یہ سب باب اعتقاد مین جسکی بنیاد کتاب و سنت پر ہو بر صواب

ہین خلاف اگر ہے تو انکے فروع مین ہے بخلاف مبتدعہ جیسے معتزلہ و قدریہ و مرجیہ کہ وہ اصول
مین بھی مخالف یکدیگر ہین اسی طرح یہ قول فقیہ ابواللیث کا بھی غریب ہے کہ اگر حنفی کسی
شخص کو دیکھے کہ گوشت لوکھڑی یا سوسمار کا کھاتا ہے اور برخلاف مذہب حنفی عمل کرتا ہے
تو اسکو اقتدا کرنا اوسکی جائز نہین ہے انتہی یہ اسلئے کہ اکل لحم مختلف فی الحل کو باب اقتدا
مین کچھہ دخل نہین ہے غایت یہ ہے کہ وہ فاسق ہوگا اسکے زعم مین سو اقتدا بالفاسق بالاتفاق جائز
شاید مراد یہ ہے کہ اقتدا اوسکی بغیر کراہت کے جائز نہین ہے اور مطلقاً ایسا کہدینا غالباً واسطے
تنفیر کے ہے اقتدار کرنیسے اس حالت مین صاحب مبسوط نے کہا ہے نماز پیچھے شافعی المذہب
کے جائز ہے جبکہ قبلہ سے مائل نہو انتہی سو یہ میل مذہب شافعیہ مین معروف نہین ہے بلکہ
اونکا مذہب تو اس مسئلہ مین بہ نسبت اونکے غیر کے ضیق تر ہے اسلئے کہ وہ اصابت عین قبلہ
کو شرط کرتے ہین اور تحری جہت پر مکتفی نہین ہوتے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ متعصب
نہو انتہی سو غایت تعصب کا نتیجہ یہی ہوگا کہ تعصب موجب فسق کا ہے حالانکہ ایسا تعصب
کرنا غیر شافعی المذہب سے بھی مذموم ہے انتہی کلام القاری مین کہتا ہون جو اقوال اس مقام
مین ملا علی قاری نے فقہاء حنفیہ سے نقل کئے ہین اور پھر اونکی تاویل کی ہے یہ نہایت
درجہ کا سلوک طریق ادب و حفظ رتبہ سن تقدم ہے ورنہ نفس الامر مین یہ اقوال اس قابل
نہین ہین کہ کوئی فقیہ اونکو نقل کرکے اونکی رد مین مشغول ہو اور اپنی اوقات عزیزہ کو ضائع
کرے ہم کو کوئی ایسی دلیل نہین پاتے جو بعض اہل سنت و جماعت کو اقتدار بعض دیگر اہل سنت
و جماعت سے نماز و نحو ہا مین منع کرے یہ محض تعصب ہے تقلید مذاہب و تقیید مشارب کا ورنہ
جو شخص تلمیذ خاص قرآن کریم اور مرید مخلص سنت مطہرہ ہے وہ ہرگز ایسے اقوال کاسدہ
و کلمات فاسدہ پر التفات نہین کرتا ہے بلکہ وہ نماز مین ہر سو سنی کی اقتدا کرتا ہے خواہ

وہ مومن آپکو حنفی کہے یا شافعی یا مالکی یا حنبلی یا متبع ہان رافضی خارجی وغیرہما جنکی بدعت حد کفر تک پہنچگئی ہے اونکی اقتدا کرنا کافی نہوگا اسی طرح جو مقلد غیر مقلد کہ عقیدۂ یا عمل مین مشرک ہے اوسکے پیچھے بھی نماز درست نہین باقی رہا فسق اور بدع غیر مکفرہ سو وہ کچھ مانع اجزاء نماز و اقتدار فساق نہین ہے واللہ اعلم ف ایک جماعت حنفیہ اسطرف گئی ہے کہ اقتدار مخالف کی جائز ہے جبکہ یقیناً وقوع ان اشیاء کا اوس سے معلوم نہو اور اگر معلوم ہو تو پھر اقتدا نچا ہیئے خواہر زادہ نے اسی کو صحیح کہا ہے شیخ الاسلام کا قول بھی اسیکی تائید کرتا ہے کہ اگر اوسکو حجامت کرتے دیکھا ہے اور اوسنے وضو نہ کیا اور موضع حجامت کو دھو ڈالا تو صحیح یہی ہے کہ اقتدا اوسکی جائز نہین ہے اور اگر وہ آنکھ سے غائب ہو گیا ہے پھر اوسکو نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا تو صحیح یہ ہے کہ اقتدا اوسکی جائز ہے انتہی اسکی بنیاد حسن ظن پر ہے اور اسکے حق مین فتاوی غیاثیہ مین کہا ہے مختار یہ ہے کہ جب ان اشیاء کو اوس سے معلوم نکیا تو اقتدا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ اصل عدم وجود ہے انتہی یہ اطلاق اس بات کو مفید ہے کہ جب اوسکا حال یون معلوم ہے کہ وہ حافظ مواضع خلاف نہین ہے تو اقتدا اوسکی جائز ٹھیری علی قاری کہتے ہین کہ یہ قول اعدل اقوال ہے اور علامہ ابراہیم حلبی شارح منیہ نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ اقتدا مخالف فی الفروع کی جیسے کوئی شافعی ہو جائز ہے جبتک کہ کوئی شئی مفسد صلوٰۃ اعتقاد مقتدی پر اوس سے معلوم نہو اسی پر اجماع ہے اور خلاف فقط کراہت مین ہے ف ابو الیسر کہتے ہین اقتدا حنفی کی ساتھہ شافعی کے جائز نہین ہے اسلئے کہ مکحول نسفی نے روایت کیا ہے کہ رفع یدین کرنا نماز مین وقت رکوع و رفع رأس کے رکوع سے مفسد نماز ہے اسلئے کہ عمل کثیر ہے ابن الہمام نے کہا صاحب ہدایہ نے اخذ جواز اقتدا کا پیچھے شافعیہ کے جہت روایت سے کیا ہے اور نہایہ مین اسکے شاذ ہونے کی تصریح کی ہے اور مختار تفسیر عمل کثیر مین یہ ہے کہ

ف جواز اقتدا مخالف

ف عدم اقتدا مخالف

اگر کوئی شخص دور سے اوسکو دیکھے تو یہ گمان کرے کہ وہ نماز مین نہین ہے انتہی اور ذخیرہ
مین کہا ہے کہ رفع یدین مفسد نماز نہین ہے اسی طرح جامع الفتاوی مین بھی ہے اسلئے کہ
مفسد صلوۃ وہ چیز ہوتی ہے جسکا قربت ہونا معلوم نہو اور رفع یدین وتر وعیدین مین
اجماعاً سنت ہے ابوبکر حدادی نے سراج وہاج مین کہا ہے کہ ہمارے اصحاب نے جواز اقتدا
پر ساتھ مخالف مذہب کے چند مسائل سے استدلال کیا ہے ازانجملہ ایک یہ ہے کہ اوسکی اقتدا کرے
جو فجر مین قنوت پڑہتا ہے اس صورت مین ابوحنیفہ ومحمد رح نے کہا مقتدی خاموش رہے
متابعت امام کی نکرے ابو یوسف نے کہا نہین بلکہ متابعت کرے کیونکہ وہ تابع امام ہے
اور مسئلہ مجتہد فیہ ہے پھر نزدیک ان دونون کے کھڑا رہے تاکہ جس امر مین متابعت واجب ہے
اوسمین متابعت کرے اور بعض نے خلاف ان دونون کے کہا ہے لیکن وہ قائل فقیہ نہین
ہے یعنی یہ کہا ہے کہ بیٹھ جائے اور سجدہ کرے واسطے تحقیق مخالفت کے اسی طرح اگر جنازہ
مین پانچ تکبیرین کہے تو نزدیک ابوحنیفہ ومحمد رحمہما اللہ تعالی کے پانچوین تکبیر مین متابعت
نکرے اور جب متابعت نہ کی تو بعض نے کہا ساکت رہے تاکہ مخالف اپنے امام کا غیر مشروع
مین نہ بنے اور بعض نے کہا کہ امام سے پہلے سلام پھیر دے لیکن صواب یہ ہے کہ خاموش رہے
یہی حکم نماز عید کا ہے جبکہ امام تین تکبیر سے زیادہ کہے ابوحنیفہ ومحمد کے نزدیک خاموش رہے
اور قول ابو یوسف پر متابعت کرے لیکن یہ چاہیئے کہ دونون باہم بالاتفاق نہ اوٹھائے انتہی
کلام القاریؒ مین کہتا ہون کہ بنیاد اس خلاف کی جمود تقلید مذہب پر ہے اور یہ جمود امام کو
حکم پیغمبر مین کرتا ہے کیونکہ یہ شان پیغمبر کی ہے کہ مقتدی کسی امر مین خلاف شارع کے نکرے
اما امت مین کوئی فرد ایسی نہین ہے کہ مقابلہ پیغمبر مین اوسکے حکم کی بجا آوری مقدم ہو
اگرچہ ساکت ہی کیون نہو خواہ امام ہو یا مجتہد یا صوفی یا متکلم ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ جب قنوت

یا پانچ تکبیر جنازہ یا تکبیرات عیدین یا رفع یدین وقت انتقالات کے قطع نظر مذہب شافعی کی احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے تو پھر اوسکے مقابلہ مین اس درجہ پابندی مذہب امام کی کرنا کہ تارک یا ساکت
یا قاعد ہو یعنی چہ یہ اگر شرک فی الرسالہ نہین ہے تو پھر کیا ہے خصوصًا قول اون فقہاء کا
جو رفع الیدین کو مثلاً مفسد نماز کہتے ہین کما تقدم ونعوذ باللہ من غضب اللہ اور جتنے
تعلیلات ان اقوال کے اصحاب اقوال نے بطور استدلال کے ذکر کیے ہین اور اوپر گزر چکے وہ سب
دلائل عقلیہ محضہ ہین کسی روایت صحیحہ و درایت صریحہ پر بنیاد اونکی نہین رکھی گئی واذا جاء
نھر اللہ بطل نھر معقل **ف** اور بعض حنفیہ اسطرف گئے ہین کہ یہ اقتدا مطلقًا جائز
ہے انہون نے قول ابوبکر رازی پر قیاس کیا ہے کیونکہ اونہون نے کہا ہے کہ اقتدا حنفی کی
ایسے شخص کے ساتھہ جو اس رکعتین پر سلام پھیرتا ہے نماز وتر مین جائز ہے یہ اپنی بقیہ نماز اوسکے
ساتھہ پڑھہ لی اسلئے کہ اوسکا امام اس سلام سے نزدیک اوسکے نماز سے باہر نہین ہوا ہے کیونکہ مجتہد
فیہ سہو ہے یہ ویسی بات ہے جیسے تکبیر بھولنے والے کی اقتدا کرے لکن جمہور مشائخ برخلاف اسکے
ہین شیخ کمال الدین شارح ہدایہ نے کہا ہے ہمارے شیخ سراج الدین اسی قول رازی کے
معتقد تھے اور نماز کے فاسد ہونیکا انکار کرتے تھے بحسب روایت متقدمین یہانتک کہ مینے
اونکو مسائل جامع کی یاد دلائی حق مین اون لوگون کے جنہون نے اندھیری رات مین تحری کر کے
نماز پڑھی اور ہر شخص نے ایک جہت کی طرف ایک شخص کی اقتدا کی سو جواب اس مسئلہ کا یہ ہے
کہ جسکو حال اپنے امام کا معلوم تھا اوسکی نماز فاسد ہوئی بسبب اس اعتقاد کے کہ اوسکا امام
خطا پر ہے انتہی لکن جواب اسکا یہ ہے کہ فساد نماز مقتدی کا مسئلہ تحری مین مستلزم فساد نماز امام
کو نہین ہے بموجب قول رازی کے اسلئے کہ مقتدی صورت اولی مین اس امر کا معتقد ہے
کہ اوسکا امام خطا کار ہے ایسے امر مین جو کہ نماز مین قطعی الثبوت ہے یعنی استقبال قبلہ اور

جواز اقتدا مطلقًا

صورت دوم مین اعتقاد مقتدی کا یہ ہے کہ امام اوسکا ایک امر ظنی مین مخطی ہے جو کہ مجتہد فیہ ہے
فشتان ما بینھما انتہی کلام القاری مین کہتا ہون جوابات ابوبکر رازی نے کہی ہے کہ
اقتدا مطلقا پیچھے مخالف مذہب کے روا ہے یہی قول موافق طریقۂ سلف صالح کے ہے سارے
صحابہ و تابعین و تبع تابعین اسی سیرت صالحہ پر گزرے ہین اور یہ تعلیل معتل جو خلف نے کی ہے
خیال مختل ہے پس بس اسمین تفرقہ ڈالنا ہے درمیان جماعت اسلامیہ کے جس سے شارع
نے منع فرمائی ہے کتابا وسنۃ کما لا یخفی علی ماھر القرآن والحدیث ف بعض
علماء حنفیہ کا مذہب یہ بھی ہے کہ اگرچہ امام جمیع مواضع خلاف مین محتاط ہو تب بھی اقتدا
اوسکی مکروہ ہے فتاوی غیاثیہ مین کہا ہے اولی یہ ہے کہ اوسکے پیچھے نماز نہ پڑھے اور فتاوی
خانیہ مین کہا ہے معہذا اگر پیچھے اوسکے نماز پڑھیگا تو سنی ہوگا اور کفایہ و مفتاح السعادۃ مین
کہا ہے کہ نماز جائز ہے ہمراہ کراہت کے شاید وجہ اسکی یہی ہے کہ بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ اقتدا
شافعی کی ساتھ حنفی کے صحیح نہین ہے اگرچہ جمیع واجبات پر محافظت کرے اسلئے کہ اوسنے
اس نماز کو اعتقاد واجبات پر ادا نہین کیا ہے اور یہ قول ساقط الاعتبار ہے بدلیل ورود اخبار
کیونکہ حضرت نے اصحاب کرام کو افعال نماز کے قولا و عملا بروجہ ابہام تعلیم کئے تھے یہ بیان
نہین کیا تھا کہ یہ فرض ہے اور یہ واجب اور یہ سنت اور یہ شرط اور یہ رکن اور اگر علم ساتھ تفصیل
اعمال کے واجب ہوتا تو حضرت امت کے لئے بیان فرادیتے اسلئے کہ حضرت مبین امر متعین
فی الملۃ تھے اور اس صورت مین اختلاف مجتہدین کا فروع شریعت مین واقع نہوتا شاید حکمت
اس امر مین وہی ہے جسکی طرف حدیث اختلاف امتی رحمۃ مین اشارہ کیا ہے ذکرہ
ابو النصر المقدسی فی الحجۃ والبیہقی فی الرسالۃ الاشعریۃ بعد سند واوردہ
الحلیمی والقاضی حسین وامام الحرمین وغیرھم اور یہ حدیث شاید بعض کتب

کراہت اقتدا مخالف

حفاظ مین ہو گی جسکی سند ہم تک نہین پہنچی ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر ملا علی قاری
نے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہ ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر نقلا عن اصحاب الصحاح
سویہ قول انکا غریب تر ہے علی قاری کہتے ہین وانت تری انہ لا یوجد لہ سند ضعیف فضلا
عن ان ینسب الی اصحاب الصحاح المراد بہم اصحاب الکتب الستۃ انتہے مین
کہتا ہون اسجگہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے نہایت انصاف اختیار کیا ہے واقع مین یہ حدیث نہ صحاح
مین ہے اور نہ سنن مین بلکہ کسی عالم کا قول ہے حدیث نہین ہے اور اگر حدیث ہونا ثابت ہو تو
یہ حدیث ماؤل ٹہیریگی اسکی تفصیل دلیل الطالب مین مرقوم ہے **فائدہ** تکرار جماعت کی نزدیک
حنفیہ کے مکروہ ہے مالک و شافعی بہی قول اصح مین اسیکے قائل ہین خلافا لاحمد پہر بعض
علماء حنفیہ نے اسکو مکروہ تحریمی کہا ہے جسطرح کہ کافی مین ہے تکرار الجماعۃ لا یجوز اور شرح
منظومہ و مجمع مین کہا ہے لا یباح اور شرح جامع صغیر مین بدعت کہا ہے اور بعض کتب مین لکہا ہے
کہ تکرار جماعت کی جائز ہے بلا اذان و اقامت ثانیہ کے اتفاقا اور بعض مین اجماعا بلا کراہت
کہا ہے شرح درر مین کہا ہے کہ وھو الصحیح اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ اونکے نزدیک نماز
مسجد مین مرۃ بعد اخری للباس یہ ہے جبکہ امام ثانی موضع امام اول مین کہڑا نہو سو اسی پر عمل ہے
اور اسی کا معول علیہ ہونا چاہیے قنیہ مین کہا ہے کہ اگر محلہ نے اہل مسجد کو تقسیم کر لیا ہے اور دو امین
بنا لین ہین اور ہر ایک کا ایک علحدہ امام و موذن ہے تو اوسمین کچہہ ڈر نہین ہے انتہی یہ روایت
اقرب روایات ہے طرف اوس صنیع کے جو کہ لوگ آجکل کرتے ہین کیونکہ جہات چہار گانہ بمنزلہ
مساجد کے ہین ولہذا اللہ نے حق مسجد الحرام مین فرمایا ہے انما یعمر مساجد اللہ بصیغۂ
جمع مجمع و شرح مجمع مین نقلا عن المشائخ کہا ہے کہ نماز ہمراہ جماعت ثانیہ کے مسجد جماعت خاصہ
مین بتکرار اذان و اقامت مکروہ ہے اور جو مسجد بر سر راہ ہے یا مسجد جامع ہے اور وہان لوگ بعد

یکدیگر آتے رہتے ہین وہان تکرار مین کچھ کراہت نہین ہے اگرچہ جماعات کثیرہ ہون شارح منیہ نے کہا یہ نزدیک امام محمد و ابو یوسف کے ہے اور نزدیک امام ابو حنیفہ کے اگر جماعت ثانیہ تین سے زیادہ ہو تو تکرار مکروہ ہے ورنہ فلا ابو یوسف نے کہا اگر ہیئت جماعت اولی پر نہو تو مکروہ نہین وھو الصحیح اور محراب سے عدول کرنے مین شکل بدل جاتی ہے کذا فی بزازیہ یہ سب اوسوقت ہے کہ تکرار جماعت کی مذہب احد پر ہو اور جب تکرار جماعت کی بسبب اختلاف ائمہ کے ہو تو ہرگز کوئی وجہ کراہت کی نہین ہے اور نہ ہمنے اس مسئلہ مین کوئی نقل سنی ہے اور یہ دعوی بعض اشخاص کا کہ علماء مذاہب اربعہ کا اجماع ہے کراہت پر بلکہ حرمت پر ایسی جماعات کے باطل ہے کوئی فائدہ اسمین نہین ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ اصل ہر مسئلہ مین صحت بلا کراہت ہوتی ہے اور قول بکراہت فساد محتاج حجت کا کتاب و سنت و اجماع امت سے ہوتا ہے فمن ادعی اثبات ھذا الشان فعلیہ بالبیان فی میدان التبیان اور جسنے تکرار کو مکروہ کہا ہے اور انکار مین تشدد کیا ہے اور اوسکو حکم مسجد ضرار مین رکھا ہے اوسکا قول نہایت بعید ہے اور وہ علم تفسیر سے جاہل ہے اور اوسے خبر نہین ہے کہ اہل مسجد ضرار کا قصد اوس فساد و نکیر سے کیا تھا علما کا تو اسبات پر اجماع ہے کہ تعدد مساجد کا محلات مین واسطے گنجائش اجتماع کی سائر حالات مین مستحب ہے اور ہمنے جو یہ بات کہی ہے کہ کراہت محمول ہے تکرار جماعت پر سو یہ جب ہے کہ وہ جماعت بروجہ مخالفت نہو بخلاف اوس حالت کے جسمین اہل حرمین وغیرہم اختلاف امامین سے مبتلا ہین کہ کلام کرنا اسمین محتاج ہے تفصیل دافع نزاع کا

ف سو یہ بات معلوم کر لینا چاہیے کہ تعدد جماعت کا ازمنہ سابقہ مین نہ تھا اسلئے کہ علماء امت مین تعصب ظاہر نہوا تھا مسجد حرام و سائر بقاع عظام مین ایک ہی امام حنفی یا مالکی یا شافعی غالب امام ہوتا تھا اور اون ایام مین قلیل تابع کثیر تھے پھر جب شافعی ظاہر ہوئے اور اونکے

عدم تعدد جماعات در سابق

مذہب نے بعض اماکن کرام مین انتشار پایا اور اتباع شافعیؒ اغیار پر غالب آئے خواہ براہ شرہ یا
شوکت تو اونہون نے اپنا امام موافق اپنے مرام کے مقدم کیا اور غیر اونکی اقتدا کرنے لگے کام
اسی طرح چلتا رہا یہانتک کہ طرفین سے تعصب ظاہر ہوا اور بعض نے کہا کہ نماز پیچھے مخالف
کے مکروہ ہے اگرچہ رعایت مذہب کرے اور بعض نے کہا مطلقاً صحیح نہین ہے یعنی جمیع
مراتب مین اس جگہہ سے اختلاف اس خلاف پر ناشی ہوا ہر گروہ نے اپنے امام موافق مذہب
اور ملائم مشرب کے ساتھہ نماز پڑھنا شروع کیا سو یہ بات اگرچہ بدعت ہے لکن حسنہ ہے اور بحسب
نقول متفاوتہ کے مراتب عقول مین مستحسنہ ہے ابن مسعود سے مروی ہے کہ ما رأہ المؤمنون
حسنا فھو عند اللہ حسن اور دلیل استحسان پر اس تعدد کی یہ ہے کہ اگر تفرد مستمر رہے اور بعض
حنفیہ امام شافعیہ کو دیکھین کہ اوسنے نکسیر پھوٹنے پر وضو نہین کیا تو اوسکو عار آئیگی اور وہ
تنہا نماز پڑھ لیگا مسجد حرام مین اور یہ محذور ہے یا اپنے گھر مین پڑھیگا اور یہ محظور ہے اسیطرح
اگر شخص شافعی نے امام حنفی کو دیکھا کہ اوسنے کسی عورت کو ہاتھہ لگایا اور وضو نہ کیا تو وہ
بھی عار کریگا اور وہی دو منکر مذکور صادر ہونگے اس سے ظاہر ہوا کہ یہ تکرار جماعت وائمہ
کی رحمت ہے بہ نسبت عموم امت کے اور اس سے قول ملا رحمۃ اللہ سندی رحمہ اللہ کا دفع ہوا
کہ ان ھذا الوجہ الذی یصلون علیہ فی الحرمین الشریفین مکروہ بالاتفاق
مگر یہ کہ مراد اس کراہت سے تنزیہ ہو جسکو بلفظ خلاف اولی تعبیر کیا جاتا ہے بہ نسبت احری
واولی کے کیونکہ اولی یہ ہے کہ سب مسلمان ایک امام پر جو کہ اقرء واعلم واورع ومراعی موضع خلاف
ہے بقدر الامکن اتفاق کرین ولکن یہ امر متعسر بلکہ متعذر ہے بسبب ظہور بطلان کے اس شان
مین کیونکہ ابتو مناصب علیہ بغیر استحقاق فی القضیہ کے حاصل کرتے ہین تو نے دیکھا
ہوگا کہ انمین سے کوئی شخص آگے بڑھکر دست چپ دست راست پر رکھتا ہے یا تو وہ مسئلہ

سے جاہل ہے یا اس حالت سے اوسکو غفلت ہے اور کبھی کوئی امر صحیح الوجہ مباحب ملاحت اور
مثل اوسکے بغرض طلب فضیلۂ محرمہ کے آگے جا کھڑا ہوتا ہے اور یہ قول رحمت اللہ کا کہ ان
الانفراد افضل من هذه الجماعة المكروهة تحقیق سے بہت دور ہے کسطرح سے
سنت موکدہ بلکہ واجبہ بلکہ فرض کفایہ بلکہ فرض عین علی الاعیان ترک ہو سکتی ہے یہ تو
سنجملہ شعائر اہل ایمان کے ہے اور تکرار جماعت کی اہل علم و اتقان سے واقع ہوئی ہے اور
اسمین کونسا محذور اور محظور ہے کہ انفراد محرم کا جو کہ اقوی منکرات و شعائر اہل بدع و نفاق و
ارباب ضلالات سے ہے تکثیر جماعات و تعدد جماعات سے افضل تر ٹھیرے خصوصاً جبکہ ہر طائفہ
اپنے امام مختار کا مقتدی ہو واللہ تعالی ولی دینہ وناصر سنۃ نبیہ صلعم انتہی
کلام القاری میں کہتا ہوں یہ انتقاد ملا علی قاری کا رحمت اللہ سندی پر کما ینبغی نہیں ہے
اور بدعت حسنہ کہنا اس تعدد مصلات حرم کے کا بالکل خلاف تحقیق ہے اول تو کوئی بدعت
حسنہ نہیں ہوتی بلکہ بحکم کل بدعۃ ضلالۃ ہر بدعت گمراہی ہے گو بعض بدعت کمتر ہو
دوسرے احداث اس بدعت کا بعد ایک زمان دراز کے قوت اسلام سے ہوا ہے فرح بن
برقوق والی مصر نے چار مصلے ایجاد کئے اور چار امام ٹھیرائے اسکو فقط سات آٹھ سو برس کا
زمانہ ہوتا ہے ورنہ پہلے مسجد الحرام میں ایک ہی مصلی ایک ہی امام تھا اور جتنے علماء محقق
گزرے ہیں سب نے ان تعدد مصلات کو موجب تفرق جماعات کا سمجھکر بدعت منکر کہا ہے
علماء یمن میں امام ربانی قاضی محمد بن علی شوکانی کہ اعلم علماء متاخرین تھے اسکے قائل
ہیں اور ہندوستان میں شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر فتح العزیز میں ہر چہار مصلای حرم کو
بدعت ٹھیرایا ہے وکذا غیرھما اور یہ بدعت رافع سنت صحیحہ ہے زمانہ نبوت سے
تا آخر خلافت خلفای عباسیہ کبھی چار مصلے مقرر نہیں ہوئے اور اس تعدد مصلات سے

تعصب مذاہب غایۃ الغایہ اور نہایۃ النہایہ کو پہنچ گیا اور جمود تقلید پر اور تصمیم رای مجرد پر حد سے متجاوز ہوگئی اور اب تو نوبت عصبیت رای وحمیت جاہلیت کی یہانتک پہنچی کہ اہل مذاہب اربعہ مین ہر ایک مذہب الا دوسرے مذہب والے کو خارج ملت اسلام سے کہنے اور سمجھنے لگا اور حدیث ابن مسعود کی کسی طرح دلیل تحسین بدعت پر نہین ہوسکتی ہے اسلئے کہ لفظ مومنین سے تمام اہل ملت اسلام مراد ہین یا سلف صالح نہ آحاد امت وعوام عوام یا بعض افراد فقہاء ہان یہ بات درست ہے کہ اب اس زمانۂ آخر مین رفع اس بدعت کا ممکن نہین معلوم ہوتا اس صورت مین ترک کرنا جماعت حاضرہ کا گو وہ جماعت کسی مذہب کی مذاہب ائمۂ اربعہ اہلسنت سے ہو بجا ہے بلکہ وقت حضور مسجد الحرام کے جو امام قائم بنماز ہو اوسکے پیچھے اقتدا کرے بے شبہ نماز اوسکی صحیح ہوگی یہ جواز اقتدا کا ویسا ہے جیسے کہ نماز پیچھے ہر بر و فاجر کے صحیح ہوجاتی ہے امام کا اعتقاد فرعی کسی مسئلۂ فرعیہ مین برخلاف عقیدۂ مقتدی کے نماز مقتدی مین کوئی فساد نہین لاسکتا ہے کہ انما الاعمال بالنیات اور جو شخص تابع سنت صحیحہ ہے وہ ان نزاعات لاطائلہ اور نزعات لایعنی سے ہمیشہ عافیت مین رہتا ہے اوسکو کوئی تکرار و انکار نماز پڑھنے سے پیچھے کسی حنفی شافعی مالکی حنبلی کے نہین ہے ہان جو امام دلیل کی راہ سے نزدیک اس مقتدی تابع کے اصول عقائد مین مشرک ہوگا کسی نوع شرک سے اوسکے پیچھے نہ اس مقتدی متبع کی نماز اور نہ کسی اور مقلد کی نماز صحیح ہوگی حاصل کلام کا یہ ٹھیرا کہ مانع اقتدا و اجزاء نماز کو خلاف اصول مذہب کا ہے نہ فروع مشرب کا واللہ اعلم ش علی قاری کہتے ہین کہ یہ بات جاننا کہ اس مدت مین نماز بلا کراہت ہمراہ کسی امام کے پائی نہین جاتی خواہ جماعت اہل موافقت کی ہو یا طائفہ مخالف کی لکن یہ نہین کہا جاسکتا کہ انفراد اولی ہے اسلئے کہ یہ قول مودی طرف ترک شعائر اسلام کے ہوتا ہے جسپر علماء اعلام کا اجماع ہے کہ یہ شعار فرض علی الانام ہے اس صورت مین مخلص

اختلاف سے اس جگہ میں یوں ہی ہوگا کہ ہر صاحب مذہب اپنے امام موافق کے ساتھ جو کہ مراعات
شرائط مذہب و فرائض وسنن و آداب کی کرتا ہے نماز پڑھے اور یہ قول کہ بر تقدیر تعدد جماعت کی
اقتدا بالاولی اولی ہے علی الاطلاق صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر دو امام حنفی فرض کریں اور ایک نماز
صبح کو غلس میں پڑھے اور دوسرا اسفار تک تاخیر کرے تو اقتدا امام ثانی کی اولی ہے کیونکہ
اسنے رعایت سنت کی کی کہ حضرت نے فرمایا ہے اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر
رواہ الترمذی والنسائی وابن حبان اور یہ کچھ منافی اس حدیث کی نہیں ہے کہ
اول الوقت رضوان اللہ اسلئے کہ مراد اول سے وقت مختار ہے جمعا بین الاخبار
اس سے قول ہمارے بعض علماء حنفیہ کا مندفع ہوگیا جو کہ اس بات کے قائل ہیں کہ جماعت
اولی اولی ہے اس تعلیل سے کہ اللہ نے انبیاء کی یہ مدح کی ہے کہ وہ طرف خیرات کے شتابی کرتے
ہیں اور وقت ایک سیف قاطع ہے اور عمر پر اعتماد نہیں ہے اور مومن کو چاہیے کہ ہر نفس کو اپنی
انفاس میں سے آخر عہد خود دنیا سے جانے اور عافیت و عدم حلول مانع کو در میان اپنے
اور ادا فرض خدا کے غنیمت سمجھے اور تاخیر میں آفات ہیں سو یہ قائل اپنے مذہب کے روایت سے
غافل رہا اور جو روایت تاخیر بعض صلوات میں آئی ہے اس سے داخل ہوا جیسے حدیث
متقدم اور حدیث ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جھنم اخرجہ جماعۃ من
المخرجین عن جماعۃ من الصحابۃ اور حدیث لولا ان اشق علی امتی لاخرت
صلوۃ العشاء الی ثلث اللیل رواہ جماعۃ حالانکہ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ
القاعد فی المسجد ینتظر الصلوۃ کالقانت رواہ ابن المبارک حاصل یہ ہے
کہ ائمہ حنفیہ نے تاخیر نماز کی نماز شافعیہ سے انہیں احادیث کی راہ سے اختیار کی ہے اسیطرح
نماز عصر میں کیونکہ اس تاخیر میں خروج ہے خلاف سے تعیین وقت میں بخلاف نماز مغرب

کہ افضل اوقات نماز مغرب اول وقت ہے اجماعاً بلکہ اس نماز کا وقت مذہب مالک مین تنگ ہے اور قول شافعی کا بھی اسیطرح پر ہے ولہذا اکابر بالکلیہ نماز مغرب مین اقتدا حنفیہ کی کرتے ہین اور شافعیہ اپنے تعصب سے اس جگہہ مراعات افضلیت وقت کی نہین رکھتے اور خلاف سے خارج ہونا چاہتے ہین حالانکہ یہ بالاجماع مستحب ہے سو بعض حنفیہ سے بڑا تعجب ہے کہ اونہون نے علی الاطلاق یہ کہدیا کہ جماعت اولی اولی ہے بدلیل حدیث اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ رواہ مسلم والاربعۃ عن ابی ہریرۃ اور یہ نجانا کہ یہ حدیث محمول ہے نفی کمال پر نہ نفی صحت پر اور محل اس حکم کا وہان ہے کہ خوف فوت جماعت کا بالکلیہ ہو جسطرح کہ ہدایہ مین تصریح کی ہے کہ اگر سنت فجر کا پڑھنا ممکن ہو اور رکعت ثانیہ پا سکتا ہو بلکہ تشہد تو پہلے سنت فجر پڑھے پھر اقتدا کرے بالجملہ حاصل کلام کا جسطرح کہ ابن الہمام نے کہا ہے یہ ہے کہ جب جمع بین الفضیلتین ممکن ہو تو ارتکاب ارجح کا کرے سو فضیلت فرض کی ساتھہ جماعت کے افضل ہے فضیلت دو رکعت سنت فجر سے اسلئے کہ جماعت فرض منفرد پر ۲۷ چند فاضل تر ہے اور دو رکعت فجر کی ایک چند کو بھی نہین پہنچتین کیونکہ جماعت اضعاف فرض ہے اور جو وعید ترک جماعت پر آئی ہے وہ دو رکعت فجر سے لازم تر ہے انتہی اور مخفی نہین ہے کہ جب اقامت نماز کی ہوگئی اور وہ وجہ سنت پر نہین ہے بلکہ وجہ کراہت پر ہے اور یہ شخص اقامت نماز پر بروجہ فضیلت قادر ہے تو تاخیر کرنا اسکا نماز کو مکروہ نہین ہے بسبب ادراک وجہ اکمل تر کے قائل روایت تجنیس بھی اسیکو موئد ہے کہ اگر ایک مسجد مین بعض لوگ آئے اور اذان کہکر چپکے سے نماز پڑھ گئے پھر باقی لوگ آئے تو اونکو پہنچتا ہے کہ نماز جماعت سے پڑھین اسلئے کہ اگلی نماز بروجہ سنت قائم نہین ہوئی تھی اظہار اذان سے ثواب حق باقی لوگون کا باطل نہین ہوا انتہی اور خلاصہ مین جو یہ کہا ہے کہ تطوع

مسجد مین مکروہ ہے جبکہ لوگ نماز فرض مین ہون سو یہ محمول ہے اوس صورت پر کہ جماعت
غیر متعدد ہو کیونکہ اسمین اعراض ہے جماعت سے اور ایک شبہ ہے مشابہ اہل بدعت کے بلکہ اولی
حق مین اوسکے بعد اقامت صبح کے یہ ہے کہ تطوع اپنے گھر آکر یا مسجد کے دروازے پر یا اوسکے
مسجد مین پیچھے ستون کے پڑھے اسطرح کہ کوئی اوسپر مطلع نہو کیونکہ اوسکے واسطے اوسکے تہمت سے
اور جبکہ ائمہ متعدد ہون اور مذاہب مختلف تو اوسوقت یہ توہم نہین ہوسکتا ہے بلکہ برابر ہے
کہ وقت اقامت مخالف کے نماز پڑھے ہے یا انتظار مین اقامت موافق کے بیٹھا رہے واللہ الموفق
انتہی کلام القاری رح مین کہتا ہون جو تقریر ملا علی قاری نے اس مقام پر بحوالہ بعض احادیث
لکھی ہے اون احادیث کو مدعا پر دلالت واضح نہین ہے اقتدار امام مسفر بالصبح کو مطابق سنت
کے ٹھیرایا ہے حالانکہ حدیث اسفار کی سنن مین ہے اور احادیث غلس کی صحاح مین ہین
غایت یہ ہے کہ غلس اکثر تھا اور اسفار اقل تو پھر کوئی وجہ ترجیح اسفار کی غلس پر نہین ہے
اسی طرح جو ادلہ بقیہ صلوات ظہر و عصر مین ذکر کئے ہین اونکے مقابلہ مین احادیث صحاح موجود
ہین جو کہ اول اوقات صلوات پر نص صریح ہین ان ادلہ کا معلوم کرنا ہو تو کتاب نیل الاوطار
و کتاب مسک الختام موجود ہے اسی طرح مسئلہ جواز تطوع کا باوجود اقامت مکتوبہ کے بالکل
خلاف حدیث صحیح ہے اور حمل کرنا نفی کا کمال پر نہ صحت پر ترجیح بلا مرجح ہے اسکی بحث کتب
فقہ سنت مین مفصلاً موجود ہے اور عمل اہل مکہ اس بارہ مین ہرگز حجت نہین ہوسکتا ہے تعامل
بلد یا بلاد کوئی حجت شرعی نہین ہوتی ہے اور کلام فقہاء کا اس مسئلہ مین مبنی رای و قیاس مجرد
ہے اسی جگہ سے فقہاء حنفیہ پر اطلاق اہل الرای کا اکثر کتب اسلام مین موجود ہے ہمین کچھ
زیادہ بحث کرنا اور رد کرنا اس مقام مین مقصود نہین ہے اور اسی لئے ہمنے تنقیح مسئلہ کا حوالہ کتب
فقہ سنت پر کیا ہے اور یہ کتب بحمدہ تعالی اس زمانہ مین سہل الحصول ہین ف بعض علماء حنفیہ

ف علماء حنفیہ کی رای جماعت

نے نہایت غریب بات کہی ہے کہ بعض ائمہ ہمارے کہتے ہین کہ اگر ایک شخص نے نماز فرض پڑھنا
شروع کیا اور جماعت قائم ہوئی تو وہ اپنی نماز توڑ کر داخل جماعت ہوجائے اسی طرح اگر دوسری
رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا ہے اور ابھی اوس رکعت کو مقید بسجدہ نہین کیا ہے تو بھی نماز کو قطع
کردے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے اذا اتی احدکم الصلوٰۃ والامام علی حال فلیصنع
کما یصنع الامام رواہ مسلم والترمذی عن علی ومعاذ رضی اللہ عنہما
انتہی حالانکہ یہ بات مخفی نہین ہے کہ اس حدیث کو کچھہ دخل اس مسئلہ مین نہین ہے اسلئے کہ
اس حدیث کے یہ معنی نہین ہین کہ جسنے تنہا فرض پڑھنا شروع کیا تہا اور جماعت قائم ہوگئی
تو اوسکو درست ہے کہ نماز قطع کرکے داخل جماعت ہوجائے بلکہ اسکے یہ معنی ہین کہ مسبوق جو
بعد اقامت جماعت کے آیا ہے وہ شامل جماعت ہوجائے صاحب ہدایہ کہتے ہین کہ یہ قطع علی سبیل
الکمال کے ہے گویا ایسی بات ہے کہ کسیںنے ایک مسجد ویران کو ڈہا دیا تاکہ دوسری مسجد جدید بنائے
ورنہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے لا تبطلوا اعمالکم اور اسی جگہہ سے علماء حنفیہ کہتے ہین کہ نفل
شروع کرنیسے لازم ہوجاتا ہے تو جب حکم فرض کا یہ ٹہیرا تو نفل بالاولی قطع کرنا چاہیے لکن
اسکا محل وہان ہے کہ خوف فوت جماعت کا ہو بالکلیہ ابن ہمام نے کہا ہے جواب اس مسئلہ
کا مقید ہے ساتھہ اس امر کے کہ مسجد متحد ہو اور اگر ایک شخص اپنے گھر مین مثلاً نماز پڑہ رہا ہے
اور اقامت نماز ہوئی یا مسجد مین ہے اور اقامت ہوئی دوسری مسجد مین تو وہ مطلقاً نماز کو
قطع نکرے ذکرہ المرغینانی ف خلاصۂ کلام اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت اور
کسی صحابی اور امام سے یہ نہین آیا ہے کہ اقتدا بالمخالف ناجائز یا مکروہ ہے بلکہ جو آیا ہے وہ
ہے صلوا خلف کل بر وفاجر اور ظاہر اس حدیث کا مفید تعمیم ہے اور اختلاف مشائخ
مطابق ظہور رائی کے اس مقام مین ہوا ہے اور اس تفرقۂ روایات کو بسبب اختلاف حالات

ف جواز اقتدا مخالف

جمع کرنا کچھ دور نہیں ہے یا یوں کہا جائے کہ جسنے ناجائز کہا ہے مراد اوسکی تحریمی کراہت ہے اور جسنے مکروہ کہا ہے مراد اوسکی کراہت تنزیہی ہے جسکو خلاف اولیٰ کہتے ہیں یا محمول ہے اسپر کہ جب امام مخالف سے ایسی چیز کا مشاہدہ کرے جس سے مقتدی کے اعتقاد مین فساد نماز آتا ہے تو اس صورت مین وہ مذہب صحیح جسپر جمہور ہین یہ ہے کہ جواز و عدم جواز نماز مین رای مقتدی کا اعتبار ہے حق مین اوسکے نفس کے نہ رای امام کا پھر اگر ایسے امام کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو اوسکا اعادہ کرلے کما صرح بہ الصدر الشہید اور اگر امام سے ایسی چیز دیکھے کہ جو امام کے نزدیک مفسد نماز ہے نہ نزدیک مقتدی کے جیسے مس زن و ذکر تو اکثر علما اسپر ہین کہ نماز جائز ہے اور یہی اصح ہے اور مختار ہندوانی اور ایک جماعت کا یہ ہے کہ جائز نہین ہے پھر یہ سب اختلاف دربارۂ فرائض ہے رہے نوافل سو امر نوافل کا اوسع تر ہے طرف سے روایت و درایت کے اور ہمنے نہین دیکھا کہ کسیسے تصریح منع یا کراہت کی کی ہو بلکہ متون صحیحہ مین عبارات معتبرہ آئی ہین کہ اقتدا متنفل کے ساتھ مفترض کے جائز ہے اور نفل شامل ہے سنن موکدہ اور مستحبہ کو ہمنے اپنے شیخ بدر الدین شہنا وی حنفی مفتی حرم مکی کو سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اقتدا النفلاً ہر گز مکروہ نہین ہے لا رحمت اللہ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ اقتدا خالی فساد یا کراہت سے نہین ہے سو یہ قول انکا نہ مطابق روایت ہے اور نہ موافق درایت **ف** علی قاری کہتے ہین ہین اس مسئلہ کی تفصیل حسن بیان کرتا ہون جو کہ حنفی کو ساتھ شافعی کے نماز پنجگانہ مین واحدۃً بعد واحدۃً کرنا چاہیے سو نماز مین اولیٰ بحق حنفی وہی ہے جو حق مین اوسکے غیر کے اولیٰ ہے کہ سنت گھر مین پڑھ کر مسجد مین آئے اور طواف کرے اگر کرسکتا ہو ورنہ مسجد مین آکر سنت پڑھے کہ یہ قایم مقام تحیت مسجد کے ہے اور صف نماز شافعیہ سے دور بیٹھے تاکہ اوپر قاطع فضیلت کا نہو جسکو تعلق اتصال صف سے ہے اور ظاہر اطلاقات روایات کا یہ ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ

تفصیل حسن

شافعی کے سنت فجر مین جائز ہے لیکن ظاہر تر یہ ہے کہ خالی کراہت سے نہین ہے کیونکہ یہ سنت اقوی سنن ہے بلکہ اسکو واجب کہا گیا ہے حسن نے ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ اگر بیٹھکر بغیر عذر پڑھیگا تو جائز نہین ہے اور کہا ہے کہ اگر عالم مرجع فتوی ہو تو اوسکو ترک کرنا سائر سنن کا واسطے حاجت مردم کے جائز ہے مگر سنت فجر اسلئے کہ یہ اقوی سنن ہے یعنی قریب وجوب کے ہے اور وہ جو بعض لوگ مدعیان فضیلت و فقہ مین سے یہ کام کرتے ہین کہ اول اقتدا فرض مین ساتھہ شافعی کے کرتے ہین پھر اعادہ اوسکا ساتھہ حنفی کے کرتے ہین اوراونکے گمان مین فعل اولی اور یہ مقام اعلی ہے سو یہ اونکا وہم و غفلت ہے روایت و درایت سے اوسکی کوئی نماز ان دو نمازون مین سے خالی از کراہت نہین ہوتی پہلی نماز اسلئے کہ امام اوسکا مخالف اور غیر مراعی ہے اور معہذا تارک استفسار ہے جسکی فضیلت ثابت ہو چکی ہے اور دوسری نماز اسلئے کہ وہ یا تو اعادہ فرض کا ہے یا بطور نفل کے ہے اور یہ دونون نزدیک حنفیہ کے مکروہ ہین اول کی دلیل حدیث سلیمان بن یسار ہے کہ مین پاس ابن عمر کے بلاط پر گیا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے مینے کہا تم ان لوگون کے ساتھہ نماز نہین پڑھتے کہا مین پڑھ چکا ہون مینے حضرت کو سنا فرماتے تھے لا تصلوا صلاۃ فی یوم مرتین رواہ ابو داؤد والنسائی اور مالک نے موطا مین روایت کیا ہے کہ نافع نے کہا ایک شخص نے ابن عمر سے پوچھا کہ مین گھر مین نماز پڑھتا ہون پھر نماز کو امام کے ساتھہ پاؤن تو کیا اوسکے ساتھہ پھر پڑھ لون کہا ہان یہ دلیل ہے اسبات پر کہ مراد روایت سلیمان بن یسار سے پڑھنا نماز کا بطور فرض کے ہے اور جبکہ پھر اہ جماعت کے پڑھ لی ہے تو اب اعادہ نکرے انتہی اور کچھہ دور نہین ہے کہ اگر مراد نفی سے اعادۂ صلوٰۃ ہو جبکہ وقت مکروہ ہو جیسے نماز صبح و عصر اور مراد جواز ہو جبکہ وقت غیر مکروہ ہو جیسے ظہر و عشاء روایت ابراہیم نخعی اسی کی مؤید ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ بعد نماز کے اوس جیسی نماز نہ پڑھے ابن مسعود نے کہا ہے

لایصلی علی اثر صلوٰۃ مثلہا ابن ہمام نے کہا اسمین نفی ہے قول شافعیہ کی کہ وہ اعادہ
کو مطلقاً مباح کہتے ہین اگرچہ جماعت مین پڑہ چکا ہو یزید بن اسود نے کہا ہے مین حجۃ الوداع
مین ہمراہ حضرت کے حاضر تہا آپ کے ساتھہ نماز صبح کی مسجد خیف مین پڑہی جب حضرت نماز پڑہ کے
دو آدمی دیکہے کہ آخر قوم مین بیٹہے اونہون نے حضرت کے ساتھہ نماز نہین پڑہی حضرت نے فرمایا انکو
بلاؤ مین اون دونون کو بلا لایا اونکے شانے کانپتے تہے فرمایا تمنے ہمارے ساتھہ نماز کیون نہین
پڑہی کہا ہی رسول خدا ہم اپنے رحال مین پڑہ چکے تہے فرمایا تم ایسا نہ کیا کرو جب اپنی رحال
یعنی منازل مین نماز پڑہ چکے ہو پہر تم مسجد جماعت مین آؤ تو ہمراہ اونکے نماز پڑہو فانہا
لکما نافلۃ رواہ الترمذی والنسائی وابوداؤد وقال الترمذی حسن صحیح
ابن ہمام نے کہا مگر نہی نفل سے بعد فرض صبح کے اور عدم مشروعیت نفل کے ساتھہ وتر کی
اور مخالفت امام کی جو ایک رکعت کی زیادتی سے مغرب مین لازم آتی ہے اوسکا اطلاق وسور
عارضی ہے پس ظہر وعشا مین معارض سے سالم رہے تو ان دو وقت مین اوسپر عمل کرنا
چاہئے فقط اور دلیل نماز ثانی کی ادا کرنا نافلہ کا ہے اوقات مکروہہ مین اور یہ مشہور وغیر محصور
ہے رہا یہ قول بعض کا کہ ہم فرض ہمراہ شافعی کے پڑہتے ہین اور یہ نماز کراہت کے ساتھہ ادا ہوتی
ہے پہر ہم اوسکا اعادہ کر لیتے ہین یہ قول فقہ سے بہت دور ہے اسلئے کہ اونہون نے یون
کہا ہے کہ جو نماز بروجہ کراہت ادا کیجائے اوسکو غیر وجہ کراہت پر اعادہ کرے اور اعادہ کرنا
وقت کراہت کے اشد تر ہے ہر کراہت سے حالانکہ مراد اونکی یہ ہے کہ جس شخص سے وقوع کراہت
کا بغیر اختیار کے ہو جائے وہ واسطے جبر انکسار کے اعادہ کرے یہ معنی نہین ہین کہ ہمارا کراہت
کو اختیار کرے پہر واسطے دفع ملالت کے اوسکا اعادہ کرے کہ یہ تو ویسی بات ہوئی جیسے کوئی
اپنا بدن یا کپڑا نجاست مین بہر لے بعدہ اوسکے پاک کرنے مین مشغول ہو اور اقل مراتب

کراہت یہ ہے کہ ترک کرنا اوسکا فعل سے اولیٰ تر ہے الحاصل شروع کرنا نماز مین ہمراہ احتمال فساد
وکراہت کے بنایت قبیح ہے کیونکہ اسمین عرض کرنا ہے عمل کا بطلان یا نقصان پر اسلئے اس
زمانے مین اوس سے احتراز کرنا متعین ہے خصوصًا ارباب علم واصحاب شان کو رہی نماز ظہر سو
اولیٰ حق مین حنفی کے یہ ہے کہ سنت موکدہ کو تنہا جداگانہ پڑہے پھر شافعی کا نفلًا مقتدی بنے
تاکہ عہدۂ کراہت سے خارج ہوکر مدرک فضیلت جماعت ہوجائے حدیث اذا صلی احدکم
فی رحلہ ثم ادرک الامام فلیصل فانھا لہ نافلۃ رواہ ابوداؤد والحاکم والبیھقی
فی السنن عن یزید بن الاسود اسی طرف مشیر ہے اور اگر اسپر اقتصار کرے کہ پیچھے نماز
فرض شافعی کے اقتدا سنت کی کرے تو یہ ایک وجہ وجیہ ہے اسی طرح یہ بھی مستحسن ہے کہ پیچھے
شافعی کے اقتدا فرض کی کرے پھر پیچھے حنفی کے اقتدا نفل کی کرے رہی یہ بات کہ شافعی کے ساتھ
فرض پڑہ کر مکتفی ہوجائے تو اسمین ہرگز کوئی فضیلت نہین ہے اگرچہ بعض علماء حنفیہ نے
اسپر عمل کیا ہے اسلئے کہ اسوقت کے علماء کے افعال کا کچھ اعتبار نہین ہے خصوصًا کہ اس
صورت مین جمہور اہل علم برخلاف اوسکے ہین اور اگر کوئی اقتدا حنفی پر اکتفا کرے تو یہ کچھ
اوسکے حق مین مکروہ نہین ہے اور یہ حدیث محجن بن الادرع کے رفعًا کہ اذا اجئت فصل
مع الناس وان کنت قد صلیت رواہ مالک والشافعی والنسائی وابن
حبان سو اسکے یہ معنی ہین کہ امام کے ساتھ نفل پڑہ اگرچہ تو نے فرض کو تنہا پڑہ لیا ہو یہ اسلئے
ہے کہ مشابہ منافقین ومبتدعین کے نہ بنے ترک جماعت مین جیسکہ مدار اہل سنت ہے اور
روایت طبرانی مین محجن سے رفعًا آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ما منعک ان تصلی مع الناس
الست برجل مسلم اذا اجئت فصل مع الجماعۃ وان کنت قد صلیت یہ سب
اوس جگہہ ہے کہ جہان ایک ہی جماعت ہوتی ہے اور اگر جماعات متعدد ہون اور پہلی و دوسری

جماعت کے ساتھہ نماز پڑھ چکا ہے تو پھر اوس سے ملامت مرفوع اور نہ بہت مدفوع ہے بالکل
اب باقی رہی نماز جمعہ سو اوس سے پہلے سنت پڑھنا مستحسن ہے بلکہ قریب نافلہ کے ہے اسمین
اقتدا شافعیہ کی کرلے پھر فرض حنفی کے ساتھہ پڑھے اور اسکا عکس اسجگہ متعذر ہے کیونکہ نزدیک
حنفیہ کے وقت کراہت کا آجاتا ہے اور وہ جو بعض علماء ہمارے اولاً فرض مین اقتدا شافعی
کی کرلیتے تھے سو محمول ہے جواز پر نہ یہ کہ افضل ہو جسطرح کہ بعض نے توہم کیا ہے اور یہ
نے موافقت اونکی نہ کی بلکہ اونکے عمل کو مکروہ جانا اور اس عمل سے اونکے نقصان علم پر
استدلال کیا یا وقوع پر کسی ضرورت کے حق مین اونکے حمل کیا یا تعین جواز پر واسطے غیر کے
اور مثل اسکے جس سے حسن ظن واجب ہو مجھسے کہتے ہین پینے ظہر یا عصر اپنے گھر مین پڑھی پھر
حضرت کے پاس آیا اور بیٹھا تھا مین اقامت نماز کی ہوئی حضرت نے نماز پڑھی اور مینے نہ پڑھی
پھر نماز پڑھکر مجھسے فرمایا الست مسلما کیا تو مسلمان نہین ہے مین نے کہا ہان فرمایا فما بالك لم
تصل مینے عرض کیا ان صلیت فی رحلی فرمایا اذا اقیمت الصلوٰۃ فصل مع
الناس وان کنت قد صلیت رواہ عبد الرزاق سو محمول ہے اتقدم پر اور ظاہر
یہ ہے کہ شک طرف غیر کے ہے اور اگر خود مجھکو شک ہے اور نماز عصر ہی اونسے ثابت ہوئی
ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ شاید یہ بات قبل ورود نہی کے نوافل سے بعد عصر کے ہوگی رہی نماز
مغرب کی سو یہ بات متعین ہے کہ فرض نماز ہمراہ حنفی کے پڑھے اور اقتدا بالشافعی کرنے سے
بعد اوسکے مطلقاً ممتنع رہے اگر نیت فرض کی ہے تو بسبب کراہت اعادہ کے اور اگر نیت نفل
کی ہے تو قاضی خان نے شرح جامع مین تصریح کی ہے تحریم نفل کی ساتھہ تین رکعت کے نماز مغرب
مین اسی طرح تحریم مخالفت امام کی اگرچہ چوتھی رکعت کو ملائے اور جسنے یہ کہا کہ ہم مذہب شافعی
کے مقلد ہین اور ثانیاً اقتدا کرتے ہین کیونکہ اونکے نزدیک اعادہ مین کراہت نہین ہے اس مسکین

سنے یہ نہ جانا کہ جب اونکی تقلید کی اور جمیع شرائط نماز شافعیہ کی رعایت نہ کہی اور معتقد اونکے
وجوب نوافل کا نہوا تو اسکی نماز ہی صحیح نہوئی تو یہ لوگ اسجگہ مثل مذبذبین بین ذٰلک لا الی
ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء ہوئے لیکن جب مسجد مین بعد فراغ امام حنفیہ کے داخل ہوا اور نماز
شافعیہ کی اقامت ہووے تو اونکا مقتدی بنجائے تنہا نماز نہ پڑہے اسلئے کہ جس حنفی
یا شافعی نے یہ کہا ہے کہ انفراد افضل ہے نماز سے پیچھے مخالف کے اوسکا قول ساقط الاعتبار
ہے نزدیک جمیع علماء ابرار کے بلکہ معارض کتاب وسنت وآثار ہے رہی نماز عشا سو سنت
ماقبل مستحب ہے اسمین اقتدا شافعی کی بہ نیت سنت یا نافلہ کی کرلے یا مطلق نیت تاکہ فضیلت
جماعت کی پالے پہر نماز فرض ہمراہ حنفی کے پڑہی اس مقام مین حدیث معاذ سے استیناس
ہوسکتا ہے کہ وہ پیچھے حضرت کے نماز پڑہتے تھے پہر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے اس کو
علماء حنفیہ نے جیسے زیلعی شارح کنز وغیرہ ہین حمل کیا ہے اس بات پر کہ وہ نماز اونکی ہمراہ
حضرت کے نافلہ تھی اور ہمراہ قوم کے فریضہ وہ اسطرح پر فضیلت نماز کو خلف النبی صلعم اور
فضیلت جماعت کو ہمراہ قوم کے جمع کرتے تھے پس مراد اس قول آنحضرت سے کہ اذا اقیمت
الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ نہی ہے انفراد وفوت فضیلت جماعت سے اور یہ تاویل اس
حدیث کی کہ نماز معاذ کو پیچھے حضرت کے حنفیہ نے نافلہ پر حمل کیا ہے اولیٰ تر ہے تاویل غیر سے
جو یہ کہتے ہین کہ معاذ ہمراہ حضرت کے نماز فرض پڑہتے تھے اور ہمراہ قوم کے نماز نفل ادا کرتے
اور اس تاویل ثانی کی بنیاد پر استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ اقتدا مفترض کی ساتھہ متنفل کے
جائز ہے حالانکہ ہمراہ احتمال کے استدلال صحیح نہین ہوتا ہے پہر حمل کرنا فعل صحابی کا متفق
علیہ پر اولیٰ ہے حمل کرنیسے مختلف فیہ پر انتہی تقریر القادری رح مین کہتا ہون یہ ساری
تقریر بیکار ہے حاصل اسکا یہی ہوتا ہے کہ حنفی پیچھے شافعی کے نماز پنجگانہ فرض مین اقتدا

نکرے سو یہ بات کسی دلیل صاف وصحیح سے ثابت نہین ہوتی ہے مگر آثار رجال سے اور راجح
یہی ہے کہ معاذ نماز فرض کی پیچھے حضرت کے پڑھتے تھے اور اپنی قوم کو نفلاً امامت کرتے تھے اور
جو جوابات علی قاری نے قول مخالف کے دئے ہین اور اخبار کی تاویل کی ہے اوسکا جواب
کتب فقہ سنت مین بحوالۂ احادیث صحیحہ موجود ہے جیسے نیل ومسک الختام وغیرہ اس جگہ
اگر ہر فصل پر بحث کیجائیگی تو احزاب کے اجزاء مستغرق ہوجائینگے اسلئے حوالہ پر اکتفا کیا گیا

ف اسکے بعد ملا علی قاری نے کہا ہے کہ خلاصۂ رسالہ ونزبدۂ مقالہ یہ ہے کہ اقتدا ساتھہ شافعی
کے جبکہ اوس سے کوئی عمل منافی نماز کے بغیر کراہت کے یقیناً معلوم نہو تو بالاجماع جائز ہے اور
افضل یہی ہے کہ اقتدا ساتھہ موافق کے کرے خواہ متاخر ہو یا متقدم اسی کو عامۂ مسلمین نے
مستحسن کہا ہے اور جمہور مومنین نے اوسپر عمل کیا ہے حرمین وقدس ومصر وشام وغیرہا
مین اور انمین جو کوئی شاذ ومنفرد ہوا ہے اوسکا اعتبار نہین اور حضرت نے حدیث ابن عمر مین
فرمایا ہے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ
شذ الی النار رواہ الترمذی سو اختلاف علما وامت کا رحمت ہے نہ جہالت بخلاف اسم
سالفہ کہ اونکا اختلاف ضلالت پر تھا اور معنی اس آیت کے ولا یزالون مختلفین یہ ہین کہ
مراد وہ اختلاف ہے جو کہ موجب نقمت ہو الا من رحم ربک یعنی من ھدہ الامۃ
کیونکہ اس امت کا اختلاف رحمت ہے اور اوسپر مزید نعمت ترتب ہے کوئی شخص اس امت کا
ارادہ نماز کا اول وقت مین کرتا ہے اور کوئی ارادہ اوسکا افضل ساعات مین رکھتا ہے
اور کوئی حاضر ہوتا ہے تو وہ امام اول کے ساتھہ نماز پڑھ لیتا ہے اور کوئی غائب ہوتا ہے وہ
دوسرے امام کی اقتدا کرتا ہے اسطرح پر ہر ایک ثواب جماعت کا پالیتا ہے پھر کبھی اقتدا امام متقدم کو راجح جانکر تقدیم
کرتا ہے اور کبھی اقتدا امام متاخر کو اولی سمجھکر تاخیر کرتا ہے غرضکہ ہر ایک ثواب ہے اپنے قصد پر فقد بروی کثرۃ التعصب

جواز اقتدا الشافعی

وقلة التادب فان الائمة المجتهدين كلهم على سبق قدم فى الدين واتهم
عمدة اهل السنة والجماعة والكل مستمسكون بالكتاب والسنة
والصواب والخطا منهم فى حقهم غير مقطوع بالنسبة الى احدهم فرضى الله
عنهم وعن اتباعهم واشياعهم الى يوم الدين انتهى الرسالة مين كهتا هون يه بات
بى شبه مسلم الثبوت هے كه ائمه اربعه مجتهدين اور اونكے اقران واشال سباق غايات دين وخلاق
مراتب شرع مبين تهے اور سب كا قصد يهى تمسك كرنا تها ساته كتاب وسنت كے لكن معذالبشر تهے
اور مجتهد مخطى ومصيب هوتا هے اور الله نے انبيا عليهم السلام مين بعض كو بعض پر فضيلت دى
هے پهر علماء امت ومجتهدين ملت وآحاد اهل اسلام كا كيا ذكر هے پهر ان مجتهدين مين كوئى اعلم بحديث
تها اور كوئى قليل العلم بالحديث اور كوئى مفضول تها اور كوئى فاضل اور هر ايك مجتهد سے اوسكے
اجتهاد مين خطا هو گئى هے يا اوسنے كسى جانب ضعيف كو اختيار كيا هے يه بات كتب فقه مذاهب
اربعه وغيرهم سے بخوبى وقت عرض فروع كے اصول پر ثابت هے اور يه بات متفق عليه اهل علم
هے كه سوا رسول خدا صلى الله عليه وسلم كے كوئى واجب الاتباع مفترض الطاعة نهين هے اس بنا پر
پر اولى وافضل حق مين هر مسلمان كے يهى هے كه هر مسئله مين خواه تعلق اوسكا عقائد سے هو يا
عبادات سے يا معاملات سے اتباع سنت كو مقدم ركهے يه تقريرات فتاواى فقه جسكى بنياد راى محض
وقياس مجرد پر هے كچهه چيز نهين هين معهذا باهم انكے باوجود اتحاد مذهب كے ايسا اختلاف كثير
هے جسكا حصر نهين هوسكتا يهى تقرير ملا على قارى كى دليل هے كثرت اختلاف وتعصب
پر مسئله واحده مين ايك مذهب والون كے اندر پهر اهل مذاهب كا كيا ذكر هے ان مسائل
مين اگر ملا صاحب تجريد نظر طرف اصول مسائل كے كرتے تو اتنا كهكر اونكو خاموش هوجانا منا
تها كه بلا تخصيص حرم شريف مكے كے هر مسلمان هر شهر مين هر وقت كى نماز پهراه جماعت كے پيچهے

امام حاضر ہر مذہب کے مذاہب اہلسنت مین سے جنمین مقلدین ائمۂ اربعہ اور ظاہریہ اور سارے
اہل حدیث داخل ہین بلا کراہت پڑہ سکتا ہے گو وہ امام اپنے مذہب کے موافق نیت کرے
اور اس مقتدی کی نیت اپنے طریقہ پر ہو اور پہر اعادہ اوس نماز کا اپنے گہر یا کسی مسجد دیگر یا
اوسی مسجد مین کچہہ ضرور نہین ہے یہ بات ہمنے اسجگہ اسلئے کہی ہے کہ رفع اختلاف اس امت سے
ناممکن الحصول ہوگیا ہے بلکہ بیان اختلاف کا ذکر کرنا فضول ہے کاش باوجود اس اختلاف
کے تعصب نہوتا تو یہی غنیمت تہا لکن اب یہ اختلاف فروع منجر بتکفیر یکدیگر ہوتا ہے اور غربت
وبہالت نے ہر طرف سے محاصرہ حصن اسلام کا کرلیا ہے نہ علماء باللہ باقی رہے اور نہ اہل اللباب
تو وہ لوگ رہ گئے ہین جنکا علم بہی خلاف وجدل ہے اور مفاخرت ومباہات کرنا اہل عصر پر
سو وہ بہی براہ ناصواب طریقۂ انصاف اور تفقہ وتدین فی الحال عبارت اس سے ہی کہ ہر کتابخوان
اگرچہ کم علم ہو بلکہ کسی طرح کی بہی بصر وبصیرت نرکہتا ہو اور مقلد بحث ہو وہ محقق پر رد لکہے
اگرچہ ایسا مناظرہ بسبب عدم مساوات منزلت ذی لقین کے سرے ہی سے صحیح نہین ہے کیونکہ
کلام مقلد کا محقق پر حجت نہین ہوسکتا ہے بخلاف کلام محقق کے کہ وہ ہر مقلد پر حجت ہے اسلئے
کہ استدلال محقق کا روایت سے ہوتا ہے نہ رای بحت سے اور روایت حدیث اور درایت کتاب ہر مسلمان
پر حجت اور واجب القبول ہے اور رد کرنا اوسکا بعد ظہور حجت کے خوف کفر کا دلاتا ہے بحسب اختلاف
اقوال واحوال راد ملا علی قاری نے باوجود جمود وتقلید مذہب حنفی کے بہت جگہہ کام تحقیقات
سے بہی لیا ہے اللہ اونپر رحمت کرے لکن اس رسالہ مین بالکل حنفی جامد ہوگئے اور نماز سی
چیز کے بیان مین وہ عبارات فقہ نقل کئے ہین جو کہ آرار مجردۂ رجال ہین اور جنکو محل استدلال
وترجیح مین کچہہ دخل نہتا سو یہی حال ہر مقلد مذہب کا بابت اپنے طریقہ کے ہوتا ہے کہ تعصب
مذہب اوسکو انوار اتباع محض سنت مطہرہ سے ضرور ہی روکدیتا ہے اور اگر وہ کسی جگہہ عمل

بالسنت کا فاعل یا قائل یا مائل ہوتا ہے تو وہ بھی بہ تبعیت مذہب کے اوسکے امام نے اوس فعل کو
سنت کہا ہے یا اوسکے فقہاء مذہب نے مسنون بتایا ہے اسلئے وہ بھی مان گیا نہ اسلئے کہ مذہب سے
قطع نظر کرکے بوجہ وُرُود حدیث صحیح یا حسن اوسکو قبول کیا ہے سو ایسی صورت مین وہ باوجود
عمل کے متبع سنت نہین ٹھیرتا ہے اور نہ مستحق اجر عمل بالسنہ کا ہوتا ہے اگر اوسی کام کو یہ سمجھکر
کہ ارشاد عالیجناب سید المرسلین خاتم النبیین ہے بجالاتا تو کیسا کچھ رتبہ واجر و ثواب کا مستحق
ہوتا خصوصًا اس زمان مین کہ ہر طرف امت مین فساد برپا ہے ایک سنت پر عمل کرنیسے سو شہید
کا اجر ملتا ہے لکن خاص و عام اس عصر کے کچھ قدر اس نعمت عظمیٰ کی نہین پہچانتے یہ وصف
عدم اختلاف اقوال و مسائل کا اسی طریقۂ اتباع سنت مین منحصر ہے لاغیر مذاہب اہل حدیث کو
دیکھو ماشاء اللہ کہین ہزارواں حصہ اس اختلاف فقہاء کا اونکے کلام مین نہین ہے کتب فقہ
سنت کو کتب فتاوا ہی فقہ رائی سے ملاؤ زمین آسمان کا تفاوت ہوگا قرآن تمام جہان
مین ایک ہے اور کتب احادیث صحیحہ معدود ہین انہین پر دار مدار اسلام و صحت ایمان کا ہے
بخلاف کتب فروع کہ اونکا شمار حصر حاصر سے باہر ہے یہ بات کچھ بہ نسبت مجموع کتب مذاہب
اربعہ کے نہین کہی گئی ہے بلکہ ہر چہار مذاہب مین سے جس مذہب کو دیکھوگے ہزارہا کتب پاؤ
گے پھر ہر کتاب کے مسائل دوسری کتاب سے بعض بلکہ اکثر جگہہ مخالف ہونگے روایات و اقوال
کا اختلاف موجود ہوگا پھر ایسے فقہاء جو اوس اختلاف مین تنقیح کرسکین ایک مشت بھر ہی
نہین ملینگے اور جو لوگ فی الجملہ ترجیح و تنقید کیا کرتے ہین اونمین بھی یہ بات موجود ہے کہ بعض
بوجہ قلت علم کے قول ضعیف کے طرفدار ہوکر اوسکو راجح بنانا چاہتے ہین اور بعض دیدہ و
دانستہ فرع کو اصل صحیح پر تقدیم دیتے ہین عیاذا باللہ من ھذہ الجراءۃ غرضکہ
یہ سارے زلازل و قلاقل اسی عرصات آثار رجال مین ہوچکے ہین اور ہوتے رہتے ہین

اور تا قیامت ہوا کرینگے ولذلك خلقهم فقط ایک گروہ اہل حدیث کا ایسا ہے کہ باہم ایک نہ
یہ کچھ زیادہ خلاف ہے اور نہ مخالفت اور اگر ظاہر حال مین فی الحال کسی جگہ باہم اختلاف معلوم
ہوتا ہے تو وہ اس جہت سے کہ علماء حدیث کو کلام محققین اہل حدیث پر عبور نہیں ہے اور جاہل
لوگ باوجود قلت درایت کے اوسمین دخل دینے لگے ہین اور آپ کو مولوی و مشائخ سمجھتے
ہیں واللہ الھادی ۔

مسئلہ نماز جنازہ در مسجد نماز جنازہ مسجد الحرام مین بغیر کراہت تخصیص اس مقام کے
جائز ہے نہ مکروہ بلکہ اولیٰ یہی ہے کہ مسجد الحرام ہی مین نماز جنازہ کی پڑھے اسلئے کہ کوئی دلیل
منافی اس جواز کی نہین ہے بلکہ خود دلیل اس جواز کو معاضد و مقوی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ
نے اس مسجد کو اول عبادت خانہ مردم بنایا ہے اور ابراہیم خلیل و اسمعیل جلیل علیہما السلام
کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے اس بیت شریف کو مطہر کرین پھر اس گھر کو اپنی طرف اضافت
کیا اور واسطے طائفین و عاکفین و راکعین و ساجدین کے مقرر فرمایا اور ایک آیت مین والقائمین
والرکع السجود آیا ہے اور اس جمع عبادات مین اسبات کا اشعار ہے کہ یہ مسجد واسطے جمیع
مراتب شہود کے وضع کی گئی ہے ایک دلیل اسپر یہ بھی ہے کہ حضرت کے زمانہ مبارک سے اس
ہمارے زمانہ تک سب لوگ صحابہ کرام و تابعین عظام و سائر علماء اعلام سے نماز جنازہ کی اس
مقام مین پڑھا کئے اور یہ بات منقول نہین ہے کہ وہان خاص کوئی مسجد واسطے اس کام کے
بنائی گئی تھی اور ابن مسعود سے وقفاً و رفعاً ثابت کیا ہے کہ ما رأه المومنون حسنا
فهو عند الله حسن اور روایت طویل ابن عساکر مین آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا انتقال
ہوا تو اونکو غسل و کفن و حنوط کر کے کعبہ مین لائے یہان جبریل علیہ السلام نے اونپر نماز جنازہ
کی پڑھی اور چار تکبیرین کہین اور متصل قبلہ کے نزدیک قبور کے جنازہ رکھا پھر مسجد خیف مین

نماز جنازہ در مسجد

دفن کیا کذا فی الدر المنثور للسیوطی یہ حمل الی الکعبہ محتمل ہے کہ داخل کعبہ تہا یا خارج کعبہ لکن متصل قبلہ کے رکنا اسی پر دلالت کرتا ہے کہ خارج کعبہ تہا اور قبور سے مراد وہ قبور ہین جو بعد آدم کے حادث ہوئے جیسے قبور انبیا علیہم السلام اور اخر حطیم مین درمیان حجر اسود و مقام ورزم کے اس سے یہہ مستفاد ہوا کہ نماز جنازہ کی پاس باب کعبہ کے سامنے قبور کے پڑہی گئی اہل حرم محترم اسی پر ہین اور چونکہ یہ مسجد معظم و مشہد مکرم قبلہ تمام اہل عالم ہے اسلئے مناسب بھی یہی ہے کہ واسطے جمیع عبادات بنی آدم کے موضوع ہو کیا نماز جماعت اور کیا جمعہ و عیدین وخسوف وکسوف واستسقا و جنازہ وغیرہا جسطرح کہ کریمہ انما یعمر مساجد اللہ بصیغہ جمع اس طرف مشیر ہے کیونکہ مراد مساجد سے اسجگہ مسجد الحرام ہے جسکو اللہ نے سائر احکام مین واسطے لوگون کے یکسان رکہا ہے اور یہ کچہہ منافی اوس نکتہ جمع کی نہین ہے کہ یہ مسجد قبلۂ مساجد ہی اور ہر جہت اسکی ایک مسجد ہے یا ہر جزو اسکا ایک مشہد ہے یا یہ اکبر مساجد ہے وضعاً و شرعاً لذا صیغہ جمع کا بولا ہے تعظیماً و شرفاً رہی مسجد مدینہ سکینہ سو اسمین شک نہین ہے کہ وہ اصل مین موضوع ہے واسطے جمعہ و جماعت کے نہ کسی اور کام کے لئے اس دلیل سے کہ حضرت نماز عید کی مصلے مین پڑہتے تہے اور نماز جنازہ کی محل موضوع للجنائز مین پڑہتے تہے مگر نادراً اور یہ کسی عذر سے پڑہنا تہا یا واسطے بیان جواز کے پس دلیل ہے اس بات پر کہ نماز جنازہ غیر مسجد مدینہ مین و دیگر مساجد مین افضل ہے علی قاری کہتے ہین یہ مسئلہ ہمارے ائمہ حنفیہ کے نزدیک ہے برخلاف علماء شافعیہ کہ اونہون نے عکس القضیہ کیا ہے ہم یہ بات نہین کہتے کہ اتساع مسجد سبب جواز کا ہے تاکہ ہم پر مسجد اقصیٰ و نحوہ کا ایراد آئے حالانکہ ہم دیکہتے ہین کہ اوسمین سب نمازین عیدین و جنازہ وغیرہا کی پڑہی جاتی ہین اور یہ دونون مسجدین منجملہ بناء الٰہی کے ہین جسطرح کہ صحیحین مین آیا ہے اس صورت مین قول بعض متفقہین کا کہ یہ بات کہان سے ثابت

ہے کہ مسجد الحرام واسطے جمیع صلوات کے بنائی گئی ہے بے معنی ہے کیونکہ اصل ہر شئی میں
اطلاق ہے یہانتک کہ کوئی دلیل خصوصیت کی ثابت ہو ہاں کمالی ہر دو مسجد کی بعد حضرت
کے حادث ہوئی ہے اور کاملت ہونا اس مقام میں صحیح نہیں ہے اور تحقیق مسجد مدینہ میں بھی
یہی ہے کہ وہ بھی واسطے سب نمازوں کے بنائی گئی ہے ولہذا احیاناً اوسمیں پڑھنا نماز جنازہ
کا ثابت ہے اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے اوسمیں نماز عید کی عذر مطر سے پڑھی تھی اور اگر نکلنا
حضرت کا اکثر اوقات میں واسطے جنازہ وعیدین کے ثابت نہوتا تو ہم بھی کہتے کہ ادا کرنا ان دونوں
نمازوں کا مسجد شریف میں افضل ہے حاصل یہ ہے کہ سعت کا اعتبار نہیں ہے جسطرح کہ
بعض شافعیہ نے کہا ہے اسلئے کہ جب مسجد اہل جمعہ کو جو کہ نماز فرض ہے اور لوگ بھی اوسمیں
زیادہ ہوتے ہیں گنجایش کرتی ہے تو سوا جنازہ کے لئے بالاولی گنجائش کریگی تواب واسطے
نکلنے کے مسجد سے سوا اس علت کے ایک اور علت چاہئے بعض اشخاص متفقہ نے اطلاقات
عبارات اصحاب سے تعلق کیا ہے سو یہ نہایت غریب ہے کیونکہ یہ شان اہل تقلید کی ہے نہ
اہل تحقیق و تائید کی موید اس مذہب حنفیہ کی یہ حدیث صحیح مسلم ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص
کا انتقال ہوا تو عائشہ نے کہا اونکو مسجد میں لاؤ کہ میں اونپر نماز پڑھوں لوگوں نے اسبات پر انکار
کیا عائشہ نے کہا واللہ حضرت نے نماز جنازہ کی ہر دو پسر بیضاء سہیل اور اوسکے بھائی پر مسجد
میں پڑھی تھی اور جبکہ انکار صحابہ و تابعین پر عائشہ نے کوئی عذر اپنے اور حضرت کے فعل کا ذکر
نکیا تو یہ دلیل ہوئی جواز پر اور انکار بعض کا عائشہ پر محمول ٹھیرا ترک افضل پر فتدبر و تامل
دوسری دلیل جواز پر بغیر کراہت کے حدیث عائشہ ہے نزدیک بیہقی کے کہ دفن کئے گئے ابوبکر
شب سہ شنبہ کو اور نماز پڑھی گئی اونپر مسجد میں اور موطا میں نافع عن ابن عمر سے آیا ہے کہ نماز
پڑھی گئی عمر پر مسجد میں اور مسند عبد الرزاق میں آیا ہے کہ عروہ نے کچھ لوگوں کو مسجد سے

واسطے نماز جنازہ کے باہر آتے دیکھکر کہا یہ لوگ کیا کرتے ہین واللہ نہین پڑہی گئی نماز میرے باپ
پر مگر مسجد مین یہ سب روایات دلیل ہین جواز پر اور یہ کچھ منافی اسکی نہین ہے کہ خارج مسجد پڑہنا اوسکا
افضل اور ثواب مین اکمل ہو اور اس حدیث ابو ہریرہ مین کہ من صلی علی میت فی المسجد
فلا اجر لہ رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجۃ والطحاوی اسناداً کلام ہے اور متن
اسکا مضطرب ہے ایک روایت مین فلا شی لہ آیا ہے اور دوسری روایت مین فلا شئ علیہ
بلکہ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ روایت فلا اجر لہ خطا فاحش ہے اور صحیح فلا شی لہ ہے اور عنایہ
سروجی مین کہا ہے کہ لفظ لا اجر لہ کتب حدیث مین نہین آیا ہے انتہی اور ابن العربی نے
مشکلات ہدایہ مین کہا ہے کہ روایت صحیحہ مین فلا شی لہ ہے مین کہتا ہون کہ اس تقدیر پر
کہ یہ حدیث ثابت ہو یہی محمول ہوگی نفی اجر کامل پر کہ جو بات فاضل تھی وہ ترک کردے
حالانکہ سلب اجر کا واسطے ثبوت استحقاق وزر کے مستلزم نہین ہے کیونکہ فلا شئ علیہ سے استفادۂ اباحت
کا کرنا جائز ہے یا یہ معنی کہ اوسکو کوئی فضیلت نہین ہے پس یہ کہنا کہ پڑہنا نماز جنازہ کا مسجد
مین مکروہ تحریمی ہے بی وجہ ہے غایت الامر یہ ہے کہ مفید کراہت تنزیہ ہو کیونکہ یہ نہ کوئی نہی
غیر مصروف ہے اور نہ کوئی فعل مقرون بوعید ہے جسطرح کہ ابن ہمام نے تحقیق کیا ہے
اسکی تائید یہ بھی ہے کہ صیام شنبہ کے حق مین آیا ہے لا لک ولا علیک حالانکہ کوئی عالم
اس دن کی روزی کی کراہت وحرمت کا قائل نہین ہے بلکہ یہ محمول ہے خلاف افضل پر
فتامل اس صورت مین قول خلاصہ کا کہ یہ نماز مکروہ ہے خواہ مردہ وقوم مسجد مین ہو یا مردہ
مسجد سے باہر اور امام وقوم مسجد مین یا امام مع بعض قوم مسجد مین ہو اور باقی قوم مسجد مین یا مردہ
مسجد مین اور امام وقوم خارج مسجد انتہی محمول ہے کراہت تنزیہ پر اور یہ قول اوسکا فتاوی
صغری مین کہ ھو المختار لما اوردہ النسفی مشیر ہے طرف اسکے کہ یہ اختیار بعض کا برخلاف

مختار نسفی کے ہے کیونکہ نسفی اور تابعین اونکے مطلقاً قائل کراہت کے نہین ہین بلکہ اباحہ اوسکو وارکہتے ہین جسطرح کہ ابو یوسف سے مروی ہے اور وہ جو ابن ہمام نے بہ تبعیت بعض اعلام کہا ہے کہ یہ اطلاق کراہت کا اس بنیاد پر ہے کہ بناء مسجد کی واسطے نماز فرض وتوابع نماز کے ہے جیسے نوافل وذکر وتدریس علم ونحوہا سو یہ قول تحقیق مقام سے خارج ہے کیونکہ جب نوافل اسمین جائز ہوئی تو فرض کفایہ بالاولی جائز ہوگا اور جب ذکر وتدریس کہ داخل مفہوم نماز نہین ہین جائز ٹھیری تو جسپر اطلاق اسم نماز کا فی الجملہ جائز ہے وہ بالاولی جائز ہوگا جیسے کہ ظاہر کریمہ وصل علیہم ان صلاتك سكن لهم ہے ولقولہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منهم مات ابدا پھر حصر کرنا اس چیز مین جو واسطے نماز فرض کے بنائی گئی الخ شرع سے مستفاد نہین ہے بلکہ علماء فرع سے ماخوذ ہے اور وارد یہ ہے کہ ایک شخص مسجد مین کچھ ڈھونڈھتا تھا اور کہتا تھا من دعا الی الجمل الاحمر حضرت نے فرمایا لا وجدت انما بنیت المساجد لما بنیت لہ یعنی مسجد تو واسطے نماز وذکر وقرات ودعا وامثال ذلک کے بنائی گئی ہے نہ کسی گم شدہ چیز کی جستجو کے لئے دوسری روایت مین یون ہے کہ ان المساجد لم تبن لهذا ای لهذا ونحوہ اس جگہ علت بنا کی خود طرف صاحب شریعت کے وارد ہوئی ہے تاکہ امت جہت منع کو طریق سنت سنیہ سے معلوم کرلے پھر کہا ہے کہ اس منع مین ہر وہ امر داخل ہے جسکے لئے بنا مسجد کی نہین ہوئی ہے جیسے بیع وشرا وکلام دنیا واشغال دنیا وخیاطت وکتابت باجرت وتعلیم اولاد ونحوہا ایسی ہی وہ چیز جو نمازی کو مشغول کردے اور تشویش مین ڈالے یہانتک کہ ہمارے بعض علماء نے کہا ہے کہ چلا کر بولنا اگرچہ ساتھہ ذکر کے ہو مسجد مین حرام ہے ف اور بعض سلف صدقہ کرتے تھے سائل پر جو کہ مسجد مین متعرض سوال ہوتا ہے منع کرتے تھے بلکہ بعض نے کہا ہے کہ دینا سائل متعرض کا جو کہ چلاتا ہے یا الحاح ومبالغہ کرتا ہے یا صف سے متجاوز ہوتا ہے یا لوگون کی گردن پھاند

ف اور بعض سلف صدقہ کرتے تھے الخ

پاؤن رکھتا ہے یا سوال خطبہ مین سوال کرتا ہے حرام ہے بلکہ خلف بن ایوب نے کہا ہے اگر مین قاضی ہوتا تو ایسے شخص کی جو کہ ایسے سائل کو صدقہ دیتا ہے گواہی قبول نکرتا اور اسمعیل مستملی نے کہا ہے کہ ھذا فلس واحد یحتاج الی سبعین فلسا للکفارۃ یعنی یہ ایک ایسا پیسہ ہے کہ جسکے کفارہ کے لئے ستر پیسے اور درکار ہین جس شخص نے نماز جنازہ کو ذیل مین ان اشیاء کے درج کیا ہے اور مکروہ یا حرام کہا ہے اور اوسکو امور مباحہ مجوزہ مین داخل نہین رکھا وہ بہت دور گیا پھر منجملہ منکرات کے ایک بیٹھنا ہے فقراء کا دیوار کعبہ سے ملکر اور طائفین کو تنگ کرنا اور جماعت داعین وذاکرین کو تشویش مین ڈالنا اور اس اثم مین وہ شخص بھی شریک ہے جو انکے ساتھ احسان کرتا ہے یا اولی الامر ہو کر ان لوگون کو اوسجگہ سے نکال نہین دیتا جیسے مشائخ حرم ودیگر اہل قدرت ابن ہمام نے کہا ہے نفس نماز ایک سبب موضوع ہے واسطے ثواب کے پس سلب ثواب کا ہمراہ نماز کے نہوگا مگر باعتبار اقتران اثم بمقام ثواب مذکور اور اسمین نظر ہے انتہی شاید نظر یہ ہو کہ ثواب ہمراہ ادا نماز کے بروجہ تحریم محض مجتمع ہوتا ہے جسطرح کہ زمین کو غصب کرکے تو اجتماع ثواب کا ہمراہ کراہت تنزیہ یا تحریمیہ کے بالاولی ہوگا بخلاف شافعیہ کے جو کہ قائل عدم اجتماع ثواب کے ہمراہ کراہت کے ہین یہانتک کہ اونھون نے کہا ہے کہ جسنے صف کو قطع کیا اوس کو ثواب جماعت کا نہین ہوتا ہے ہمارے بعض فقہاء کہتے ہین کہ کراہت نہین ہے جبکہ میت خارج مسجد ہو اسلئے کہ احتمال ہے کہ یہ کراہت بسبب تلویث کے ہو وھذا واضح جدا اور شاید یہی وجہ اسکی ہو کہ حضرت نے غالب ایام مین ادا کرنا نماز جنازہ کا خارج مسجد اختیار کیا تھا اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ نماز جنازہ کی مسجد مین مکروہ تنزیہی ہے بسبب احتمال تلویث کے اور یہ احتمال حد کراہت تحریمی تک نہین پہنچتا ہے کیونکہ یہ احتمال اصحاب اعذار وغیرہم مین حتی کہ اہل نعال مین بھی واقع ہے حالانکہ کسیسنے یہ نہین کہا ہے کہ دخول اونکا مسجد مین مکروہ یا حرام ہے

لوجہ احتمال تلویث کے یا باحتمال کراہت تحریم کے استدلال مین عذر کیا ہو کیونکہ یہ بات اہل کمال سے بعید ہے حالانکہ مجکو ایک مدت دراز مسجد الحرام مین گزری ہے کبھی نہین دیکھا کہ وہ جنازہ سے ملوث ہوگئی ہو محقق ابن ہمام سے تعجب ہے کہ اونہون نے اس تاویل کو بلفظ قیل تعبیر کرکے کہا ہے کہ اگر ابو ہریرہ راوی اس حدیث کو علم اس خبر کا ہوتا تو وہ وقت کلام عائشہ کے ساکت نرہتے سو یہ قول مدفوع ہے کیونکہ غایت اس سکوت کی باوجود علم کے یہی ہوتی ہے کہ ابو ہریرہ وغیرہ نے اجتہاد کو جائز کہا اور وہ انکار جسپر عدم سکوت واجب ہے وہ امر منکر عاصی ہے نہ فضول مجتہد فیہا اور صحابہ اہل لجاج نہ تھے خصوصاً ساتھ اہل اجتہاد کے انتہی اور یہ بات مخفی نہین ہے کہ جب درمیان مجتہدین کے جواز و انکار مین خلاف واقع ہو تو جسکے پاس علم اخبار ہے اوسپر واجب ہے کہ اظہار ترجیح کا کرے ورنہ وعید کتم علم مین باوجود قدرت و اختیار کے داخل ہوگا اظہر یہ ہے کہ نکلنا حضرت کا واسطے نماز جنازہ کے بغرض اشاعت و کثرت جماعت کے تھا گویا یہ نکلنا بمنزلہ اذان کے اوقات نمازین تھا صحیحین مین ابو ہریرہ سے آیا ہے کہ حضرت نے خبر موت نجاشی کی اوسی دن دی جسدن کہ وہ مرا پھر سب کو لیکر باہر نکلے اور عید گاہ مین صف باندھکر چار تکبیرین کہین یہ حدیث تعلیل تلویث کو رد کرتی ہے موضع جنائز قریب مسجد کے تھا جسطرح کہ بخاری مین ہے اور ابن بطال نے ابن حبیب سے حکایت کیا ہے کہ مصلی جنائز کا مدینہ مین مسجد نبوی سے بطرف ناحیہ مشرق کے ملصق تھا اس سے مستفاد ہوا کہ نماز پڑھنا بعض جنائز پر مسجد مین کسی امر عارض یا بیان جواز کے لئے تھا و ھو الاظہر اور بعض نے جو یہ کہا ہے کہ مطر یا اعتکاف کی وجہ سے تھا سو یہ بے محل ہے کیونکہ جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے اوسکے لئے ارتکاب کراہت کا باوجود سقوط کے غیر کے پڑھنے سے یعنی چہ اور حدیث عا مین آیا ہے ما صلے رسول اللہ صلعم علی سھل ابن بیضاء الا فی المسجد اخرجہ مسلم

اور اسپر جسنے انکار کیا ہے اوسکا انکار بوجہ عدم اطلاع کے حدیث عائشہ پر تھا اور یہ کہنا بعض
فقہاء ہمارے کا کہ صحابہ نے اس انکار پر اجماع کیا ہے اسکی اصل نہین ہے اسی طرح یہ قول
بعض کا کہ منسوخ ہے بسبب اجماع صحابہ کے انکار پر کیونکہ بر تقدیر انکار جمیع صحابہ کے بھی
یہ نسخ ثابت نہین ہوتا ہے باوجود اتفاق صحابہ کے جنازہ شیخین پر مسجد نبوی مین رہا یہ
کلام امام محمد بن حسن کا موطا مین کہ لا یصلی علی جنازۃ فی المسجد وکذلک بلغنا عن
ابی ہریرۃ وموضع الجنائز بالمدینۃ خارج من المسجد وھو الموضع الذی
کان النبی صلی اللہ یصلی علی الجنازۃ فیہ سو اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ نماز جنازہ کی
مسجد مین اولی ہے اسلئے کہ حضرت نے اکثر اوقات مسجد مین نماز نہین پڑہی اور جبکہ حضرت
وصحابہ کا فعل بعد حضرت کے ثابت ہوا تو یہ دلیل ہے جواز وقوع پر بلا کراہت وھذا ھو التحقیق
انتہی اسکے بعد ملا علی قاری نے اتقانی و بلخی وغیرہ فقہاء حنفیہ کے کلام کا بابت انکار نماز
جنازہ فی المسجد کے رد کرکے اور اونکی تعلیلات علیلہ کا جواب دیکر یہ کہا ہے کہ بالجملہ قول بتحریم
باطل ہے اور امام اعظم اور اونکے اصحاب سے کوئی روایت دربارۂ تحریم یا کراہت کے اس مسئلہ
مین منقول نہین ہوئی ہے مشائخ فقہ نے اپنی رای سے بغیر تحقیق سند و تدقیق معتمد کے
تعلیلات کیے ہین ولہذا اونکے علل و احکام مین اضطراب واقع ہوا ہے لہذا ہمنے رجوع طرف
اوسکے کیا جو کہ اصل مسئلہ مین احکام سنت سے آیا ہے بقول امام احمد خذوا علمکم من حیث
اخذہ الائمۃ ولا تقنعوا بالتقلید فان ذلک عمی فی البصیرۃ حاصل یہ ہے کہ جو کچھ
ہمارے ائمہ متقدمین کہتے ہین وہ سر و آنکھون پر ہے ہم اونکی تقلید کرتے ہین اسلئے کہ وہ بالیقین
ہمسے اعلم تھے رہے مشائخ سو وہ بھی رجال ہین اور ہم بھی رجال ہین حالانکہ امام ابو حنیفہ رح سے
ثابت ہوا ہے کہ لا یحل لاحد ان یقول بقولنا ما لم یعلم انا من این قلنا اور دوسرے

رسالہ مین اتنا اور زیادہ کیا ہے وقد تبعہ الشافعی فی ھذا المقال بقولہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی واضربوا بقولی الحائط سو اللہ تعالیٰ اونسے راضی ہو کہ اونھون نے ہمکو اس بات پر آگاہ کردیا کہ ساری امت پر ائمہ ہون یا عامہ یہی متابعت کتاب وسنت کی واجب ہے فمن جاوزھا وقع فی الکفر والبدعۃ انتھی کلام القاری مین کہتا ہون اسجگہ فیصلہ ملا علی قاری کا یہ ٹھیرا کہ ائمہ کی تقلید کرنا چاہیے اور مشائخ فقہ مذاہب جو بعد اونکے آئے ہین اور اپنی رای سے علل واحکام مسائل کے لکھتے اور بتاتے ہین وہ اور ہم برابر ہین اونکی تقلید ضرور نہین ہے سو یہ بات درست ہے اور تقلید ائمہ سے مراد اگر اونکی اقتدا ہے اتباع کتاب وسنت مین تو یہ بھی ٹھیک ہے کیونکہ اطلاق تقلید کا اقتدا پر مجازاً ہو سکتا ہے اور یہی اسجگہ مراد ہے بدلیل قول امام احمد کہ جہان سے ائمہ نے علم حاصل کیا ہے یعنی قرآن وحدیث سے وہانسے تم بھی علم حاصل کرو اور تقلید مصطلح پر قانع نہو کہ اسمین بصیرت انہی ہو جاتی ہے اور اگر مراد تقلید ائمہ سے تقلید کذائی ہے تو وہ ہرگز درست نہین ہے کیونکہ قرآن وحدیث مشحون ہے ذم تقلید اور امر بالاتباع سے اور اگر امام اعظمؒ یا کوئی اور امام اپنی تقلید سے ہمکو منع نکرتے تب بھی ہمکو تقلید کسی امام کی درست نہوتی اسلئے کہ سوا معصوم مرسل کے کوئی فرد بشر واجب الاتباع نہین ہے اور ہر کسیکا قول مقبول ومردود ہوتا ہے مگر رسول خدا صلعم پس اصح اقوال یہی قول ملی قاریؒ ہے کہ رضی اللہ عنہ عن ابی حنیفہؒ حیث نبّھنا علی ان الواجب علی الامۃ کافۃ من الائمۃ والعامۃ متابعۃ الکتاب والسنۃ فمن جاوزھا فقد وقع فی الکفر والبدعۃ انتھی اور جسطرح امام اعظمؒ نے یہ ہدایت فرمائی ہے اور اپنی تقلید سے منع کیا ہے اسی طرح بقیہ ائمہ وسائر علماء سلف نے تقلید سے منع کی ہے اقوال ائمہ اس شان کے رسالہ قول مفید ورسالہ فلانی وادب الطالب ودین خالص

وغیرہا ہین مع الاسناد بحوالہ کتب علماء حنفیہ وغیرہم منقول ومذکور ہین ولسد الخلف ایک
مسئلہ متعلق اس مقام کے قرات سورۂ فاتحہ ہے نماز جنازہ مین علی قاری کہتے ہین چاہیے
کہ مصلی نماز جنازہ پر سورۂ فاتحہ پڑہے تاکہ خلاف سے خارج ہوجائے کہ یہ بالاجماع مستحب ہے
خصوصًا جبکہ امام ہو اس صورت مین باعث نزاع کا صحت اقتدا بالشافعی ہے قاضی خان
نے کہا ہے ویدعو فی صلوۃ الجنازۃ بالادعیۃ المعروفۃ ولا یقرء فاتحۃ
الکتاب وان قرأھا بنیۃ الثناء فلا بأس بہ وان قرأھا بنیۃ القراءۃ کرہ
ذلک انتہی سو یہ محمول ہے کراہت تنزیہ پر جو کہ خلاف اولی ہے کما لا یخفی ورنہ منہی
قصد قرات سے نہین آئی ہے ہان حضرت سے قرات کرنا نماز جنازہ مین ثابت نہین ہوا ہے
اور ہر شی جسکا فعل حضرت سے ثابت نہین ہوا ہے اوس سے کچھ یہ لازم نہین آتا ہے
کہ وہ حرام یا مکروہ ہو بلکہ حکم اوسکا موقوف ہے نہی قطعی یا ظنی پر اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ
قرات طواف مین مکروہ نہین ہے ہان افضل یہ ہے کہ جو ادعیہ سنت مین آئی ہین وہ پڑہے
موطا مین نافع سے آیا ہے کہ ابن عمر نماز جنازہ مین فاتحہ نہ پڑہتے تہے اور ابن مسعود نے کہا ہے
کہ انہ صلی لم یوقت شیئا من القرآن فی صلاۃ الجنازۃ مالک بھی اسکے قائل ہین
اور مستدرک حاکم مین آیا ہے کہ ابن عباس جب میت پہ نماز پڑہتے تو تکبیر کہتے اور فاتحہ پڑہتے
اسکا حمل کرنا قصد ثنا پر بعید ہے حالانکہ عموم قول نبوت لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب
اس نماز کو بھی شامل ہے فتحرر ان الاحوط قراءۃ الفاتحۃ لان ترکھا بطلان
الصلوۃ عند الشافعیۃ وفی قراءتھا کراھۃ الصلاۃ عند الحنفیۃ ففعلھا
اخون سو ترکھا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ تکبیرات جنازہ نزدیک حنفیہ کے ارکان ہین جب امام
سلام پہیرے تو مسبوق باقی تکبیرات کہہ کر سلام پہیرے اکثر سفہاء بلکہ فقہاء مسبوق ہوتے ہین

اور ہمراہ امام کے بعد اتمام نماز کے سلام پھیر دیتے ہین تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب امام شافعیہ غائب پر نماز پڑھی تو حنفی کو جائز ہے کہ اوسکی تقلید کرے اور اوسکے ساتھہ نماز پڑھے لیکن اس شرط سے کہ اوسمین فاتحہ بھی ہو کیونکہ یہ ایک رکن ہے نزدیک شافعیہ کے اسی طرح فرائض و نواقض وضو مین مراعات شافعیہ کی کرے انتہی الکلام القاری ؒ

مسئلۂ خوف خاتمہ قال تعالیٰ افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون مراد وہ لوگ ہین جنہون نے نقصان کیا ہے اپنی جان کا ساتھہ کفر و ترک نظر و تامل کے امر الٰہی مین اور اللہ کا مکر استعارہ ہے کہ وہ بندہ کے ساتھہ آلاء و نعماء سے استدراج کرتا ہے پھر بلاء و ضراء مین اسطرح پکڑ لیتا ہے کہ معلوم بھی نہین ہوتا منجملہ اسکے کرامات بعض اولیاء کو بھی گنا ہے اور فرمایا انہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون اس صورت مین ہر مومن پر واجب ہے کہ انتہاء مین درمیان خوف و رجاء و قبول و رد کے رہے اور اسباب پر دھوکا نہ کھائے کہ وہ بحسب ظاہر صورت صلحاء و سیرت صلحاء پر ہے اسی طرح رحمت خدا سے ناامید بھی نہو اگرچہ طریقۂ فساق و جہلاء مین کیون نہو اسلئے کہ اعتبار خاتمۂ لاحقہ کا بروفق جریان قلم کے ساعت سابقہ پر ہے اور حدیث صحاح ستہ مین ابن مسعود سے رفعاً آیا ہے کہ آفرینش ایک تمہارے کی تسکم مین اوسکی ماں کے جمع کیجاتی ہے چالیس دن تک پھر اتنی ہی مدت مین وہ ایک پھٹکی ہوتی ہے پھر بوٹی گوشت کی اتنی ہی مدت مین پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اوسکو چار کلمون کا حکم ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اوسکا عمل و رزق و اجل اور سعید ہے یا شقی لکھہ پھر اوسمین روح پھونکی جاتی ہے پس تم مین سے کوئی شخص اہل جنت کا سا عمل کرتا ہے یہانتک کہ نہین ہوتا درمیان اوسکے اور درمیان جنت کے مگر ایک ذراع پھر اوس شخص پر کتاب سبقت کرتی ہے وہ اہل نار کا سا عمل کرنے لگتا ہے پھر دوزخ مین جاتا ہے اور کوئی آدمی اہل نار کا سا عمل کرتا ہے

یہانتک کہ نہین ہوتا درمیان اوسکے اور دوزخ کے مگر ایک ذراع پھر اوس آدمی پر کتاب سبقت کرتی ہے وہ اہل جنت کا سا عمل کرنے لگتا ہے پھر جنت مین جاتا ہے آیات و احادیث اس معنی و مبنی مین کثیر و شہیر ہین اور متن عقائد مین جو کہ موافق مواقف و مقاصد کے ہے لکھا ہے کہ یاس اللہ سے کفر ہے اسی طرح امن اللہ سے کفر ہے جب یہ بات معلوم کر لی تو اب وہ جو بعض مشہورین بالمشیخہ سے ہمارے اس زمانہ مین منقول ہے کہ وہ تفوہ ساتھہ مثل اس قول کے من رأی دخل الجنۃ اولید خل النار کرتے ہین باطل و ساقط ہے درجۂ اعتبار سے اگرچہ اسکے ساتھہ بعض فجار متعلق ہو کر معاصی کبار پر جرأت کرین اس اعتماد پر کہ اونھون نے اس شیخ کو بعض دیار مین دیکھا ہے کیونکہ اس قائل کو اتنی قدرت تو ہے ہی نہین کہ وہ اپنی موت کا ایمان پر جزم کر سکے تو پھر وہ اپنے غیر کے لئے کیونکر اور کسطرح سبب امن و امان کا متصور ہو سکتا ہے پیر خود درماندہ شفاعت کجا یہ کلام اس شیخ کا منجملہ اون شطحیات کے ہے جو کہ سبیل شریعت و منہاج طریقت و حقیقت سے خارج ہوتے ہین حالانکہ یہ اطلاق کفار و فجار کو بھی شامل ہے جنہون نے اسکو دیکھا ہے ولکن ؎

ہر کہ او روی بہ بہبود نداشت		دیدن روی نبی سود نداشت	

اور اگر اس دید و دیدار کو مقید کرین ساتھہ مومن کے تو پھر بھی یہ کہان سے معلوم ہوا کہ وہ ایمان ہی پر مریگا اور دوزخ مین نجائیگا آخر اوس سے کوئی معصیت صغیرہ یا کبیرہ ضرور واقع ہوئی ہو اور اگر وہ مومن مراد ہے کہ جسنے اسکو دیکھا ہے اور ایمان پر مرا ہے اور وہ مخلد اد اخل نار نہوگا یا وہ آخر امر مین بدخول مؤبد داخل جنت ہوگا تو یہ بات خود حدیث نبوی صلعم سے ثابت ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہے وہ جنت مین جائیگا یعنی مستحق دخول بہشت کا ہے اگر کوئی مانع وصول بہشت سے واقع نہوا ور یہ ایک امر عام ہے رائی اور غیر رائی دونون کو شامل ہے بلکہ اکثر یہ ہوگا

کہ رائی مغلوب ہوگا اور تیرا رائی مغفور ٹھیریگا ان شاء اللہ تعالیٰ اور بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ مجھکو اس فصل مین مزید فضل حاصل ہے حالانکہ وہ معرفت فرع و اصل سے خالی اور جہل و سفہ سے مالی ہے یہ گویا نظیر قول نبوی ہے حق مین اویس قرنی کے کہ انہ یشفع لعدد ربیعۃ و مضر سو قیاس ملوک کا عباد دین پر نہین ہوتا ہے اور نہ طائفۂ انبیاء کا فقیر سلوک پر حضرت کا کلام صدق ہے اور آپکا خبر دینا برحق اور تیرا حضرت کا حال معلوم نہین ہوسکتا کہ وہ کل کیا کریگا نہ دنیا مین اور نہ آخرت مین ابداً و ما تدری نفس ماذا تکسب غداً کوئی یہ کہے کہ شاید اس شیخ کو یہ انکشاف ہوا ہو کہ وہ اوس مقدار مین شفاعت کریگا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کاشفات اولیا اور مخاطرات اصفیا کا کچھ اعتبار نہین ہے کہ امور شرعیہ و اطوار حقیقیہ مین کلیۃً اونپر اعتماد کیا جائے کیونکہ انسان جبتک کہ اس دار آمیختہ باکدار مین ہے تب تک اسرار واسطے اوسکے صاف اور انوار مجلی نہین ہوتے بخلاف انبیاء و ابرار اور رسل کبار کے وکذا قال تعالیٰ لقد کنت فی غفلۃ من ھذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید ہان جس چیز کا علاقہ عقائد دینیہ سے بروفق کتاب و سنت نبویہ کے ہے صاحب اوس شئی کا جبکہ مرتبۂ علیہ مین ہوگا تو وہ لائق اسکے ہے کہ یون کہے لو کشف العطاء ما ازددت یقینا ولہذا ہمارے امام اعظم و ہمام اقدم نے کہا ہے سبحانک ما عرفناک حق معرفتک وما عبدناک حق عبادتک کما قالہ فی العقد الاکبر فتامل و تدبر فقہ اکبر مین یہ بھی ذکر کیا ہے وولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما تاعلی الکفر و رسول اللہ صلعم مات علی الایمان سو پہلے مسئلہ مین مینے ایک رسالہ مستقلہ لکھا ہے اور مسئلۂ اخیرہ مین وقت شرح کے مین حیران رہا یہانتک کہ اللہ نے تیرا سینہ کھول دیا اور بعض مقصود سمجھ مین آگیا

ف والد مرحوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی آنحضرت صلعم اس حیثیت سے کہ ایک نبی ہین منجملہ انبیاء کے اور انبیاء سب کے سب ابتدا
وانتہا مین معصوم ہین اسلئے ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ وہ ایمان پر مرے ہین رہے اولیاء وعلماء واصفیا
سو ہم جزم اونکے مرنیکا ایمان پر نہین کرتے ہین اگرچہ ادنسے خوارق عادات وکمال حالات وجمال
انواع طاعات کیون نہ ظاہر ہوئے ہون اسلئے کہ بنیاد اس امر کی عیان پر ہے اور یہ چشم افراد انسان
سے مستور ہے ولہذا عشرۂ مبشرہ اور اونکی امثال ہمیشہ انقلاب احوال وسوء مال سے مآل مین خائف
ولرزان وترسان رہتے تھے اور سلف کی شہادت بالجنہ مین تین قول ہین ایک یہ کہ گواہی نہ دیجائے
واسطے کسی کے مگر واسطے انبیاء علیہم السلام کے یہ محمد بن حنفیہ سے منقول ہے اور اسی کو ہمارے
ائمہ حنفیہ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ایک قضیہ قطعیہ ہے دوسرا قول یہ ہے کہ ہر اوس مومن کے
لئے گواہی دیجائے جسکے حق مین نص آچکی ہے یہی قول ہے اکثر علما کا لکن یہ حکم اصل مین ظنی ہے
تیسرا قول یہ ہو کہ جسکے لئے مومنین شہادت جنت کی دین وہ مشہود بالجنۃ ہے جسطرح کہ صحیحین
مین آیا ہے کہ ایک جنازہ گذرا لوگون نے اوسپر ثنا کی حضرت نے فرمایا وجبت دوسرا جنازہ
نکلا اوسکو برا کہا فرمایا واجب ہوگئی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ای رسول خدا کیا چیز واجب ہوئی
فرمایا اوسکو تمنے اچھا کہا تھا اوسکے لئے جنت واجب ہوگئی اسکو تمنے برا کہا اسکے لئے دوزخ
واجب ہوگئی انتم شہداء اللہ فی الارض تم زمین مین اللہ کے گواہ ہو یہ دلیل ہے اسپر
کہ ہم حکم بالظاہر کرتے ہین اور اللہ تعالی عالم بالسرائر ہے اور اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ
یہ امت ضلالت پر مجتمع نہوگی اب کسیکو نہین پہنچتا ہے کہ کسی کے لئے ارباب اس امت سے
شہادت عدم دخول نار یا وصول جنت وانہار کی دے ہان یہ جائز ہے کہ شاہد بالثنا رہو اگر اوسمین
خیر دیکھے بموجب حسن ظن ورعایت کے یا بسبب ظہور علم وعمل وصلاح ودیانت کے اسی طرح شہادت
ثنا بر شر کی دیسکتا ہے اگر کوئی دلیل نفاق پر پائے یا مشاہدہ بعض کبائر وشقاق کا کرے

شہادت بالجنہ

جیسے اکل مال حرام و اخذ مال وقف بغیر مراعات قیام بحق جو کہ اسپر واجب ہے اور اسی قبیل دعوی بے معنی سے وہ بات ہے جسکا ذکر بعض جہلا کرتے ہین کہ ایک شخص ارباب کشف سے روایت کرتا تھا جبکہ اوسپر یہ بات ظاہر ہوئی کہ اوسکے اہل مین سے ایک شخص عذاب مین ہے اور وہ ابن عربی سے جاکر ملا ابن عربی نے یہ شطح کیا کہ اوسنے مجھے نہین دیکھا اور وہ بغداد مین نہین تھا اور مثل اسکے اور باتین جو کہ ظاہر الفساد ہین کوئی کہے کہ شاید اس قائل نے جمال حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا ہو اور حضرت نے طرف اس مقام کے اشارہ فرمایا ہو تو یہ قول ناجائز ہے اسلئے کہ خلاف قواعد ایمان و احکام اسلام ہے کوئی کہے کہ حدیث مین آیا ہے من رآنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لا یتمثل بی تو اس حدیث کی تحقیق مین کلام کثیر ہے جسکا ذکر ہمنے شرح شمائل مین ارباب فضائل سے نقل کیا ہے اور مجمل کلام مرام اس مقام مین وہ ہے جو کہ حجۃ الاسلام نے کہا ہے کہ مراد فقد رأنی سے رؤیت جسم نہین ہے بلکہ رؤیت مثال ہے جو کہ ایک آلہ ہے واسطے ادای معنی نفس الامر کے بطور تحقیقت یا بطور خیال اور نفس مثال متخیل کے سوا ہے پس شکل مرئی نہ روح حضرت ہے اور نہ شخص حضرت بلکہ ایک مثال ہے علی التحقیق واللہ اعلم الحاصل رؤیت پر غیر حق انبیا علیہم السلام مین کچھ اعتماد نہین ہے حالانکہ رؤیا اکثر محتاج تعبیر کی مناسب حال رائی وغیرہ کے ہوتی ہے پس اگر فرض کرین کہ ایک شخص نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور حضرت نے اوسکو کسی فعل یا ترک کا بر خلاف قواعد اسلام کے حکم دیا تو اوسکو بجا لانا اوس امر کا باجماع علما و اعلام نہین پہنچتا ہے اسی جگہہ سے صاحب مواقف نے کہا ہے اما الرؤیا فتخیال باطل یعنی نزدیک متکلمین کے خواب مین کوئی طائل نہین ہے اور معتزلہ کے نزدیک بسبب فقد شرائط ادراک کے اور اصحاب شرع کے نزدیک کہ وہ اشتراط کسی شئی کا نہین کرتے ہین اسلئے

روایت موسی در خواب

نامعتبری ہو کہ خلاف عادت ہے یعنی اوسپر کسی شئی متعلق بامر عبادت کے بنا نہین ہوتی اور نہ کسی پر حکم شقاوت وسعادت کا منا گا ہو سکتا ہے اسکی ایک تائید یہ ہے کہ مشائخ کرام اور علماء اعلام بہ نسبت سائر انام کے اخوف للہ تعالیٰ سے جسطرح کہ کریمہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اس طرف مشیر ہے اور حدیث انا اخشاکم للہ اسپر دلیل ہے اسی جگہہ سے جب نزدیک حسن بصری کے کہ سید تابعین سے یہ ذکر ہوا کہ ان آخر من یخرج من النار رجل یقال لہ ھناد بعد ما عذب الف عام ینادی یا حنان یا منان تو حسن نے رو کر یہ کہا یا لیتنی کنت ھنادا لوگون نے تعجب کیا حسن نے کہا ویحکم الیس یوما یخرج فی الجملہ و لا یخلد فیھا **حکایت** حجۃ الاسلام کہتے ہین ہمکو یہ بات پہنچی ہے کہ یوسف بن اسباط نے کہا کہ مین پاس سفیان ثوری کے گیا وہ ایک شب تمام شب روتے رہے مینے کہا کیا یہ رونا تمہارا گناہون پر ہے اونہون نے زمین پر سے ایک تنکا اوٹھا کر کہا الذنوب اھون علی اللہ من ھذا یعنی گناہون کی ہستی نزدیک خدا کے اتنی بھی نہین ہے جتنا کہ یہ ایک ذرا سا تنکا ہے لکن انما اخشی ان یسلبنی اللہ الاسلام یعنی ڈر اسبات کا ہے کہ کہین اللہ مجھسے اسلام کو سلب نہ کرلے انتہی **حکایت** سلطان العارفین ابو یزید بسطامیؒ نے آئینہ اوٹھا کر دیکھا پھر کہا ظھر الشیب ولم یذھب العیب وما ادری ما فی الغیب اسمین اشارہ ہے طرف اس آیت کے وما تدری نفس ماذا تکسب غدا اور طرف اس حدیث کے انما الاعمال بالخواتیم **حکایت** ایک فقیر نے انکا امتحان لیا کہا تمہاری داڑھی بہتر ہے یا کتے کی دم رو کر کہا ان مت علی الاسلام فلحیتی خیر و الا فذنب الکلب یعنی اگر مین اسلام پر مرگیا تو یہ میری داڑھی ہی بہتر ہے ورنہ کتے کی دم گویا انہون نے اس آیت مین تامل کیا

واتل علیہم نبأ الذی اٰتینٰہ اٰیاتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطان وکان من
الغاوین ولو شئنا لرفعنٰہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ہواہ فمثلہ
کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث ذٰلک مثل القوم الذین
کذبوا باٰیاتنا فاقصص القصص لعلہم یتفکرون اور طرف قصۂ اہل کہف کے نظر کی وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید
روایت مین آیا ہے کہ بلعم صورت مین کلب اصحاب کہف کے داخل نار ہوگا اور کلب اصحاب کہف
صورت بلعم مین داخل جنت ہوگا بلعم بن باعور کا یہ حال تہا کہ جب نظر کرتا عرش کو دیکہ لیتا
اوسکی مجلس مین بارہ ہزار دوات والے متعلم تہے جو کہ اوس سے کتابت علم کی کرتے بلعم
سے فقط ایک لغزش ہوگئی تہی کہ وہ طرف دنیا اور اہل دنیا کے مائل ہوگیا تہا اور اوسنے
ایک ولی کی اولیا خدا مین سے خدمت ترک کردی تہی اللہ نے اوس سے معرفت سلب کرلی
اور اوسکو مستحق عقوبت معجلہ و مؤجلہ کردیا بالجملہ قرآن پاک مین عالم دنیادار کو سگ سے
تشبیہ دی ہے اور عالم بے عمل کو مثابہ خر کے فرمایا ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا
حکایت ایک شاگرد فضیل بن عیاض کو وفات حاضر ہوئی فضیل آکر پاس اوسکے سر کے بیٹہے
اور سورۂ یٰسین پڑہی اوسنے کہا ای اُستاذ یہ نہ پڑہو وہ چپ ہوگئے پہر اوسکو تلقین کی اور
کہا لا الہ الا اللہ کہا اوسنے کہا لا اقولہا لان بی شیئا منہا یعنی مین اس کلمہ کو نہ کہونگا مین
اس سے بری ہون پہر اسی پر مرگیا فضیل اپنے گہر مین آکر رونے لگے اور چالیس دن
تک گہر سے باہر نہ نکلے رویا کیے پہر اوس شاگرد کو خواب مین دیکہا کہ اوسکو گسیٹتے ہوئے
جہنم کی طرف لئے جاتے ہین کہا اللہ تعالی نے کس سبب سے تجھسے اپنی معرفت چین لی
حالانکہ تو میرے شاگردون مین اعلم تہا کہا تین چیزون کے سبب سے ایک نمیمہ دوسرے حسد
تیسرے یہ کہ مجکو ایک علت یعنی بیماری تہی میرے طبیب سے سوال کیا اوسنے کہا ہر سال ایک
ساغر شراب کا پیا کر اگر تو ایسا کریگا تو یہ بیماری تیری نہ جائیگی مین ایک ساغر خمر پیا کرتا تہا

بلعم

نعوذ باللہ من سخطہ الذی لا طاقۃ لنا بہ سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے ما امن احد
علی دینہ الا سلب یعنی مطمئن نہین ہوتا کوئی شخص اپنے دین پر لیکن اوسکا دین سلب ہوجاتا ہے یہ
اسلئے کہ امن اللہ کے خوف سے کفر ہے بعض نے کہا ہے تو جب کفار کا ذکر اونکے حال اور خلود کا نار
مین سنے تو اپنے نفس پر اس حالت مین امن پر نہو کیونکہ امر خطر پر ہے اور تو نہین جانتا کہ انجام
کیا ہوگا اور تیرے لئے سابقہ ازل کا کیا ہوچکا ہے اور صفات اوقات پر مغتر نہو کہ نیچے اوسکے
غوامض آفات ہین اور بعض نے کہا یا معشر المغترین بالعصم ان تحتھا انواع النقم
ان پاک نے البلیس کو دقائق نعمت سے مزین کیا تھا اور وہ نزدیک اللہ کے حقائق لعنت مین تھا
اور بلعم بن باعورا کو انوار ولایت سے آراستہ فرمایا تھا اور وہ نزدیک خدا کے اطوار عداوت مین تھا
ابراہیم بن ادہم فرماتے تھے مین کیونکر امن مین ہون اور ابراہیم خلیل کہتے ہین واجنبنی
وبنی ان نعبد الاصنام اور یوسف صدیق کہتے ہین توفنی مسلما والحقنی بالصالحین
غرضکہ امر مبہم ہے اور خطر معظم سوا انبیاء علیہم السلام کے کوئی نہین جانتا کہ وہ دو فرقون مین سے
کس فرقہ مین ہے **قال تعالیٰ** فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر **وقال تعالیٰ**
ھو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن **وقولہ تعالیٰ** یوم تبیض وجوہ
وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا
العذاب بما کنتم تکفرون واما الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون
اسی جگہ سے عمر بن خطاب نے کہ درمیان خوف عقاب ورجاء ثواب کے تھے کہا ہے کہ لو قیل لی
لن یدخل الجنۃ الا واحدا لرجوت ان اکون انا وان قیل لن یدخل النار الا واحد
لخفت ان اکون انا بالجملہ تحقیق اس مقام کی مستدعی اطناب فی الکلام ہے اس لئے
اس مرام سے اعراض کیا گیا کوئی کہے احوال اولیا اور اقوال اونکے تسلیم کئے جاتے ہین

تو ہم کہینگے کہ یہ بات مسلم نہین ہے دیکھو شیخ الاسلام قطب الانام نبیرہ البارزی عبداللہ انصاریؒ نے ابو یزید بسطامی قدس سرہ سے حکایت کیا ہے کہ اونھون نے کہا ہے ذھبت من العرش وصربت خیمۃً مقابلۃ العرش پھر کہا کہ یہ قول اونپر جھوٹ باندھا گیا ہے کیونکہ یہ کلام شریعت مین کفر اور حقیقت مین بعد و ہجر ہے اور قاضی عیاض نے کتاب الشفا مین لکھا ہے کہ فقہاء بغداد نے ایام مقتدر مین قتل و صلب حلاج پر بسبب دعوی الٰہیت و قول بالحلول اور قول انا الحق کے اجماع کیا تھا حالانکہ حلاج ظاہر مین متمسک بشریعت تھی معہذا اوکی توبہ قبول نہ کی اور شیخ علاء الدولہ سمنانی نے ابن عربی پر اس قول مین اعتراض کیا ہے جو کہ اوائل فتوحات مین لکھا ہے سبحان من اوجد الاشیاء وھو عینھا اور بنیاد پر اس مقالہ کی تکفیر کی ہے ہمنے ایضاح اس مسئلہ کا ایک رسالہ مستقل مین کیا ہے اور ابن المقری نے کتاب الارشاد مین کہا ہے ان من شذ فی ان طائفتا بن عربی شر من الیھود والنصاری فقد کفر ملا علی قاری کہتے ہین وقد صدق فی ذلک لانھم سبب الضلالۃ وباعث الجھالۃ فیما بین المسلمین لاسیما وقد اشتھر انھم من المتصوفین والعامۃ لم یفرقوا بین توحید الملحد وتوحید الموحد فعلیک بما قالہ الجنید سید الطائفۃ وشیخ الطریقۃ ان طریقتنا ھذہ مقیدۃ بالکتاب والسنۃ فمن لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث ولم یتفقہ فلا یقتدی بہ اسکی لگ بھگ امام مالک سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینھما فقد تحقق انتھی یہ تمام کلام آغاز سے تا انجام ملا علی قاریؒ کا ہے اور اس مقام مین جو بات ملا صاحب نے لکھی ہے وہ بہت ٹھیک ہے بی شبہ جو شخص کہ قائل کلمات کفریہ کا ہوگا یا معتقد

وضعیت وجود کا وہ طریقۂ اسلام سے خارج ہے اور علماء آخرت و فضلاء دیندار کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ دین حق و شرع خالص سے ذب اہل خلاف کرتے ہین اور تحریف غالین اور انتحال مبطلین اور تاویل جاہلین کو اس ملت صادقہ سے دور کرتے رہتے ہین لکن عقیدۂ اتحاد کو اہل حق نے کتب و کلام ابن عربی مین مدسوس کہا ہے اور اونکو اس قول سے بری رکھا ہے بلکہ جسقدر کلمات اونکے خلاف ظاہر شریعت تھے اور نفس الامر مین اونکے لئے تاویل نخلی اونکی توجیہ کی ہے اس باب مین کتاب یواقیت وجواہر شاہد عدل ہے ولہذا امام ربانی قاضی محمد بن علی شوکانیؒ نے بھی بعد چالیس برس کی تکفیر صاحب فتوحات سے رجوع کرکے فرمایا ہے کہ کلام اونکا ماؤل ہے اور جنہون نے رجوع نہین کیا وہ اسطرح پر معذور ہین کہ اونکو برائت شیخ کی اقوال مذکورہ سے ثابت نہین ہوئی اونھون نے ظاہر حال وقال پر حکم اسلام کا جاری رکھا اگر اونکو یہ بات معلوم ہوجاتی کہ شیخ نے اسطرح نہین کہا ہے یا رون نے اونکی کتاب مین شطحیات ملادئے ہین یا بعض کلام اونکا ماؤل ہے تو وہ بھی یقیناً رجوع کرتے جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور اونکے امثال یا جیسے جناب شیخ احمد مجدد الف ثانی کہ اپنے بعض مضامین ابن عربیؒ مسطور رہے ولہذا اگرچہ اونھون نے حضرت شیخ کی تکفیر و تحقیر نہین فرمائی لکن اونکے بعض کلمات سے تعجب ظاہر کیا اور اون الفاظ کو خلاف اعتقاد اہل سنت سمجھا چنانچہ مکتوب عقائد وغیرہ سے ظاہر ہے بہرحال مومن خوش عقیدہ کو یہ لازم ہے کہ ہر مسئلہ و حکم مین عقیدہ اپنا مطابق ظاہر مجمع علیہ کتاب و سنت کے رکھے اور وہ اولیا جنکا علم و تقوی متفق علیہ ہے اونکے ساتھہ نیک گمان رہے اگر کوئی قول اونکا خلاف قرآن و حدیث کے معلوم ہو اور محمل صدق و حق پر ماؤل ہوسکے تو تاویل کرے نہ تکفیر و تضلیل اور جسکی تاویل نہوسکے اوسپر اپنا اعتقاد نہ لائے اور قطع نظر کرے

قال تعالیٰ واذا مروا باللغو مروا کراما ۝

اگر من نا جوان مردم بکردار		تو بر من چون جوانمردان گزر کن	

اور بلا تعیین کسی شخص کی بابت اوس قول کفر و کلمہ ضلال کے اگر اجمالاً یون فتوی دے کہ یہ بات قولاً و عملاً کفر ہے تو یہی چاہئے اور اوس کلمہ کے قائل کو اولیا و نامدار و صوفیہ والا تبار مین سے بالتعیین کافر نہ کہے ہمین کیا معلوم ہے کہ وہ بات یقیناً اوسنے کہی ہے یا نہین ظاہر یہی ہے کہ نہ کہی ہو اسلئے کہ کوئی مسلمان دیدہ و دانستہ خصوصاً عالم عارف اپنے لئے تکلم ساتھہ ایسے کلام کے ہرگز پسند نہین کرسکتا ہے جسمین کہ اوسکا ایمان سلب ہو یا عمل باطل ہو اور اگر فرضاً وہ کلمہ اوسکے منہہ سے نکلا ہوگا تو عالم بیہوشی و سکر و مستی مین کہدیا ہوگا و احادیث السکادی تطوی ولا تردی ۵

نتوان عربدہ با چشم تو کردن آرے		بتواضع گزرانند ز خود مستان را	

اور اگر فرضاً ہوش مین کہا ہے تو کیا معلوم ہے شاید اوس سے رجوع کرلیا ہو یا مرنیسے پہلے موفق بتوبہ و انابت ہوگیا ہو کیونکہ اعتبار خاتمہ عمل کا ہے ۵

آدمی را بچشم حال نگر		از خیال پری و دی مگزر	

بہرحال محتاط ہونا عدم تکفیر مین بہتر ہے جرات کرنیسے تکفیر پر کسی شخص خاص مسلمان کے ہان ہمکو اظہار حق و دفع باطل اور رد کلمات کفر و اقوال باطلہ و اعتقادات فاسدہ مین توقف کرنا درست ہین سے ہم مشکل جواب سائل مسائل دین مین بے تکلف و کمال اتقان و یقین کے ساتھہ با پابندی احکام مسطورہ ایمان و دین یہ بات کہین گے اور لکھین گے کہ فلان عقیدہ اور قول و فعل شرک ہے یا کفر یا بدعت جیسے اعتقاد وحدت وجود اور مغفرت جمیع بنی فاطمہ تا یوم القیام و نحو ہا اس سے گو یہ بات لازم آتی ہے کہ جو کوئی اسکا قائل تھا وہ کافر تھا اور یہ لزوم دور و دور تک بڑے بڑے اکابر کو شامل ہوتا ہے لیکن مسئلہ اصول فقہ کا یہ ہے کہ لازم مذہب قائل کا مذہب نہین ہوتا ہے علاوہ اسکے جو

بیکورہ حق ہین اوس قائل کے جاری ہو سکتے ہین جسکے قول کی تاویل کسی نہج پر ممکن نہو اور وہ عمداً تفوہ بکلمۂ کفر کرے ہمنے بیان خوف و رجا کا رسالہ صدق اللجا مین استقلالاً لکھا ہے اور بعض رسائل مین بیان حسن خاتمہ و سوء خاتمہ کا اور ان دونون کے اسباب کا کیا ہے اونکی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس تقریر یلا صاحب مین اشارہ طرف عدم اعتبار منام علی الاطلاق کے گزر چکا ہے سو تحقیق حقیق برخلاف اسکے ہے یعنی نفس رؤیا دین اسلام مین ثابت ہے اور ایک جزء ہے ۴۶ جزء نبوت سے اور منجملہ مبشرات کے ہے خصوصاً جبکہ مطابق شرائط صحیحہ کے پائی جائے رہی یہ بات کہ اثبات احکام و مسائل اصول و فروع مین بھی مستقل ہے یا نہین سو نہین ہے اور ظاہراً نفی رؤیت و عدم اعتداد منام سے مراد ملا صاحب کی یہی شق اخیر ہے سو یہ ٹھیک ہے ؎

چو غلام آفتابم ہمہ زآفتاب گویم	نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

رزقنا اللہ حسن العقیدۃ والتوبۃ الصحیحۃ الوثیقۃ وتوفیق العلم النافع والعمل الصالح المقرونین بالاخلاص الرافع وحسن الخاتمۃ فی آخر النفس الواقر بان قرن بین علم الیقین والعین الیقین وقرعینا بکشف مقام حق الیقین و وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ٭

مسئلۂ حج اکبر علما کا اختلاف ہے کہ معنی حج اکبر و یوم الحج الاکبر کے کیا ہین بعض نے کہا حج کو حج اکبر اسلئے کہتے ہین کہ عمرہ حج اصغر ہے کیونکہ اعمال عمرہ کے قلیل ہین اور مشقت اوسمین کم ہے یا مرتبہ و مقام عمرہ کا حج سے ناقص ہے مجاہد نے کہا حج اکبر قران ہے اور حج اصغر افراد یہی ہمارے مذہب کے ملائم حال ہے اور اسی کو جمہور علماء محققین و فقہاء و محدثین اور جامعین طرق احادیث کے مطابق بیان حافظ ابن حزم کے جو کہ اونہون نے ایک تصنیف مختص بہذا الباب مین لکھا ہے اختیار کیا ہے اور امام نووی وغیرہ نے بہ تبعیت کلام مذکور ہو الصواب کہا ہے اور ابن عباس کہتے ہین

یوم الحج الاکبر عرفہ کا دن ہے اگرچہ اوسدن جمعہ نہو اور یہ رفعاً بھی مروی ہے اور اسی طرح
عمر بن خطاب وغیرہ الصحابہ سے موقوفاً بھی آیا ہے اور یہی قول ایک جماعت اکابر تابعین کا بھی ہے
جیسے عطا و طاؤس و مجاہد و سعید بن المسیب وغیرہم اور ائمہ دین بھی اسکے قائل ہین مسور بن
مخرمہ نے تفسیر یوم الحج الاکبر مین رفعاً کہا ہے کہ یوم عرفۃ ھذا یوم الحج الاکبر رواہ
ابن ابی حاتم وابن مردویہ وغیرھما ابن عباس نے کہا عرفہ کا دن حج اکبر کا دن اور
مباہات کا دن ہے اللہ تعالیٰ اسدن مین ملائکہ آسمان پر ساتھہ اہل ارض کے مباہات کرتا ہے
اور فرماتا ہے جاؤن شعثا غبرا آمنوا بی ولم یروني وعرفتي وجلالي الا عطیتکم
لعصر رواہ ابن المنذر وغیرہ ابن ابی شیبہ اور ایک جماعت نے عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ حج اکبر یوم عرفہ ہے ابن جریر نے ابن الزبیر سے نقل کیا ہے کہ حج اکبر یوم عرفہ ہے
یہی قول علی مرتضیٰ کا بھی ہے ایک جماعت نے کہا یوم الحج الاکبر یوم نحر ہے یحییٰ بن الجزار
کہتے ہین علی مرتضیٰ دن نحر کے ایک بغلۂ بیضاء پر طرف جمانہ یعنی عید گاہ کے نکلے ایک آدمی
نے آکر باگ اوسکے دابہ کی پکڑ کر کہا کہ یوم الحج الاکبر کیا ہے کہا یوم ذلک ھذا وخل سبیلھا
وکذا روی الترمذی عنہ وابو داؤد عن ابی ھریرۃ اسی طرح عبداللہ بن ابی اوفی
ومغیرہ بن شعبہ سے بھی مروی ہے شعبی ونخعی وسعید بن جبیر وسدی بھی اسکے قائل ہین
شاید اسکا نام حج اکبر اسلئے رکھا ہے کہ اکثر اعمال حج کے اسی مین ادا کئے جاتے ہین جیسے
رمی و ذبح وحلق وغیرہا ولہذا ابن ابی اوفی کہتے ہین کہ حج اکبر یوم النحر ہے اس دن مین
سر کے بال اوتارے جاتے ہین خون بہایا جاتا ہے اور جو چیز حرام تھی وہ حلال ہو جاتی ہے
سعید بن مسیب نے کہا حج اکبر دوسرا دن نحر کا ہے تو نے نہین دیکھا کہ امام اوسدن خطبہ پڑھتا
ہے بعض نے کہا تقدیر یہ ہے یوم تمام الحج الاکبر اور تاتارخانیہ مین محیط سے نقل کیا ہے

کہ آیت مین مراد حج اکبر سے طواف افاضہ ہے کیونکہ اتمام حج کا اسی سے ہوتا ہے اور یہ آخر ارکان حج ہے لکن کسی شئی کو کسی شئی کے ساتھہ وصف کرنیسے نفی ماعدا کے اوس شئی سے لازم نہین آتی ہے اسلئے جمع بین الاقوال یون ہوسکتی ہے کہ مراد یوم سے نہار عرفی نہین ہے بلکہ مقصود اوس سے معنی لغوی ہین یعنی مطلق ایک وقت اوس زمانے کا جسمین اعمال حج شرعی کے ادا کئے جاتے ہین اسکی تقویت اس قول مجاہد مین ہے کہ یوم الحج الاکبر ایام منیٰ ہین سفیان ثوری کہتے تھے سارے ایام منی کے ہین مثل یوم صفین و یوم الجمل کہ مراد اس سے حین و زمان ہے کیونکہ جنگ مذکور ایام کثیر تک قائم رہی تھی حاصل یہ ہے کہ مراد یوم سے نہار نہین ہے جسطرح کہ اطلاق لفظ سے متبادر ہوتا ہے بلکہ یوم بمعنی وقت مطلق ہے اپنے بعض اطلاقات پر سوا سجگہ بعض وقت مراد ہے اس صورت مین یہی زیبا ہے کہ مراد یوم عرفہ ہو بلکہ یہ دن اولیٰ تر ہے ساتھہ اطلاق یوم الحج کے کیونکہ رکن اعظم حج کا اسی دن مین واقع ہوتا ہے اور جو شخص عرفہ کے دن وقوف کرتا ہے اوسکا حج تمام ہوا اور فوت حج کا اوسکے حق مین متصور نہوا ولہذا حضرت نے فرمایا ہے الحج عرفۃ رواہ احمد واصحاب السنن الاربعۃ وغیرھم اور عبداللہ بن حارث بن نوفل نے کہا یوم الحج الاکبر وہ دن ہے جسمین رسول خدا صلعم نے حج کیا تھا اور یہ ظاہر ہے اسلئے کہ اوسدن عزت مسلمانون کی اور ذلت مشرکین کی نمایان ہوئی تھی یہی قول ابن سیرین کا بھی ہے انہون نے اسدن اکبر ہونے کی یہ تعلیل کی ہے کہ اوسدن مسلمانون کا حج اور یہود و نصاریٰ و مشرکین کی عید مجتمع ہوئی تھی یہ اجتماع کبھی پہلے اس سے اور بعد اوسکے نہوا قبلیت اس اجتماع کی مسلم ہے رہی بعدیت سو اس اعتبار سے ہے کہ اوس موقف مین جناب رسالت مخصوصیت ظاہر و تشریف رکھتے تھے اسمین کچھہ شک نہین ہے اور اگر اس خصوصیت سے قطع نظر کرین تو بھی تحقق حج مسلمین کا

دن اونکے ایک یا دو عید کے ہوتا ہے اور اکثر افعال یا سائر اعمال دن شنبہ کے کہ یہود کی عید ہے
یا دن یکشنبہ کے کہ نصاریٰ کی عید ہے واقع ہوتی ہین رہی عید مشرکین کی سو باعتبار مکان کے متصور
ہوسکتی ہے لیکن بحمدہ تعالیٰ حق آیا اور باطل گیا توضیح اس بحث کی یہ ہے کہ حدیث مین لفظ یوم
سے ارادہ معنی وقت مطلق کا کیا ہے جو کہ خاص ہے ساتھ دن جمعہ کے کہ عید مومنین ہے اور اسی
دن مین مسلمانون کا حج ہوا تھا اسی طرح روز شنبہ و یکشنبہ سے ہر دو عید اہل کتاب مراد ہین اور
روز دوشنبہ سے دو دن جسمین عید مشرکین کی ہوا کرتی تھی اس اعتبار سے کہ وہ تیسرے دن
بحر کے تفاخر کرتے تھے کما اسار الیہ سبحانہ بقولہ فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا
اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا ای اکثروا وقر عرب جب حج سے فارغ ہوتے منیٰ مین
یا نزدیک کعبہ کے کھڑے ہوکر اپنے آبا و اجداد کے مفاخریاں کرتے اللہ نے انکو حکم دیا کہ تم
اللہ کا ذکر کرو اوسکا تشکر بجالاؤ کہ اوسنے تمپر اور تمہارے آباء پر احسان و انعام کیا ہے الحاصل
یوم الحج الاکبر مین چار قول ہین ایک یہ کہ عرفہ کا دن ہے دوم یہ کہ یوم النحر ہے سوم یہ کہ طواف افاضہ
کا دن ہے چہارم یہ کہ سارے ایام حج ہین اور حقیقت مین کچھ تعارض ان اقوال مین نہین ہے
اسلئے کہ اکبر و اصغر دو امر نسبی ہین پس جمعہ کے دن کا حج غیر یوم جمعہ سے اکبر ہے اور حج قران
حج افراد سے اکبر ہے اور مطلق حج عمرہ سے اکبر ہے اور ان سب کا نام حج اکبر ہے اور بحسب مقام
امور کے متفاوت ہین اسی طرح ایام مین کہتے ہین کہ یوم عرفہ دن تحصیل حج اکبر کا ہے جو کہ مطلق
حج ہے اور یوم النحر دن تمام حج اکبر کا ہے بسبب تحلیل کے اور دن طواف کا دن تمام تحلل کا ہے تو یہ
سب ایام حج کے ٹھیرے یعنی اعمال حج اور اوسکے ارکان و واجبات ان ایام مین واقع ہوتے
اور تحقیق یہ ہے کہ کریمہ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر سے
مراد ایام حج ہین سال نہم ہجرت مین حضرت نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج کرکے بھیجا تھا

اور صدر سورۂ برات کو ہمراہ علی مرتضی کے ارسال کیا تھا کہ کفار کو پڑھکر سنادین تاکہ مشاعر عظام اہل شرک
وآثام سے وقت حج رئیس اہل تقوی وسید الانام کے خالی ہوجائین جسطرح کہ یہ ندای منادی آنحضرت
مشہور ہے الا لا یحج بعد العام مشرک اسی کی مؤید یہ حدیث سمرہ ہے نزدیک طبرانی و ابن
مردویہ کے کہ حضرت نے فرمایا ہے یوم الحج الاکبر یوم حج ابوبکر بالناس اس قضیہ مین اشارۂ
جلیہ ہے طرف خلافت ابی بکر صدیق کے کہ حضرت نے اونکو ہر عبادت مین جو کہ قابل خلافت تھی
خصوصًا عبادت حج مین کہ مشتمل ہے طاعت بدنیہ ومالیہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا ولہذا کہا ہے
کہ وہ حج ابوبکر کا تطوع تھا اور حجۃ الاسلام اونھون نے ہمراہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
کیا تھا تاکہ اونکا فرض بروجہ تمام واقع ہو اس قصہ مین علماء حنفیہ کا ماخذ ہے درباۂ تجویز ایسے
شخص کے جسپر حج واجب ہو اور وہ نیت تطوع کی کرے خلافا للشافعیۃ لکن اتنی بات ہے کہ
فرض ہونا حج کا صدیق رضی اللہ عنہ پر ابتداءً معلوم نہین ہے اور بھیجنا علی مرتضی کا واسطے تائید
صدیق کے تھا ولہذا جب جناب امیر سے پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور تو کہا بلکہ مامور اور سبب تقویت
کا یہ تھا کہ نبذ عہد ایسے شخص کی زبان سے ہونا جو کہ عشیرۂ صاحب عہد سے ہو اقوی و آکد تھا
نزدیک عرب کے ولہذا جب حضرت سے ذکر اسبات کا آیا تو فرمایا ارسلت علیا عقب الصدیق
اور محتمل ہے کہ نزول سورۂ برات کا بعد خروج صدیق کے ہوا ہو بالجملہ علی مرتضی مامور تھے ساتھ
متابعت صدیق کے اس امر مین اسیطرح قضیۂ امامت صدیق مین بھی بزمانۂ مرض نبوی سویہ
ایک اقوی دلیل واوفی تعلیل ہے افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ پر اور اسبات پر کہ وہ احق ہین
ساتھہ خلافت عظمی و امامت کبری کے ولہذا وقت اختلاف کے امر خلافت مین بعض اجلاء صحابہ
نے کہا تھا کہ جب حضرت نے ابوبکر کو ہمارے امر دین کے لئے پسند فرمایا تو کیا ہم اونکو اپنے دنیا کے
لئے اختیار نکرین رہا اطلاق حج اکبر کا حج مخصوص پر بطریق عموم کے یوم عرفہ پر جبکہ وہ دن جمعہ کے

واقع ہو جسطرح کہ لوگونکی زبان پر جاری و مشہور ہے والسنۃ الخلق اعلام الحق سو یہ ایک امر
آخر ہے اور ایک اصطلاح عرفی ہے لکن ما رأہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن ہمارا
مقصود اس رسالہ مین بیان کرنا اسی مسئلہ کا ہے سو امام زیلعی نے شرح کنز الدقائق مین لکھا ہے
اور یہ ایک عالم حنفی اور محدث جلیل ہین ملت حنفیہ کے کہ طلحہ بن عبید اللہ جو کہ عشرہ مبشرہ مین سے
ہین وہ کہتے ہین کہ حضرت نے فرمایا ہے افضل الایام یوم عرفۃ اذا وافق یوم الجمعۃ و
ھو افضل من سبعین حجۃ فی غیر جمعۃ رواہ رزین بن معاویۃ فی تجرید الصحابۃ
مین کہتا ہون ملا علی قاری کو اس مقام مین وہم ہوا ہے طلحہ وہ نہین ہین جو کہ عشرہ مبشرہ مین سے
بلکہ یہ طلحہ بن عبید اللہ بن کریز بفتح کاف ایک تابعی ہین کما فی فتح الباری لکن علی قاری نے
یہ بات پتبعیت امام نووی لکھی ہے اور ولی عراقی نے کلام طبری سے اخذ کر کے اوپر اعتراض کیا ہے
کہ وہ تو ایک تابعی ثقہ ہین اس صورت مین یہ حدیث مرسل ٹھیری کذا فی منح المتاح شرح
الایضاح لابن حجر المکی اور زرقانی شرح موطا مین کہا ہے طلحہ بن عبید اللہ بن کریز بفتح کاف
وکسر راء وسکون تحتیہ وزای منقوطہ خزاعی ہے وثقہ احمد والنسائی وھو تابعی و وھم
من طنا احد العشرۃ لانہ تیمی واسم جدہ عثمان وھذا خزاعی جدہ کریز انتھی
اسکے بعد ملا علی قاری کہتے ہین کہ بعض محدثین نے اس حدیث کی اسناد کو ضعیف کہا ہے سو بر تقدیر
عدم صحت کے بھی کچھ مضر مقصود کو نہین ہے اسلئے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال مین نزدیک جمیع
علما ارباب کمال کے معتبر ہے انتہی مین کہتا ہون یہ دعوی کہ سبکے نزدیک حدیث ضعیف فضائل
اعمال مین اعتبار رکھتی ہے صحیح نہین ہے اسلئے کہ احکام شرح کے متساوی الاقدام ہین اور ثبوت
حکم کا حدیث ضعیف سے نہین ہو سکتا جسطرح کہ کتاب نیل الطالب مین فتاوی شوکانی سے نقل کیا
کما ہے پھر ملا علی قاری کہتے ہین کہ بعض جہال نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع اور باطل مصنوع ہے

سویہ قول مردود علیہ و منقلب الیہ ہے اسلئے کہ امام زین عبدری کبار محدثین و عظماء مخرجین مین سے
ہین اونکی نقل ایک سند معتمد ہے نزدیک محققین کے اور اونھون نے اس حدیث کو تخریج صحاح ستہ
مین ذکر کیا ہے سویہ روایت اگر صحیح نہین ہے تو لااقل ضعیف ہے اور معتضد ہے ساتھہ اس روایت کے
کہ ان العبادۃ تضاعف یوم الجمعۃ مطلقا سبعین ضعفا بل بمأیۃ ضعف کما
سیاتی اور امام نووی نے اپنے منسک مین ذکر کیا ہے کہ قیل اذا وافق یوم عرفۃ یوم جمعۃ غفر
لکل اھل موقف اتفاقا اور اسکو ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین بعض سلف سے نقل کیا ہے
اور ابن جماعۃ نے حضرت تک مسند کیا ہے اور سیوطی نے اوسکو محرر و مقرر رکھا اور قاعدہ یہ ہے کہ تعدد
طرق سے حدیث قوی ہو جاتی ہے اور اصلیت پر دلالت کرتی ہے انتہی مین کہتا ہون نووی نے
بلفظ قیل صیغۂ تمریض کہا ہے اور ابو طالب صوفی ہین علاوہ اسکے اقل سلف سے ہین نہ حضرت سے
اور ابن جماعۃ فقیہ ہین اور سیوطی کی تحریر تقریر پر اطلاع نہین ہے کہ کچھہ کہا جاوے اور صورت ضعف
مین حجت قوی نہین ہو سکتی ہان استیناس افضلیت کا فی الجملہ ہو سکتا ہے سو اور وجوہ آیندہ
سے بھی پایا جاتا ہے نہ خاص اس حدیث سے واللہ اعلم بعض نے یہ استشکال کیا ہے کہ ان اللہ
یغفر لاھل الموقف مطلقا آیا ہے پھر وجہ تخصیص کے ساتھہ یوم جمعہ کے کیا ہے سو جواب
اسکا یہ ہے کہ وقفہ یوم جمعہ مین مغفرت حاج اور غیر حاج سب کی ہوتی ہے جو کوئی اوسدن وہان
حاضر ہو اور غیر جمعہ مین فقط حاج کی مغفرت ہوتی ہے نہ سائر ایام کی لیکن اس جواب مین یہ استشکال
ہے کہ حدیث ابن عمر مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا لا یبقی احد یوم عرفۃ وفی قلبہ وزن
خردلۃ من ایمان الا غفر لہ فقال لہ رجل یا رسول اللہ الا ھل عرفۃ خاصۃ ام للناس
عامۃ فقال بل للناس عامۃ رواہ ابن الجوزی وغیرہ ظاہر اس حدیث کا عام ہے
عرفہ کو خواہ دن جمعہ کے واقع ہو یا نہین حالانکہ عبرت عموم لفظ کو ہے نہ خصوص سبب کو سو دفع اس

اشکال کا یون ممکن ہے کہ روایت طبرانی مین رفعاً آیا ہے ان الرحمۃ تنزل علی اطراف الموقف
فتعم ویغفر لصریحها فانی بعد ثم تفرق فی الارض من هنالك کوئی کہے کہ اس حدیث مین
تو فقط غفران اہل موقف کا دن جمعہ کے ذکر ہے پھر غفران حاج وغیر حاج یعنی جو تو اسکا جواب
یہ ہے کہ مراد حاج سے متلبس بنسک ہے اور غیر حاج سے وہ شخص مراد ہے جو کہ متلبس بنسک نہین ہے
یعنی محرم نہو اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ اہل موقف شامل ہے اوس مسلمان کو جو کہ زمین عرفہ مین ہے
اور اوس کو جو وہان نہین ہے کیونکہ ہر مسلم اسکی اہلیت رکھتا ہے شاید اظہر یہ ہے
کہ مراد حاج سے کامل الحج ہے جو کہ مراعی ستر الحاج کا ہے اور اس بات کا استحقاق رکھتا ہے
کہ یون کہا جائے کہ اوسکا حج مبرور و مقبول ہے اور مراد غیر حاج سے مقصر فی الامر ہے تصحیح نیت
مین مثلاً جسطرح کہ اکثر لوگ حج لطور افتخار و ریا و سمعہ و تنزہ و تفرج و تجارت اور سائر اغراض فاسدہ و اعواض
کاسدہ کے کیا کرتے ہین اسی معنی مین وہ لوگ بھی ہین جو کہ بعض شرائط و ارکان و واجبات حج کے جہلاً
یا سہواً ترک کرتے ہین یا حج مین مال حرام صرف کرتے ہین اور مثل اسکے جو کہ مستحق اسبات کے ہین کہ
اونکے حج کے حق مین یون کہا جائے لا لبیك و لا سعدیك و حجك مردود علیك
اور یہ بھی ایک جواب ہو سکتا ہے کہ مراد غیر حاج سے وہ شخص ہے کہ فوات حج پر متاسف ہے حالانکہ حج
پر قادر تھا یا مراد وہ شخص ہے جو کہ آنیسے عاجز رہا حالانکہ تصمیم عزم و قصد جزم رکھتا تھا کیونکہ حدیث
مین آیا ہے کہ نیۃ المومن خیر من عملہ اور حضرت نے بعض غزوات مین اپنے اصحاب سے فرمایا تھا
ما سرتم مسیرا فی سبیل اللہ لا اجماعۃ من اہل المدینۃ معکم حبسہم
العذر یا مراد غیر حاج سے وہ شخص ہے جو کہ راہ حج مین مر گیا ہے یا اوس سے وقوف عرفہ کا بسبب
احصار کے فوت ہو گیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان سب وجوہ کو اخذ کیا جائے اسلئے کہ اللہ تعالے
کا فضل وسیع اور اوسکا کرم بدیع ہے اور ابن جماعہ نے اصل اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ احتمال

ہے کہ اللہ تعالیٰ اسب کو دن جمعہ کے بخشدے بغیر واسطہ اور غیر جمعہ مین ایک قوم کو حوالہ دوسری قوم
کی کرے اسی کو مؤید وہ روایت ہے جو کہ دربارۂ مطلق عرفہ آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اونکی مسیئی و محسن سبکو
بخشدیتا ہے کوئی کہے کہ موقف مین ایسے لوگ بھی ہوتے ہین کہ جنکا حج قبول نہین ہوتا تو پھر اوسکی
بخشش کسطرح ہوسکتی ہے تو یہ کہینگے احتمال ہے کہ اوسکے گناہ مغفور ہون اور اوسکو ثواب حج مبرور
کا نہ ملے کیونکہ مغفرت کچھ مقید بقبول نہین ہے اور یہ تاویل اوسی وقت لازم آتی ہے کہ احادیث
مغفرت کی واسطے جمیع اہل موقف کے ٹھہرین تو اس قید کا ہونا ضرور ہے جسطرح کہ بعض نے ذکر
کیا ہے اسکی مؤید یہ روایت ہے کہ ان حجۃ غیر مقبولۃ خیر من الدنیا وما فیھا
اور محتمل ہے کہ حصول قبول کا بروجہ شمول و وصول مغفرت کا بطریق عموم رحمت اختصاص
وقفۂ جمعہ مین سے ہو کوئی کہے کہ جب مغفرت ہر تقدیر پر حاصل ہے تو پھر تخصیص مین کیا فائدہ
ہے واسطے مغفور لہ کے تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ مزید تنویہ بالشرف اور کمال مغفرت و استقلال
رحمت جو کہ اس قرب مین ہے اور یہ قرب محتاج کسی واسطہ کا نہین ہے کافی ہے توضیح اسکی
یہ ہے کہ عوام اسدن و اصل رتبۂ خواص اور خواص و اصل رتبۂ اخص و ہلم جرا ہو جاتے ہین اور یہ
بات نہین ہے مگر بسبب تضاعف اجر و ثواب کے باعتبار شرف زمان و تحقق اقتران کے اور
جسطرح کہ امکنۂ مشرفہ کو مزیت ہین شرف اعمال کے دخل ہے اسی طرح ازمنۂ مشرفہ کو مزید ثواب
افعال مین تاثیر ہے اور اسمین شک نہین ہے کہ جمعہ کا دن افضل ایام اسبوع ہے اور یوم عرفہ
افضل ایام سال ہے سو جب یہ دونون جمع ہوئے تو وہ حج نور اعلی نور ہو گیا یھدی اللہ لنورہ
من یشاء ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ اور منجملۂ مزایای اس اقتران کے ایک
یہ بات ہے کہ جمعہ مین ایک ساعت ایسی ہے کہ اوسمین دعا قبول ہوتی ہے بخلاف غیر جمعہ کیونکہ
جمعہ کو ایک مزیت کاملہ و مرتبۂ فاضلہ حاصل ہے اور جمہور کہتے ہین کہ وہ ساعت جمعہ کے وقت خطبہ

کے ہوتی ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ بعد عصر سے تا غروب ہوتی ہے اور کسی نے کہا کہ
زوال سے تا غروب سو یہی انسب بمقام واقرب بعموم ہے مین کہتا ہون ساعت جمعہ مین قریب
چالیس قول کے ہین اور اقوی قول یہ ہے کہ بعد عصر سے متصل غروب تک ہوتی ہے اور یہی وقت
وقوف عرفہ کا ہے ولہذا آنحضرت صلعم بعد غروب کے عرفہ سے طرف مزدلفہ کے افاضہ کرتے تھے
واللہ اعلم از انجملہ ایک خصوصیت اس دن کو یہ ہے کہ جمعہ کا نام جنت مین یوم المزید ہوگا اور مین زیادت
نعمت اور رؤیت لقاء الٰہی اور سماع کلام حق سبحانہ وتعالیٰ ہوگا اور یہ دونون دن جمعہ و عرفہ کے
شاہد و مشہود ہین آیہ کریمہ مین اور اللہ نے ان دونون کی قسم کھائی ہے علی بن ابی طالب نے
قولہ تعالیٰ وشاھد ومشھود مین کہا ہے کہ شاہد دن جمعہ کا ہے اور مشہود دن عرفہ کا
اور ابوہریرہ نے رفعاً کہا ہے الیوم الموعود یوم القیامۃ والمشھود یوم عرفۃ والشاھد
یوم الجمعۃ ما طلعت الشمس ولا غربت علی یوم افضل من یوم الجمعۃ
رواہ حمید بن زنجویہ یہ دلیل ظاہر ہے اس بات پر کہ تنہا دن جمعہ کا افضل ہے تنہا یوم عرفہ
سے پس ثابت ہوا کہ یہ دن سید الایام ہے جس طرح کہ السنۂ انام پر مشہور ہے بہتر یہ بات ہے کہ دن
جمعہ کا یوم المغفرۃ ہے مثل یوم عرفہ کے انس سے رفعاً آیا ہے ان اللہ تبارک وتعالیٰ
لیس تبارک احداً من المسلمین یوم الجمعۃ الا غفر لہ رواہ ابن عدی
والطبرانی فی الاوسط بسند جید اور یہ دن جمعہ کا یوم العتق ہے مثل یوم عرفہ کے انس
رفعاً کہتے ہین ان یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ اربعۃ وعشرون ساعۃ لیس فیھا ساعۃ
الا ولہ فیھا استۃ عتیق من النار کلھم قد استوجبوا النار رواہ البخاری فی
تاریخہ وابو یعلی واخرجہ ابن عدی والبیھقی فی شعب الایمان بلفظ ان للہ
وکل جمعۃ ستۃ الف عتیق من النار کلھم قد استوجبوا النار

یہ روایت مناسب اس مقام کے اور موافق قول بعض علماء کرام کے ہے کہ اہل موقف چھ لاکھ ہوتے ہین اگر اس سے کم ہوتے ہین تو فرشتونسے گنتی اس عدد کی کامل کیجاتی ہے ملائکہ حاضر ہوجاتے ہین دین جمعہ کا یوم المباہات ہے مثل یوم عرفہ کے ابن سعد نے طبقات مین حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے رفعاً روایت کیا ہے کہ ان اللہ تعالی یباھی بالملائکۃ بعبادہ یوم عرفۃ بقولہ عبادی جاؤنی شعثا غبرا یتعرضون لرحمتی فان اشھدکم انی قد غفرت لمحسنھم وشفعت محسنھم فی مسیئھم واذا کان یوم الجمعۃ فمثل ذلک یہ برہان واضح ہے اس بات پر کہ اجتماع ان دونون دن کا موجب ہے زیادت مغفرت وشمول رحمت وعموم قبول وشمول حصول وصول کو اور جو شخص اسکا انکار کرے وہ جاہل ہے اوسکو منقول ومعقول پر کچھ اطلاع نہین ہے جمعہ کے دن حسنہ مضاعف ہوتا ہے طبرانی نے ابوہریرہ سے رفعاً روایت کیا ہے تضاعف الحسنۃ یوم الجمعۃ ایک حدیث مین ستر ضعف آیا ہے یہی ملائم اس محل کے حمید بن زنجویہ نے فضائل اعمال مین سعید بن رافع سے روایت کیا ہے من عمل یوم الجمعۃ ضعف بعشر اضعافہ فی سائر الایام اس حساب سے مضاعفت ستر ضعف پر بھی زیادہ ہوتی ہے اور سو عدد تک پہنچتی ہے یہی مطابق اس قول آنحضرت کے ہے اذا وافق یوم عرفۃ یوم جمعۃ فضل فھو من سبعین حجۃ اس سے ظاہر ہوا کہ مراد سبعین سے کثرت ہے نہ تحدید وتعیین حضرت کا حج دن جمعہ کے واقع ہوا تھا اسمین موافقت ہے ساتھ حضرت کے اور اللہ تعالی افضل ہی کو بروجہ اکمل واسطے سید رسل کے اختیار کرتا ہے ف بیان اسکا یہ ہے کہ حضرت نے ادا حج مین بعد وجوب کے تاخیر کی باوجود تحقق اس آیت کریمہ کے سارعوا الی مغفرۃ من ربکم اس جگہ سے علماء کا اختلاف ہوا سبب تاخیر مین باوجود وجوب حج کے علی الفور بعد ثبوت شرائط وجوب وادا کے نزدیک اکثر علماء کے بعض نے کہا یہ تاخیر بسبب وقوع نسیئی کی طرف سے کفار کے ہوئی تھی جس سے ادا کنا حج کا

بعض احرام مین خیر یا حج مین لازم آتا تھا اس سے بطلان اس قول کا کہ ابوبکر نے حج ذی قعدہ مین
کیا تھا ثابت ہوا بلکہ اول نکاح ذیحجہ ہی مین ہوا تھا بعض نے کہا سبب تاخیر یہ تھا کہ جب حضرت نے
ارادہ حج کا کیا تو لوگون سے ذکر کیا کہ کفار طواف بیت کا برہنہ ہو کر کرتے ہین اور مسلمان متر کہ مشابہ ہو جاوین
کیونکہ مشرکین کو امن دی گئی تھی ایک مدت معلوم تک اور وہ مدت عہد ہو گیا تھا اسکے سوا اور اسباب
تاخیر حج سے اسلئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور بعد علی مرتضیٰ کو صدر سورۂ برات دیکر
روانہ کیا کہ کفار پر نبذ عہود کا مضمون پڑھ دین اور کہدین کہ لا یحج بعد العام مشرک کہ
اشارہ الیہ سبحانہ وتعالیٰ بقولہ یا ایھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا
المسجد الحرام بعد عامھم ھذا اور نسئی حرام ہوئی وغیر ذلک اور کچھ دور نہین ہے کہ تاخیر حج کی
اسلئے ہوئی ہو کہ سید الایام نام کا حج سید الایام والاعوام مین واقع ہو کہ یہی لایق تر بمقام جناب رسالت
مآب تھا اور یہ حج شریح سے افضل تر ہو واسطے جبر فوات حج کے بعد ہجرت کے کوئی کسر ظاہر نہین
سالم دلیل ہے جواز تاخیر حج پر وقت وجوب سے تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت کو وحی سے معلوم ہو گیا
ہو گا کہ وفات تک نہین ہے کہ حج کرین اور دین خدا تمام ہو یا معمول ہے فقد بعض شرائط وجوب ادا
پر اس صورت مین تمسک نہین ہو سکتا کیونکہ استدلال کو ہمارا احتمال کے مستقل نہین ہوتا ہے دوسرے
یہ کہ عدد عشر کو ہر مرتبہ مین مراتب حساب سے ایک طرح کا کمال ہے کما اومی الیہ قولہ تعالیٰ تلک عشرۃ
کاملۃ وقولہ سبحانہ واتممناھا بعشر وقولہ تعالیٰ ولیال عشر اسی جگہ سے
عشرۂ مبشرہ وما بایع عشرہ بھی ہین ونحو ذلک من الامور المعتبرۃ تیسرے یہ کہ اوس دن
یہ آیت اوتری الیوم اکملت لکم دینکم علی رضی اللہ عنہ کہتے ہین جب یہ آیت اوتری جمعہ عرفہ
کو تو حضرت عرفہ مین کھڑے تھے رواہ ابن جریر وابن مردویہ اور باسانید متعددہ ابن عباس
وقتادہ وسعید بن جبیر وشعبی سے آیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت عرفات مین کھڑے تھے

اور لوگ ہر طرف سے آپکو گھیرے ہوئے تھے اور منار جاہلیت ڈھا دیا گیا اور اونکے مناسک مٹائے گئے اور شرک مضمحل ہو گیا اور کسیسے طواف بیت کا عریان ہو کر نہ کیا اور کوئی مشرک اس سال حج مین ہمراہ حضرت کے نہ تھا دواہ السیوطی فی الدر المنثور اور محی السنہ نے تفسیر معالم التنزیل مین کہا ہے کہ نزول اس آیت کا دن جمعہ کے یوم عرفہ مین بعد عصر کے حجۃ الوداع مین ہوا تھا اور حضرت عرفات مین ناقہ عضبا پر سوار تھے قریب تھا کہ عضباء ناقہ کا ثقل سے اس آیت کے ٹوٹ جائے وہ اونٹنی بار وحی سے بیٹھ گئی پھر بغوی نے اپنی اسناد سے تا بخاری طارق بن شہاب سے یون روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے عمر بن خطاب سے کہا ای امیر المومنین ایک آیت ہے تمہاری کتاب مین جسکو تم پڑھا کرتے ہو اگر ہم کہ معشر یہود ہین نازل ہوتی تو ہم اوسدن کو عید ٹھیراتے عمر نے کہا کون آیت ہے کہا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کہا قد عرفنا ذلک الیوم والمکان الذی انزلت فیہ علی رسول اللہ صلعم وھو قائم بعرفۃ یوم جمعۃ انتھی اس حدیث کو حمیدی و امام احمد و عبد بن حمید و بخاری و مسلم و ترمذی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن حبان نے بھی طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے بغوی کہتے ہین عمر رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا طرف اسکے کہ یہ دن ہماری عید ہے مین کہتا ہون کہ مشہور یہ ہے کہ جواب مین یون کہا انا جعلنا ذلک الیوم عیدین فی الحساب واللہ اعلم درمنثور مین بروایت ابن جریر قبیصہ بن ذویب سے ذکر کیا ہے کعب نے کہا کہ اگر اس امت کے سوا کسی اور امت پر یہ آیت اوترتی تو اوسدن کو یاد رکھکر عید ٹھیراتے اور اوسمین جمع ہوتے عمر نے کہا ای کعب وہ کونسی آیت ہے کہا الیوم اکملت لکم دینکم عمر نے کہا مین جانتا ہون اوسدن کو جسمین یہ آیت اوتری اور اوس مکان کو جہان نازل ہوئی تھی وہ روز جمعہ یوم عرفہ ہے وکلاھما بحمد اللہ لنا عید ابن عباس نے یہ آیت پڑھی ایک یہودی نے کہا لو نزلت ھذہ

الآیۃ عیسیٰ لا تخذنا یوم عیدا ابن عباس نے کہا فانما نزلت فی یوم عیدین اجتمعا
فی یوم جمعۃ یوم عرفۃ بہر کیا کان ذلک الیوم خمسۃ اعیاد جمعۃ وعرفۃ
وعید للیہود والنصاری والمجوس ولم یجتمع اعیاد اھل الملل فی یوم قبلہ
ولا بعدہ اخرجہ الطیالسی وعبد بن حمید والترمذی وحسنہ وابن
جریر والطبرانی والبیہقی فی الدلائل شاید مراد یوم سے اس روایت مین وقت ہے
تاکہ اطلاق عید یہود وما بعدہ کا اوسپر صحیح ہو اور مراد لقبیہ اعیاد سے وقوع اون اعیاد کا بہ بیت
ہے اور لفظ یوم کا آیۂ کریمہ مین اپنی صراحت پر معنی نہار مین ہے سو دو عیدین مجتمع ہوئین جمعہ
وعرفہ تو دو حج فراہم ہوئے کیونکہ ابن عباس سے رفعاً آیا ہے الجمعۃ حج المساکین رواہ ابن
نجویہ فی ترغیبہ والقضاعی دوسرے لفظ اس روایت کا نزدیک قضاعی وابن عساکر کے
یہ ہے الجمعۃ حج الفقراء سو فراہم ہونا دو حج کا یعنی حج حقیقی ومجازی کا اور حج اغنیا وحج فقرا
کا موجب ہے اس بات کو کہ ایسے حج کا نام حج اکبر رکھا جائے واللہ اعلم وفضلہ اکثر و
اعظم انتہی کلام القادری تحریر مین کہتا ہون یہ آیت دلیل واضح ہے اس بات پر کہ دین اسلام
محتاج تکمیل کا رای وقیاس سے نہین ہے کیونکہ اگر اس حاجت کو ثابت وقائم رکھا جاوے گا
تو قول الہی مین کذب لازم آتا ہے اور شئی کامل وہی چیز ہوتی ہے جسمین کسی طرح کا نقصان
ظاہری وباطنی نہ پایا جائے سو یہ دین حق بحمدہ تعالی اسیطرح چیز ہے ولہذا محققین اہل علم نے
کہا ہے کہ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ متکفل فصل جملہ قضیہ ہین تا یوم القیام اور حاجتمند الحاق
رای والتصاق قیاس کے نہین ہین احتیاج طرف اجتہادات وتفریع کے اوسی کو ہوتی ہے
جو کہ مزاول کتاب وسنت بروجہ اتقان نہین ہے اور جس سعادتمند کو توفیق عبور وعشور کی قرآن
وحدیث پر بروجہ تمام رفیق حال ہوئی ہے وہ حکم ہر مسئلہ کا اصل کتاب وسنت سے نکال کر

بتا سکتا ہے اکثر جزئیات احکام کے قرآن وحدیث مین موجود ہین خصوصاً جوابات سید الانام بابت سوالات صحابہ کرام کے چنانچہ رسالہ بلوغ السول من اقضیۃ الرسول اسکا شاہد ہے اور جہان کہین بعینہ کوئی جزئیہ دستیاب نہین ہوتا ہے اوس جگہہ کے لئے کلیات شریعت وعمومات ادلہ کفایت کرتے ہین ولہذا حدیث مین قرآن وسنت کو ثقلین فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جب تک تم ان دونون کے ساتھہ متمسک رہوگے گمراہ نہوگے اس سے معلوم ہوا کہ ترک تمسک سے گمراہی نصیب ہوتی ہے اور معنی تمسک کے یہی ہین کہ انھین دونون اصل اصیل کے ارد گرد رہے اور تدبر وتفکر وتامل کرے نہ یہ کہ انکو ترک کرکے اور دار مدار احکام مسائل کا رای وقیاس واجتہاد پر رکھے جب سے اہل اسلام خصوصاً علماء کرام نے اس شیوہ کو ترک کردیا ہے تب ہی سے غربت اسلام نے ہر طرف سے ہجوم کیا ہے یہانتک کہ اب جو کچھہ کیفیت ضعف مسلمین اور غربت اسلام کی ہے وہ مخفی نہین ہے یہ ہزارون اسفار گرانبار فتاوای فروع کے مملو ہین آرا رجال وقیل وقال سے اور کسی ایک فتاوی مین استدلال کتاب عزیز سے یا احتجاج سنت مطہرہ سے پایا نہین جاتا تعامل خلق اسی پر آٹھیرا ہے کہ ایک فقیہ دوسرے فقیہ متقدم کے اقوال کو اصول دین سمجھہ کر اجتہاد در اجتہاد اور تفریع در تفریع اور استنباط در استنباط کرتا چلا آتا ہے اور اس عمل درآمد اہل فقہ سے مزاولت قرآن وحدیث کے بالکل السنۂ وقلوب متسمین بالعلم سے جاتی رہی اور توجہ خاص وعام کی اس معجزۂ باقیہ وحجت الٰہیہ سے بالکل اوٹھہ گئی اور اسقدر اختلاف آرا وفرعیات کا طول وعرض بڑھہ گیا کہ اصل مدعا فوت ہوگیا اور لب مستور ہوکر قشر پر جمود ہوگیا ۵

کان ما کان بیننا		فسلام علیکم	

یہ محل اس تحریر کی اطالت کا نہین ہے اطلاعاً یہ تقریر لکھی گئی اور اس مسئلۂ خاص مین خود کلام ملا علی قاری سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسے حج پر تسمیہ حج اکبر کا کسی نص صریح ودلیل صحیح سے

تابت نہین ہے جمع بین الروایات سے افضلیت ایسے حج کی جو دن جمعہ کے واقع ہو نکلتی ہے سو اس
شک نہین ہے کہ خصائص جمعہ بہت ہین سیوطی نے رسالہ نور اللمعہ مین اون سب خصالیص کو جمع
کیا ہے اور ایک سو کے قریب گنا ہے پس اجتماع جمعہ و عرفہ مین مزیت ظاہرہ ہے اور حج اکبر کا لفظ
مجازاً بول سکتے ہین گو یا ایک اصطلاح جدید ہے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح ورنہ اطلاقات کتاب و سنت
مین استعمال اس لفظ کا حق مین ایسے حج جامع جمعہ و عرفہ پر پایا نہین جاتا اسکے بعد ملا علی قاری نے کہا ہے
کہ میں توفیق الٰہی ہر دقعہ واقعہ فی الجمعہ مین اسبات کا ملتزم ہون کہ طرف سے حضرت رسالت کے محرم
ہون کیونکہ بعض اکابر صوفیہ سے منقول ہے کہ وہ طرف سے حضرت کے اضحیہ کیا کرتے تھے بدل مین اوس
اضحیہ کے جو کہ حضرت نے طرف سے اپنی امت کے کیا تھا یعنی وہ امت کہ اضحیہ کرنیسے عاجز تھی اور یہ
کام کرنا ہمپر واسطے ادا قضا رجزار کے بعض واجبات مین سے ہے کیونکہ حضرت کی آلاء و نعماء ہمپر
بیحساب ہین اور معذا میرا اعتقاد یہ بھی ہے کہ حضرت بجسب روح مکرم حضور سے اس مجمع معظم کے
خالی نہین رہتے خصوصاً اس یوم مفخم مین جسطرح کہ حدیث صحیح مسلم اسپر دلیل ہے کہ حضرت نے موسی
و یونس علیہما السلام کو مابین حرمین تہ لیفین تلبیہ کہتے ہوئے اور طرف اللہ کے تضرع کنان آتے
ہوئے دیکھا تو اب اسمین کچھ شک نہین ہے کہ حضرت اپنے زمان ولایت مین ساتھ اس منصب کے
اولی تر ہین انتہی کلامہ رحمہ مین کہتا ہون کہ احرام باندھنا طرف سے حضرت کے اوس حج مین جو دن
جمعہ کے واقع ہو یا قربانی کرنا طرف سے حضرت کے دن نحر کے جائز ہے کوئی دلیل مانع اس عمل سے نہین ہے
بلکہ ثواب عبادت کا کوئی عمل خیر ہو مثل صدقہ کے ہر میت مسلمان کو نزدیک جمہور کے پہنچتا ہے
لکن حضور روح مبارک کا مجمع حج مین محتاج دلیل کا ہے اور جس حدیث مسلم سے اسنجا استدلال
کیا ہے وہ حدیث دلیل صریح اس مدعا پر نہین ہے اور نہ اوسکا یہ مطلب ہے کہ ارواح انبیاء علیہم السلام
واسطے حج کے آیا کرتی ہین اسلئے کہ بعد موت کے پیغمبر ہو یا کوئی امتی سب سے تکلیف ساقط ہو جاتی

ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اونکی قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا تھا سو وہ نماز کچھ بطور تکلیف کے نہ تھی اور اگر یہ آنا بطور تکلیف کے نہین ہے بلکہ بلا تکلیف ہے تو واسطے اس دعوی کے نص صریح چاہیے کیونکہ مقصود حضرت کا حدیث مذکور سے بیان شرف بیت اللہ کا اور حج کرنا انبیاء سابقین کا طرف اس گھر کے اونکے زمانۂ حیات مین ہے نہ بعد ممات کے اللہ تعالیٰ نے حضرت پر کیفیت سابقہ کو کشف کر دیا نہ یہ کہ اونکی روح ہر سال واسطے حج کے آتی ہے اسواسطے یہ استدلال ناتمام ہے اسی قبیل کا وہ اعتقاد ہے کہ مختلفین مولد نبوی یہ زعم رکھتے ہین کہ احتفال مذکور مین روح پر فتوح جناب رسالت رونق بخش ہوتی ہے اور اسی بنیاد پر واسطے تعظیم کے قیام کرتے ہین حالانکہ یہ امر مقاصد دین حق اور اخلاص توحید سے بمراحل بعید ہے واللہ اعلم ✤

مسئلہ فضائل نکاح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ لا تموتن الا وانتم مسلمون سو منجملہ تقوی کے ایک نکاح ہے اور یہ نکاح منجملہ شعائر اسلام کے ہے اور فرمایا یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا اس آیت شریف مین ذکر تزویج و تکثیر اولاد کا اور ارشاد طرف تقاوت وطہارت کے فرمایا ہے اور ذکر قرابت کا کیا ہے اور فرمایا واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدۃ ورزقکم من الطیبات یہ درحقیقت ایک نعمت عظمی ہے رب کی بندون پر کہ اونکے لئے ازواج پیدا کئے اور اولاد اور اولاد کی اولاد دی وقال تعالیٰ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربک قدیرا نسب وہ ہے جو باپ کی طرف سے ہو صہر وہ ہے جو زوجہ کی طرف سے ہو رشتہ کا حصر گویا انھین دو شکل مین کیا ہے ایک دہیال دوسرے ننہیال اور فرمایا

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم سے یہ امر کا واسطے وجوب کے ہے اس سے نکاح ثانی کا کرادینا واجب ٹھیرا ہے پھر کوئی نکاح ثانی بیوہ کو بیکار سمجھے اور انکار کرے وہ گویا اللہ کی کتاب سے منحرف ہے اور یہ انحراف اسکو کفر تک پہنچا دیتا ہے اور فرمایا ومن آیاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لآیات للعالمین یہ اختلاف زبان ولغت ولون کا ظاہر ہے پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زبان ولون زوجین کا دگرگون ہوتا ہے جسطرح کوئی مرد ہندی کسی زن عربی فارسی سے نکاح کرے یا بالعکس اسکے اور کوئی گورا مرد کالی عورت کو بیاہے یا بالعکس اسکے اور یہ بہت ہوا کرتا ہے حدیث انس میں فرمایا ہے جو شخص یہ چاہے کہ اللہ سے طاہر مطہر ہوکر ملے اوسکو چاہئے کہ وہ آزاد عورتوں کو بیاہے رواہ ابن ماجۃ عائشہ کا لفظ رفعاً یوں ہے ہندہ نے جب بیاہ کرلیا تو اوسنے نصف دین مستکمل کرلیا اب اوسکو چاہئے کہ نصف باقی میں اللہ سے ڈرے رواہ البیہقی فی شعب الایمان اور حدیث معقل بن یسار میں کہا ہے کہ تم بیاہ کرو دوست رکھنے والی جننے والی عورت سے کیونکہ میں بڑہا چاہتا ہوں تمسے اور امتوں پر رواہ ابوداؤد والنسائی عتبہ بن عویم نے سرسلاً کہا ہے علیکم بالابکار فانھن اعذب افواھا وانتق ارحاما وارضی بالیسیر رواہ ابن ماجۃ اسمیں دلیل ہے افضلیت پر کنواری عورت کی بیاہی عورت پر ابوامامہ رفعاً کہتے ہیں حاصل نہیں کی مومن نے بعد تقوی خدا کے کوئی چیز بہتر زن نیکبخت سے اگر اوسکو حکم کرتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اور اگر اوسکی طرف دیکھتا ہے تو وہ اوسکو خوش کرتی ہے اور اگر اوسکو قسم دیتا ہے تو اوسکو سچا کرتی ہے اور اگر اوس سے غائب ہوتا ہے تو اوسکی خیرخواہ رہتی ہے اپنی جان اور اوسکے مال میں رواہ ابن ماجۃ حدیث عائشہ میں فرمایا ہے ان اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مئونۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

محرر مسطور کو اس حدیث کے مصداق کا تجربہ ہو چکا ہے ولله الحمد ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یون ہے کہ تین شخص ہین اللہ پر حق ہے کہ اونکی مدد کرے ایک مکاتب جو کہ زر کتابت ادا کرنا چاہتا ہے دوسرا ناکح جو کہ مرید پارسائی ہے تیسرا مجاہد راہ خدا ہین رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجۃ صحیحین مین ابن مسعود سے رفعاً آیا ہے اے گروہ جوانون کی تم مین جسکو استطاعت بارت کی ہو یعنی جماع یا مؤنت نکاح کی وہ بیاہ کرلے کہ یہ اغض للبصر واحصن للفرج ہے اور جسکو یہ استطاعت نہو وہ روزے رکھے کہ یہ اوسکے لئے خصی ہونا ہے مسلم کا لفظ ابن عمر سے یون ہے کہ ساری دنیا متاع ہے اور بہتر متاع دنیا زن صالحہ ہے اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے کہ نکاح کیا جاتا ہے عورت سے چار باتون کے لئے مال اور حسب وجمال ودین سو تو دیندار کو حاصل کر تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہون متفق علیہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ اگرچہ رعایت مال وحسب وجمال کی جائز ہے لیکن فضیلت دیندار ہی کو ہے اور رعایت دین کی بقیۂ امور پر مقدم ہے ولہذا عدم رعایت دین پر بد دعا وی ہے مال کو دیکھنا نکاح مین عادت یہود کی تھی اور جمال پر نظر کرنا رسم نصاریٰ ہے اور حسب کی مراعات مجوس مین تھی دین اسلام مین رعایت اسلام وتقوی کی ان سب امور پر مقدم واہم ہے اس رعایت کے ساتھ اگر کوئی امر مایحب امور باقی بھی جمع ہو جائین تو پھر کیا پوچھنا ہے حدیث عائشہ مین یہ بھی فرمایا ہے کہ تخیروا لنطفکم فانکحوا الاکفاء وانکحوا الیہم رواہ ابن ماجۃ والحاکم والبیہقی فی شعبہ دوسرا لفظ انکا رفعاً یہ ہے تخیروا لنطفکم فان النساء یلدن اشباہ اخواتھن واخواتھن رواہ ابن عدی وابن عساکر یعنی تم اپنے نطفون کے لئے اچھی جگہ اختیار کرو اور برادری مین بیاہو کیونکہ عورتین اپنے ہی بھائی بہن کے مانند جنتی ہین اور اس کا لفظ یہ ہے تخیروا لنطفکم واجتنبوا ھذا السواد فانہ لون مشوہ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ یعنی کالے رنگ سے بچو کہ یہ برا رنگ ہے اہل نار سب سیاہ رنگ سیاہ رو ہونگے عائشہ نے رفعاً کہا ہے تزوجوا النساء فانھن یاتین بالمال

رواہ الدارقطنی والخطیب میں کہتا ہوں مجکو اتفاق تزوج کا ساتھ ذات الدین اور ذات المال دونوں کے ہوا ہے ولید الحمد ابو امامہ کی حدیث میں رفعاً آیا ہے تم سیاہ کیا کرو کہ میں مکاثرت کرونگا تمسے امم پر اور مت ہو جاؤ مثل رہبانیت نصاریٰ کے رواہ البیہقی یعنی ترک یا عار و انکار کر یا نکاح سے ایک طرح کی رہبانیت مبتدعۂ اہل کتاب ہے قال تعالیٰ ورہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم ہاں اگر کوئی بسبب عدم وجود زن صالحہ و ذات الدین کے تزوج سے معذور رہے تو امید ہے کہ ماذور ہوگا جسطرح کہ نکاح کر لے پر ماجور ہوتا ہے ابو موسیٰ رفعاً کہتے ہیں تزوجوا ولا تطلقوا فان اللہ لا یحب الذواقین ولا الذواقات رواہ الطبرانی اسمیں منع کیا ہے طلاق دینے سے اور ذائقہ گیرون کو خواہ مرد ہوں یا عورتیں مبغوض خدا فرمایا ہے کیونکہ محبت رضا کی ضد ہے جسطرح سخط و بغض ہوتا ہے علی مرتضیٰ رفعاً کہتے ہیں تزوجوا ولا تطلقوا فان الطلاق یہتز منہ عرش الرحمن رواہ ابن ماجۃ یعنی طلاق دینے سے رحمن کا عرش ہل جاتا ہے معلوم ہوا کہ طلاق بہت بری چیز ہے اور جبتک کہ مسلمان کے ایمان و اسلام میں کوئی خلل و آفت بسبب اوس عورت کے نہ آوے تب تک طلاق نہ دے اور اوسکو دشمن نہ رکھے اگر ایک خصلت اوسکی ناپسند ہوگی تو دوسری پسند آئیگی ہاں جب دیکھے کہ اسلام و ایمان میں خرابی و بربادی آتی ہے تو اوسوقت مجبوری سے چھوڑ دے جسطرح کہ زن ثابت بن قیس نے اپنے شوہر سے خلع کر لیا تھا اور حضرت سے کہا تھا کہ مجکو اوسکے خلق و دین پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مجکو اپنی جاں پر خوف کفر کا اسلام میں ہے اوسپر حضرت نے حکماً خلع کرا دیا اور وہ باغ جو مہر میں اوسکو ملا تھا واپس دلا دیا سعید بن ابی ہلال سے مرسلاً آیا ہے تناکحوا تکثروا فانی اباہی بکم الامم یوم القیامۃ رواہ عبد الرزاق فی جامعہ معلوم ہوا کہ علت غائی نکاح کی تکثیر امت ہے نہ تزویج شہوت و تحقیق لذت اگرچہ

ضمن جماع مین تبعاً لذت بھی ہاتھہ آتی ہے لکن اوسکو مقصود اولی قرار نہ دے تاکہ نفع واجر نکاح
سے محروم نہ ٹہیرے شیخین کا لفظ عقبہ بن عامر سے رفعاً یہ ہے کہ احق الشروط ان توفوا بہ
ما استحللتم بہ الفروج یعنی جس شرط پر اوسکی شرمگاہ کو حلال کیا ہے وہ لائق تر یہ وفا ہے
لکن جبکہ خلاف دلیل نہو اور حلال کا حرام ہونا لازم نہ آئے عائشہ نے رفعاً کہا ہے اعلنوا ھذا
النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف رواہ الترمذی یعنی نکاح
کا اعلان کرنا چاہیئے یہ اعلان اسطرح پر اچھا ہوتا ہے کہ مسجد مین نکاح کردے کیونکہ مساجد محل
جماعات مسلمین ہوتے ہین اور لوگ نماز کے لئے بے بلائے بھی وہان آجاتے ہین اسمین اعلان
کی شہرت ہوجاتی ہے اور نیز برکت مکان وزمان سے وہ نکاح نوراً علی نور وسروراً علی سرور
ہوجاتا ہے اور گھر مین دف کا بجادینا واسطے اعلان نکاح دختر کے جائز ہے فقہاء نے کہا مراد
دف سے وہ ڈہفلا ہے جسمین جلاجل نہون یعنی مجیرے آواز دار اسمین احتراز ہے مزامیر سے ابن
ہمام کہتے ہین یستحب مباشرۃ عقد النکاح فی المسجد لکونہ عبادۃ وکونہ فی یوم
الجمعۃ انتہی معہذا اگر کوئی نکاح اپنے گھر یا محلہ یا کسی اور جگہہ مین سوای مسجد کے کرے تو بھی
روا ہے گو فاضل نہو حدیث محمد بن خاطب جمحی مین رفعاً آیا ہے کہ فصل مابین حلال وحرام کی صوت
ودف ہے نکاح مین رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ ابن ہمام کہتے
ہین حضرت نے فرمایا ہے کہ افضل شفاعت یہ ہے کہ شفاعت کرے درمیان دو شخصون کے نکاح
مین رواہ ابن ماجۃ وائلہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ من برکۃ المرأۃ تیسیر امرھا بالانثی رواہ ابن
عساکر اور حدیث ابوایوب مین کہا ہے چار امر سنن مرسلین مین سے ہین حیاء وتعطر وسواک
ونکاح رواہ الترمذی اور حدیث انس مین فرمایا ہے جو شخص بچا چار چیزون سے وہ جنت
مین جائیگا خون ومال وفرج وشراب رواہ البزار ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین جو شخص دوست رکھے

میری فطرت کو وہ میری سنت پر چلے اور نکاح میری سنت ہے رواہ البیہقی بروسر الفظ
ابن عمر کا یہ ہے من احب فطرتی فلیستن بسنتی فلیس منی رواہ
ابن عساکر انس رفعاً کہتے ہین جسکو اللہ نے زن صالحہ دی تو نصف دین پر اوسکی اعانت
کی اب اوسکو چاہیے کہ وہ نصف باقی مین اللہ سے ڈرے رواہ الحاکم معلوم ہوا کہ پارسا
نصف ایمان ہوتی ہے اور سفاح سے گویا نصف دین جاتا رہتا ہے اب اگر زنا کے ساتھ شراب
بھی پی تو گویا سارا ایمان برباد کیا کیونکہ دائم الخمر کو حدیث مین مثل بت پرست کے فرمایا ہے ہان تو
محاورۃً ذنوب ہوتی ہے حدیث مین آیا ہے من وقی شر لقلقہ وقبقبہ ودبدبہ فقد
وجبت لہ الجنۃ ملا علی قاری نے اس حدیث کی تخریج نہین لکھی اور نہ نام راوی کا بتایا
ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین کہ عورت بائین پسلی سے پیدا ہوئی ہے وہ تیرے لئے سیدھی نہ ہوگی
کسی راہ پر بھی سو تو اگر اوس سے تمتع لیا چاہتا ہے تو تمتع لے اور اوسمین کجی رہیگی اور اگر تو
اوسکے سیدھا کرنے کو چلیگا تو اوسکو توڑ ڈالیگا اور توڑنا اوسکا یہی طلاق دینا ہے رواہ مسلم
والترمذی معلوم ہوا کہ عورت مین توقع استقامت کی کرنا بیفائدہ ہے کبھی اوسکی جبلت ہے اسی
عوج کے ساتھ بسر کرنا ہو تو بسر کرے ورنہ چھوڑنا پڑیگا حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے چار
چیزیں ہین کہ جسکو عطا ہوئین اوسکو دنیا و آخرت کی خیر دی گئی قلب شاکر لسان ذاکر بدن بلا پر
صابر زوجہ جو کہ اوسکے نفس و مال مین خوان گناہ نہو رواہ الطبرانی سعد بن ابی وقاص رفعاً
کہتے ہین چار امر منجملہ سعادت کے ہین زن صالحہ اور مسکن واسع اور جار صالح اور مرکب ہنی
اور چار امر منجملہ شقاوت کے ہین جار سوء اور زن بد اور خانہ تنگ اور مرکب شموس رواہ ابن حبان
فی صحیحہ ابو سحیح کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ جو شخص آسودہ حال ہو اور نکاح کر سکے پھر وہ نکاح نکرے
تو وہ ہم مین سے نہین ہے رواہ الطبرانی یہ وعید شاید اسوجہ سے ہوگی کہ بصورت عدم نکاح

وتحصول یسر کے خون اتہار گناہ کا ہے انس رفعاً کہتے ہین جسنے بیاہ کیا کسی عورت سے بہ سبب
اوسکی عزت کے تو نہین بڑہاتا اللہ اوسکو مگر ذلت اور جسنے نکاح کیا کسی عورت سے بسبب اوسکی
مالداری کے تو نہین بڑہاتا اللہ اوسکو مگر فقر اور جسنے نکاح کیا اوس سے بسبب حسب کے تو نہین
بڑہاتا اللہ اوسکو مگر دنائت اور جسنے نکاح کیا اور نہین ہے ارادہ اوسکا مگر غض بصر و حصن فرج یا صلہ
رحم تو برکت دیتا ہے اوسکو اللہ اوس نکاح مین اور اوس عورت کو بھی ایسے نکاح مین برکت ہوتی
ہے رواہ الطبرانی مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نظر ناکح کی مجرد عورت و مال و حسب پر
ہوتی ہے اور کوئی علاقہ دین کا اوسمین نہین ہوتا تو انجام ایسے نکاح کا برا ہوتا ہے اور اگر کوئی
جہت شرعی بھی شامل حال ہو جاتی ہے تو وہ نکاح مبارک ہوتا ہے ابن عمر کا لفظ رفعاً
یہ ہے تم بیاہ نکرو عورتون سے بسبب اونکے حسن کے قریب ہے کہ اونکا حسن اونکو ہلاک کردے
اور بیاہ نکرو اونسے بسبب اونکے اموال کے قریب ہے کہ وہ اموال اونکو طغیان مین گرفتار کردین
ولکن تزوج کرو اونسے دین پر البتہ کالی کنیز صاحب دین افضل ہے رواہ ابن ماجۃ باجملہ
حدیث دلیل ہے تقدیم دین پر بقیہ امور مین اور ہمراہ دین کے ان امور کا ہونا مضر نہین اور
اگر دین نہین ہے اور یہ چیزین موجود ہین تو پھر ہلاک و طغیان نقد وقت ہے حدیث عبادہ
بن صامت مین فرمایا ہے تم ضامن ہو واسطے میرے چھ چیزون کے مین ضامن ہوتا ہون
تمہارے لئے جنت کا سچ بولو جب بات کہو وفا کرو جب وعدہ دو ادا کرو جب موتمن ٹھیرو
اپنی شرمگاہون کو نگاہ رکھو اپنی آنکھین بند کرو اپنے ہاتھہ روکو رواہ احمد وابن حبان
والبیہقی فی شعب الایمان والحاکم سہل بن سعد کا لفظ رفعاً یہ ہے من یضمن لی ما
بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ رواہ البخاری مراد اس سے زبان و
شرمگاہ ہے رسالہ ضمان الفردوس اسی حدیث کی شرح ہے ابو سعید نے رفعاً کہا ہے ہر صباح کود و

فرشتے مذاکرتے ہین ویل للرجال من النساء وویل للنساء من الرجال رواہ ابن ماجۃ
والحاکم یعنی فتنہ عورت کا مرد کے لئے اور فتنہ مرد کا عورت کے لئے موجب ہلاک کا ہے بیان شہوت
فرج وشہوت بطن کا احیاء العلوم ولسان العرفان مین بسط سے موجود ہے یہ فتنہ غالبًا اونہی مچتا
ہوتا ہے جہان کہ مرد بی زن اور زن بے شوہر ہوتی ہے اس حدیث کا مصداق دنیا مین ہر جگہ
موجود ہے مردان وزنان حرام کار عیاش بداطوار مصداق اس خبر صدق اثر کے ہین اور ان کا
انجام بھی اکثر مشہود ہوتا رہتا ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے اکمل المومنین ایمانًا
احسنہم خلقا وخیارکم خیارکم لنسائہم رواہ الترمذی وابن حبان فی صحیحہ
معلوم ہوا کہ منکوحات کے ساتھ حسن معاشرت کرنا چاہیے اور صاحب حسن خلق کامل الایمان ہوتا ہے
دوسرا لفظ ابوہریرہ کا رفعًا یون ہے کہ ایک وہ دینار ہے جو تو نے راہ خدا مین صرف کیا دوسرا وہ دینار
ہے جو کسی رقبہ مین اوٹھایا تیسرا وہ دینار ہے جو کسی مسکین پر صدقہ کیا چوتھا وہ دینار ہے جو تو نے
اپنے اہل پر نفقہ کیا ان سب مین اعظم تر از روی اجر کے وہ دینار ہے جو اپنے اہل پر صرف کیا
رواہ مسلم مراد اہل سے بیوی بچے ہین اس حدیث سے تقدیم اہل کی جملہ مصارف خیر پر ثابت
ہوئی انس سے رفعًا کہا ہے خیرکم بعد المائتین الخفیف الحاذ رواہ الخطیب
مراد دو صد سال بعد ہجرت کے ہین یا بعد ہزار سال ہجرت کے ظاہر اول ہے اور نثرًا اگر بارہ سو سال
ہجرت مراد ہون تو آغاز صد چہاردہم سے بہرحال عزب ہونیکو متاہل ہونے پر ترجیح حاصل ہے
بسبب غربت اسلام اور عدم وجود زن ذات الدین کے اسیکو حدیث ابن مسعود رفعًا موید ہے یاتی علی الناس
زمان کان یربی احدکم جرو کلب خیر لہ من ان یربی ولدا من صلبہ اس حدیث
کی تخریج ملا علی قاری نے نہین لکھی لکن تجربہ شاہد ہے اسکے مضمون پر یہ چالیس حدیثین ہین
جنکو ملا علی قاری نے کسی صاحب غریزکی الناس پر جمع کیا تھا ہامیان حقوق زوجین وغیرہا

سو تفصیل اوسکی رسالۂ اصلاح ذات البین سے معلوم کرنا چاہیے مسلمان آخرت خواہ کو اس زمانے مین نکاح کرنیسے بجز پشیمانی وحیرانی کے کوئی نتیجہ حاصل نہین ہوتا ہے اور اولاد جسکو عام نتیجہ سمجھتے ہین وہ ایک شر بے علم وفاکہہ بی رائحہ ہوتا ہے خواہ ذکور ہو یا اناث الا ماشاء اللہ تعالیٰ اسوقت مین اولاد کا صاحب علم وعمل ہونا اور پابند سعادت رہنا اور عارف حقوق والدین ہونا منجملہ محالات عادیہ کے ہوگیا ہے نسأل اللہ العافیۃ وحسن الخاتمۃ اللھم آمین

مسئلہ ۱۲ فضائل القرآن ومن تلاہ علی وجہ الاحسان بقدر الامکان

حدیث عثمان رضی اللہ عنہ مین فرمایا ہے خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ رواہ احمد واصحاب الکتب الستۃ یہ دلیل ہے فضل پر متعلم ومعلم قرآن کے جبکہ اخلاص کے ساتھ بغرض علم وعمل بالکتاب یہ کام اختیار کرے روایت ابن ماجہ مین لفظ خیارکم آیا ہے اور روایت ابن مردویہ ابن مسعود سے یون ہے خیارکم من قرء القرآن وافرأہ دوسرا لفظ ابن مسعود کا رفعًا یہ ہے جسنے پڑھا ایکحرف کتاب سے اوسکے لئے ایک نیکی ہے نیکی دس گنی ہوتی ہے مین نہین کہتا کہ الم حرف ہے ولکن الف حرف ہے اور لام حرف ہے اور میم حرف ہے رواہ الترمذی وقال حسن صحیح اس حدیث سے اطلاق حرف کا کلام باری تعالیٰ پر ثابت ہے اور یہی صحیح ہے ولہذا شیخ جیلی رح نے غنیۃ الطالبین مین حروف ہجاء کو قدیم کہا ہے نہ حادث عمر بن خطاب رفعًا کہتے ہین ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین رواہ مسلم وابن ماجۃ مراد مرفوعین سے قائل وعامل بالقرآن ہین اور موضوعین سے وہ جنہون نے قرآن کو کہ کلام الٰہی ہے چھوڑکر لوگون کے کلام کو موجب ہدایت سمجھا ہے اور ملفوظات کتاب وسنت سے منہ موڑکر ملفوظات مشائخ پر لگے ہین ونعوذ باللہ من غضب اللہ حدیث

فی مسئلہ فضائل القرآن

ابوسعید خدری مین فرمایا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کہتا ہے جس شخص کو قرآن نے میرے ذکر و مسئلت سے مشغول رکھا مین اوسکو افضل تر دیتا ہون اوس چیز سے جو کہ سائلین کو دیتا ہون اور فضل اللہ کے کلام کا سارے کلام پر مثل اللہ کے فضل کے ہے اوسکے خلق پر رواہ الترمذی وقال حسن غریب معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کو محرد ذکر اللہ و سوال پر فضل حاصل ہے پھر کسی اور کے کلام کی پیر ہو یا پیران پیر یا کوئی امام یا مجتہد یا فقیر کیا ہستی ہے کہ اوسکا اشتغال کرے اور مستغل بالقرآن نہو الوموسی اشعری کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ مثال اوس مومن کی جو قرآن خوان ہے جیسے اترجہ کہ اوسکی بو اور طعم دونون پاکیزہ ہین اور مثال اوس مومن کی جو قرآن خوان نہین ہے جیسے تمرہ کہ نہ بو ہے اور نہ مزہ اور مثال منافق کی جو قرآن خوان ہے جیسے ریحانہ کہ بو تو اچھی ہے اور مزہ کڑوا اور مثل اوس منافق کے جو قرآن خوان نہین ہے جیسے حنظلہ کہ بو تو نہین ہے اور مزہ کڑوا ہے دوسری روایت مین منافق کے بدل مین فاجر آیا ہے رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ ہر مومن اسنے حال کو اس قال رسول پر عرض کر کے معلوم کر سکتا ہے کہ وہ ایماندار ہے اور کیسا ایماندار یا منافق و بدکار ہے یہی مضمون حدیث انس مین بھی رفعاً نزدیک ابوداؤد کے آیا ہے اور حدیث عائشہ مین فرمایا ہے ماہر بالقرآن ہمراہ سفرۂ کرام سررہ کے ہوگا اور جو شخص قرآن اٹک اٹک کر پڑہتا ہے اور وہ اوسپر شاق ہے اوسکو دو اجر ہین رواہ البخاری ومسلم والکلام بعتہ مراد مہارت سے اس جگہ قدرت ہے قرات مبانی پر قطع نظر ادراک معنی کے پھر اوس شخص کا کیا ذکر ہے جسکی مہارت مبانی و معانی دونون مین کافی وافی ہے ؎

	روز قیامت ہر کسے درست گیرد مایہ		من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآن در بغل	

اس جگہ سے قدرو منزلت افرادی کو حق مین مفسرین قرآن کریم کے سمجھنا چاہیے جنہون نے

کمال محبت کتاب اور شوق دریافت احکام رب الارباب سے اوقات اپنی خدمت کلام ربانی اور تنزیل آسمانی مین صرف کی ہے اگر اللہ تعالیٰ اونکو بہ نسبت سائلین کے ساتھہ مزید عطیات کے بسبب اشتغال بالقرآن کے خاص کرے تو یہ اوسکا فضل عظیم وکرم عمیم ہے اور اوسکی رحمت عامہ ورافت تامہ سے کچھہ دور نہین ہے ابوذر کہتے ہین مینے حضرت سے کہا اے رسول خدا مجھے کچھہ وصیت کر فرمایا علیك بتقوی اللہ فانہ رأس الامر کلہ مینے کہا کچھہ اور زیادہ کیجئے فرمایا علیك بتلاوۃ القرآن فانہ نور لك فی الارض وذخر لك فی السماء رواہ ابن حبان وصححہ فی حدیث طویل وروی ابن الضریس وابو یعلی عن ابی سعید بلفظ علیك بذکر اللہ وتلاوۃ القرآن فانہ نور لك فی الارض وذکر لك فی السماء یعنی اللہ کا ذکر کرنا اور اوسکی کتاب کی تلاوت کرنا زمین مین نور ہے اور آسمان مین چرچا ہے

اھلا بمن لم اکن اھلا لموقعہ		قول المبشر بعد الیاس بالفرج	
فقد لك البشارۃ فاحکم ما علیك من		ذکرت ثم علی ما فیك من عوج	

حدیث جابر مین فرمایا ہے قرآن شافع ومشفع وماحل ومصدق ہے جو کوئی اوسکو اپنا امام بناتا ہے وہ اوسکو طرف جنت کے کھینچ لیجاتا ہے اور جو کوئی اوسکو پس پشت اپنے ڈالدیتا ہے وہ اوسکا سائق طرف دوزخ کے ہوتا ہے رواہ ابن حبان فی صحیحہ والبیہقی فی شعبہ والطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مراد خلف ظہر سے ترک اعتقاد وعمل وتلاوت ہے اعاذنا اللہ منہ ابوامامہ باہلی کہتے ہین مینے حضرت کو سنا فرماتے تھے تم قرآن پڑہا کرو کہ وہ دن قیامت کے اپنے لوگون کا شفیع ہوکر آئیگا رواہ مسلم معاذ کا لفظ رفعاً یہ ہے جسنے قرآن پڑہا اور اوسپر عمل کیا اوسکے ماں باپ کو دن قیامت کے ایک تاج پہنایا جائیگا جسکی روشنی سورج کی روشنی سے دنیا کے گھر مین بہتر ہوگی پھر اوسکی نسبت کیا گمان ہے جو اوسپر عمل کرے رواہ

ابوداؤد والحاکم وقال صحیح الاسناد بریدہ کی حدیث مین رفعاً مذکور تاج کے آنا اور آیا ہے کہ اوسکے والدین کو دو حلے پہنائے جائینگے جسکے مقابل ساری دنیا نہو گی وہ کہین گے ہمکو یہ کہان سے ملی کہین گے تیرے بیٹے نے قرآن کو اخذ کیا تھا رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین صاحب قرآن آئیگا قرآن کہیگا ای رب اسکو حلہ پہنا اوسکو تاج کرامت پہنائینگے وہ کہیگا ای رب اور پہناؤ اوسکو حلہ کرامت پہنائینگے پھر کہا جائیگا پڑھ اور چڑھ اور ہر آیت پر ایک حسنہ زیادہ کیا جائیگا رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم وقال صحیح الاسناد ابن عمرو کا لفظ رفعاً یہ ہے یقال لصاحب القرآن اقرء وارق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلتک عند آخر آیۃ تقرأھا رواہ الاربعۃ الا ابوداؤد وصححہ ابن حبان حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے حسد نہین مگر دو شخصون پر ایک وہ مرد جسکو اللہ نے یہ کتاب دی وہ ساعات لیل و نہار مین اوسکے ساتھ قیام کرتا ہے دوسرا وہ شخص جسکو اللہ نے مال دیا وہ ساعات روز و شب مین صدقہ دیتا ہے رواہ الشیخان پھر جس شخص مین یہ دونون وصف مثلاً جمع ہون اوسکا کیا ذکر ہے ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین حسد نہین مگر دو شخصون پر ایک وہ جسکو اللہ نے قرآن سکھایا وہ رات دن اوس کو پڑھتا ہے اوسکے ہمسایہ نے سنا اور کہا یا لیتنی اوتیت مثل ما اوتی فلان فعملت مثل ما یعمل یعنی اگر مجھے قرآن یاد ہوتا تو مین بھی اسی طرح کرتا دوسرا وہ مرد جسکو اللہ نے مال دیا ہے وہ محل حق مین اوسکو صرف کرتا ہے ایک شخص نے کہا اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو مین اسی طرح کام کرتا رواہ البخاری یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ نیت پر اجر کامل ملتا ہے اور بسبب اس نیت کے قرآن خوان اور حافظ اور مفلس اور مال دار اجر مین برابر ہو جاتا ہے یہ اللہ کا فضل ہے لیکن کوئی شخص قدر اس نعمت کی نہین پہچانتا حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے

تین شخص ہین جنکو فزع اکبر کی ہول نہوگی اور نہ اونکا حساب ہوگا وہ مشک کے ٹیلون پر ہون گے
یہانتک کہ خلائق کے حساب سے فراغ حاصل ہو ایک وہ شخص جسنے قرآن کو ابتغاءً لوجہ اللہ پڑہا اور
امامت کی ایسی قوم کی جو کہ اوس سے راضی ہین اور بلا سننے والا طرف نماز کے ابتغاءً لوجہ اللہ اور
وہ غلام جو درمیان اپنے اور رب کے اور موالی کے محسن ہے رواہ الطبرانی باسناد لا باس بہ
ابتغاء وجہ سے یہ مراد ہے کہ امامت و اذان پر اجرت نہین لے بلکہ خالص اللہ کے لئے یہ کام کیا
ہے یہ حدیث جامع صغیر مین بتفاوت لفظ مروی ہے حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت
نے ایک نوجوان کو امیر لشکر کر دیا تہا اسلیئے کہ اوسکو سورۂ بقرہ یاد تہی پہر فرمایا تعلموا القرآن
واقرؤہ ان مثل القرآن لمن تعلمہ فقرأ وقام بہ کمثل جراب محشو مسکا
یفوح ریحہ فی کل مکان ومثل من تعلمہ فیرقد وھو فی جوفہ کمثل جراب
اوکی علی مسک رواہ الترمذی بطولہ واللفظ لہ وحسنہ وابن ماجۃ
مختصرا وابن حبان فی صحیحہ ابن عمر کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ من قرء القرآن فقد استدرج
النبوۃ بین جنبیہ غیر انہ لا یوحی الیہ لا ینبغی لصاحب القرآن ان یجد مع
من جد ولا یجہل مع من جہل وفی جوفہ کتاب اللہ رواہ الحاکم وقال
صحیح الاسناد یعنی صاحب قرآن کے سینے مین نبوت مندرج ہوتی ہے فقط اتنی بات ہے
کہ اوسکو وحی نہین آتی دوسرے الفاظ انکا یہ ہے کہ صیام و قرآن بندہ کی شفاعت کرتے ہین روزہ
کہتا ہے ای رب مینے اسکو کہانے پینے سے روکا دن مین تو میری سفارش اسکے حق مین پذیرا
کر قرآن کہتا ہے مینے اسکو رات کے سونیسے منع کیا تو میری شفاعت اسکے بارہ مین قبول فرما
سو یہ دونون شفاعت کرتے ہین رواہ احمد والطبرانی والحاکم وقال صحیح
علی شرط مسلم حدیث ابوذر مین رفعاً آیا ہے انکم لا ترجعون الی اللہ تعالی بشیء

افضل مما حرم یعنی القرآن ظہر منہ رواہ الحاکم وصححہ وابوداؤد فی مراسیلہ
الس کہتے ہیں حضرت نے کہا اللہ کے کچھ اہل ہیں لوگون مین سے کہا وہ کون ہین فرمایا اہل
القرآن ہم اہل اللہ وخاصتہ رواہ النسائی وابن ماجۃ والحاکم وصححہ المنذری
ابن عباس کہتے تھے جو شخص قرآن پڑہتا ہے وہ ارذل عمر کی طرف رد نہین کیا جاتا وذلک قولہ
تعالیٰ ثم رددناہ اسفل سافلین الا الذین امنوا کہا ہم اہل ایمان سے اسلئے اہل قرآن
ہین رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد وسراج الفظ انکا رفعا یہ ہے کہ اشرف لوگ میری امت
کے حاملان قرآن واصحاب لیل ہین رواہ البیہقی فی شعب الایمان وابن ابی الدنیا
عبدالرحمن بن سہل رفعاً کہتے ہین پڑہو قرآن کو اور عمل کرو اوسپر اور جا فی نہو اوس سے اور غلو
کرو اوسمین اور نہ کہاؤ اوسکے سبب سے اور زیادتی نکرو رواہ احمد وابو یعلی والطبرانی
والبیہقی حدیث عمران بن حصین مین فرمایا ہے جو شخص قرآن پڑہے وہ اللہ سے مانگے قریب
ہے کہ ایسے لوگ آئینگے جو قرآن پڑہکر لوگون سے سوال کرینگے رواہ الترمذی وجہ
یہ حدیث معجزہ ہے کیونکہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا رمضان کے حافظ تراویح مین قرآن
پڑہنے پر اجرت ٹہیرا لیتے ہین یا بعد ختم کے سوال کرتے ہین ابوہریرہ کا لفظ یہ ہے لیس
منا من لم یتغن بالقرآن رواہ البخاری واحمد وابوداؤد وابن حبان والحاکم
عن سعد جمہور علماء نے کہا ہے ای من لم یحسن صوتہ اور بعض نے کہا من لم
یستغن بہ عن غیرہ مین کہتا ہون بخاری مین اسکے معنی جہر کے لکھے ہین یعنی قرآن کو آواز سے
پڑہنا چاہیئے نہ چپکے چپکے اور راگنی مین پڑہنا سب کے نزدیک حرام ہے حدیث بریدہ مین فرمایا ہے
من قرء القرآن یتاکل بہ الناس جاء یوم القیامۃ ووجہہ عظم لیس علیہ لحم
رواہ البیہقی معلوم ہوا کہ قرات کے عوض مین لوگون کا مال کھانا قیامت کے دن آبرو

کہو نا سے عائشہ رفعاً کہتی ہین قرات قرآن کی نماز مین افضل ہے قرات قرآن سے غیر نماز مین اور قرات قرآن کی غیر نماز مین افضل ہے تسبیح و تکبیر سے اور تسبیح افضل ہے صدقہ سے اور صدقہ افضل ہے صوم سے اور صوم سپر ہے آگ سے رواہ الدارقطنی فی الافراد والبیہقی فی شعب الایمان اوس بن اوس ثقفی کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ پڑہنا قرآن کا غیر مصحف مین ہزار درجہ ہے اور پڑہنا اوسکا مصحف مین مضاعف ہوتا ہے اسپر دو ہزار درجہ تک رواہ الطبرانی والبیہقی ابن عمر نے رفعاً کہا ہے پڑہ قرآن ہر ماہ مین پڑہ بیس رات مین پڑہ دس مین پڑہ سات مین اس سے زیادہ نہ کر رواہ الشیخان وابو داؤد تین دن سے کم مین پڑہنا قرآن کا منع ہے اور شیبنہ بدعت ہے ابن عمر کہتے ہین اقرء القرآن ما نہاک فاذا لم ینہک فلست تقرأہ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس یہ ایک نشان ہے نفع و عدم نفع قرات کا بلکہ قبول و عدم قبول تلاوت کا بریدہ کہتے ہین اقرء القرآن بالحزن فانہ نزل بالحزن رواہ ابو یعلی والطبرانی وابو نعیم فی الحلیۃ جندب نے کہا ہے اقرء القرآن ما ائتلفت علیہ قلوبکم فاذا اختلفتم فیہ فقوموا رواہ احمد والشیخان والنسائی ابو امامہ کہتے ہین اقرؤا القرآن فان اللہ تعالیٰ لا یعذب قلبا وعی القرآن رواہ تمام انس کا لفظ یہ ہے کہ القرآن غنی لا فقر بعدہ ولا غنی دونہ رواہ ابو یعلی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا القرآن الف الف حرف وسبعۃ وعشرون الف حرف فمن قرأہ صابرا محتسبا کان لہ بکل حرف زوجۃ من الحور العین رواہ الطبرانی فی الاوسط ایک شخص نے کہا قرآن نور مبین ہے اور ذکر حکیم اور صراط مستقیم رواہ البیہقی اور علی مرتضیٰ نے کہا ہے قرآن دوا ہے رواہ القضاعی انس نے کہا ہے اہل قرآن عرفاء اہل جنت ہین رواہ الضیاء

یہ چالیس حدیثین ملا علی قاری نے اخبار و آثار سے جمع کی ہین اسکے سوا اور بہت احادیث صحیحہ آئی ہین جنکا ذکر بجا ہی ان آثار کے مناسب تر تھا ہمنے بعض احادیث اس باب کی اکسیر فی اصول التفسیر مین لکھی ہین اور بعض فضائل کتاب اللہ کے اور منافع و فوائد سور و آیات کے رسالہ فصل الخطاب فی فضل ام الکتاب مین ضبط کئے ہین اور کتب صحاح و سنن مشتمل ہین اوصاف و مناقب قرآن پاک پر قرآن کے لئے اگر کوئی فضل و جاہ فرضاً نہو تو اسی قدر کافی ہے کہ اللہ کا کلام ہے لوگ پیرزادون اور مولویون کے کلام کی قدر کرتے ہین کوئی اونکے اوعیہ و اذکار کو وظیفہ بناتا ہے کوئی کسی شیخ و پیر کے ملفوظات لئے پھرتا ہے اور سبب نجات کا آخرت مین اور ذریعہ ولایت کا دنیا مین سمجھتا ہے یہ سب ترعات شیطانی ہین ملفوظات اکابر امت و مشائخ کے وہی نافع ہین جو کہ منطوق و مدلول کتاب و سنت یا مفسر و مبین معانی قرآن و حدیث بقدر فہم اور ذوق عرب و لسان عربیت و موافقت ظواہر شرع حق ہون ورنہ کلامی بدبریش فاسد ہین بعد ازان اگر انسان کو عقل و شعور ہو تو باوجود اس جواز نظر کے ملفوظات مشائخ مین بھی اللہ و رسول کے کلام کو مقدم کرنا واجب جاننے اور موخر کرنا قرآن و حدیث کا سخت اسائت ادب اور حرمان نصیبی ہے جو ملفوظات متعلق انواع اخلاق ہین اور اونکو مہلکات و منجیات مین دخل ہے اونکا بطور تفنن دیکھنا اور معانی اخلاق حسنہ و اوصاف سنجیہ کا استفادہ کرنا تو ٹھیک ہے اور جو ملفوظات ایسے کہ تعلق اونکا مقامات عرفان سے ہے اور صرف وجدان اونپر شاہد و دلیل ہے انکا مطالعہ کرنا یا اونکے ظاہر پر اعتقاد لانا حق مین جہلا اور کم علم اور نوجوان لوگون کے زہر قاتل ہے اسی جگہ سے ہزارہا جاہل مدعی ولایت کے ہوکر ہاویہ نار مین جا گرے اور رأس الایمان کو کھو بیٹھے اور یہ احمق اتنا نہ سمجھے کہ کمالات ولایت جمہور اہل علم و ولایت کے نزدیک اجماعاً درجہ مین کمالات نبوت سے کمتر و حقیر تر و یسیر تر ہین سو کمالات نبوت منحصر ہین

اعتقاد و اعمال موافقہ کتاب و سنت ہین اور انہین کی ترویج و اشاعت سے درجہ سو شہید کا ملتا ہے
دلیل واضح اسپر خلافت خلفاء راشدین مہدیین سے کہ سہ خلیفہ کمالات نبوت مین راسخ الاعتقاد و العمل
تھے اور خلیفہ چہارم مقام ولایت عظمیٰ مین ثابت قدم سو حکمت الٰہیہ نے یہی تقاضا کیا کہ شیخین
رضی اللہ عنہما کو مقدم کیا اور علی ولی اللہ کو بعد اونکے رکھا اس مضمون کی طرف شیخ احمد ولی اللہ
محدث دہلوی کا کلام رسالہ حسن العقیدہ نام مین مشیر ہے واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم آج غرۂ
ربیع الاول ۱۳۰۶ ہجری کو یہ ملخص رسائل دہ گانہ ملا علی قاری کا مع الیضاحات و بعض تنقیدات
کے مدت نو یوم مین روز دوشنبہ قبیل مغرب ختم ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی و زیادہ و
رزقنا فی الدارین السعادہ و آخر دعوانا ان الحمد للہ اولاً و آخراً ط

بسم اللہ

صحت نامۂ عشرۂ کاملہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱	۱	علیہ	وعلیہ
۴	۱	یسواك	سواك
۵	۴	یعتمدنہ	یعتادونہ
۶	۱۷	الرحل	الترحل
۹	۳	طویل	طویل لحیہ
۱۳	۱۹	السائ	والسائ
۱۷	۱۶	لاوحدھم	لاحدھم
۱۹	۵	عدلا	عبد
۲۷	۱۲	بیارتا قولہ	بیارون یرجحت
	۰	اولیا کی	اتلا وایوب
۰	۰		علیہ السلام کی
۰	۰		اسی طرح عمیان
۰	۰		یرجحت بعض
۰	۰		اعیان کی اور
۰	۰		فقرار یرجحت
۰			اعیار اولیا کی
			قایم کریگا +

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۷	۱۳	ایک نرعہ	ایک نزعہ
۴۱	۵	عصر	عصرہ
۴۲	۱	مشی	مستثنیٰ
۴۴	۱۱	باجماع سے	باجماع
۶۱	۴	فلیصع	فلیصبع
۶۲	۱	ناجائز	جائز
۷۲	۱۶	ثابت کیا ہے	ثابت ہے
۷۸	۷	فصول	فصول
۷۹	۱۹	سھل	سھیل
۷۹	۸	اخیار	اخبار
۷۹	۸	مسجد	غیر مسجد
۸۰	۱۵	عن	یعنی عن
۸۴	۳	قُرِی	قَرَنی
۹۶	۱۶	وولدا	ووالدا
۹۶	۷	لقولہ	بقولہ
۹۸	۱۱	ردقانی	زرقانی نے

صفحہ	سطر	خطا	صواب		صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۰۰	۱۷	جسہم	جنسہم		۱۰۹	۱۰	لا	ولا
۱۰۱	″	نورًا	نورٌ		۱۱۰	۱۳	بالایکاس	بالابکار
۱۰۲	۱۴	تبادك	بتارك		۱۱۱	۱۵	اشتباہ	اشباہ
۱۰۳	۱۰	محل کے	محل کے ہے		۱۱۲	۱۹	تزویج	ترویج
۱۰۶	۷	مختلفین	محتفلین		۱۱۷	۱۰	افرأہ	اقرأہ